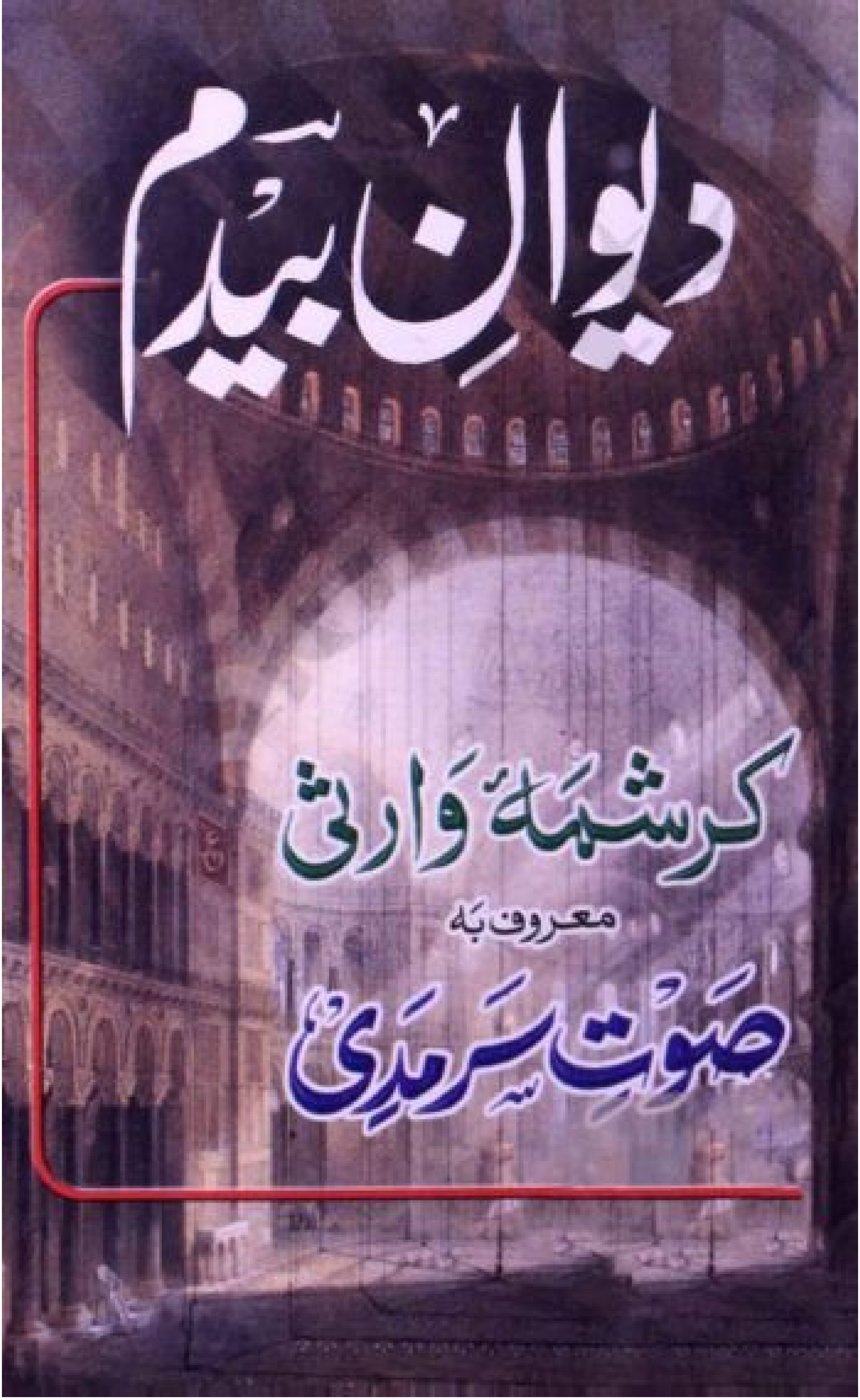

دیوانِ بیدم

کرشمۂ وارثی

معروف بہ

صوتِ سرمدی

Scanned with CamScanner

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں انکی آستانہ
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول رہا ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں شکریہ

Scanned with CamScanner

صون جنان الجنان ذو العیون والاعضان

دیوان بیدم

کرشمۂ وارثی

معروف بہ

صوتِ سرمدی

در مدح سند الاصفیا امام الاولیا قبلۂ دین و ایمان وکعبۂ زمین و زماں مولانا و مرشدنا حاجی الحرمین الشریفین جناب کرامت مآب سید سندی حضرت وارث علی شاہ صاحب رفع اللہ درجاتہ وبسط اللہ کراماتہ از نتیجۂ طبع عالی سحر بیان واعجاز رقم حق داں وحق آگاہ جناب مولانا ما یاں بیدم شاہ صاحب بیدم وارثی ۔

ملنے کا پتہ :

صدیق بکڈپو ـــ لکھنؤ

مُطالعات

صوتِ سرمدی غیب کی آواز ہے، جو ازل تا ابد تمامے عالم میں محیط ہے اس کے جاننے والے سمجھنے والے محرمِ اسرار کہلاتے ہیں جو اس کے جواب میں اُسی نغمہ کو گنگناتے ہیں جو وہ سنتے ہیں۔ سینکڑوں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں میں ایک بیدم شاہ بھی تھے جنھوں نے محرمِ اسرار ہو کر کچھ نغمات ایسے سنائے ہیں جن سے روح کو تازگی اور جان کو بیداری حاصل ہوتی ہے۔

"صوت سرمدی" اپنے وجد آفریں نغمات سے دنیا کو اب سے ساٹھ سال پہلے بھی وجد و کیف کے عالم میں لا چکی ہے۔ یہ حضرت بیدم شاہ کا ابتدائی کلام ہے جس میں اُن کے مشربی جذبات کی والہانہ بھرمار ہے۔ حمد و نعت سے لیکر مناقب اور فضائل تک یکساں معرفت اور حقائق کی مستیاں چھائی ہوئی ہیں۔ جہاں جہاں تغزل اور مجاز کی جھلک آگئی ہے وہ بھی حقیقت میں چار چاند لگا کر خود

حقیقت بن گئی ہے۔ جس کا لطف دیکھنے اور پڑھنے ہی سے صاحبان نظر کو حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ مجموعہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں اسی قدر مختلف انواع و اقسام کے موضوعات سخن پر نغمہ سرائی کی گئی ہے۔ مذاق صوفیانہ تو تھا ہی، اس میں شاعرانہ ذوقِ سلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ الغرض یہ مجموعہ نئے قالب میں ڈھال کر اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ ؎

زِ فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

بیدم شاہ وارثی سے دنیائے معرفت کا گوشہ گوشہ آگاہ ہے تاہم عوام الناس کی معلومات کے لیے ان کی زندگی کے مختصر سوانح ذیل میں درج کیے جاتے ہیں جو ہر طرح بصیرت افروز اور بصارت نواز ہیں۔ ان کا سنہ پیدائش ۱۸۷۶ء ہے۔ وطن مالوف اٹاوہ (دنیا شہر) ہے۔ علوم رسمیہ کی ابتدائی اور آخری تعلیم اٹاوہ ہی میں رہی۔ طبیعت میں شاعرانہ وجدان فطری طور پر ودیعت تھا۔ دوسروں کی غزلیں سنتے اور خود گنگناتے رہتے۔ رفتہ رفتہ اس مشق نے ترقی کی اور خود شاعر بننے کی تمنا ان کو آگرہ لے گئی۔ جہاں دوسرے احباب و اربابِ وطن بھی موجود تھے۔ خواجہ آتش مرحوم لکھنوی کے شاگردوں میں جناب وحید مانکپوری گذرے ہیں۔ ان کے جانشین اور مقرب باکمال شاگرد نثار اکبرآبادی کا حلقۂ تلامذہ اس وقت آگرے میں عروج پر تھا۔ یہ بھی اسی حلقہ میں داخل و شامل ہو گئے۔ پھر کیا تھا چند ہی عرصہ

Scanned with CamScanner

میں نغز گو شاعر کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ اسی سلسلہ میں استاد کے فیضان صحبت سے متا:
ہو کر وارثی سلسلہ میں بھی پہونچ گئے۔ ابھی تک بیدم تخلص ہی تھا۔ اب بیدم شا
لقب ہو گیا۔ اصل نام سراج الدین ہے۔ جب دونوں باتیں حاصل ہو گئیں ادھ
حقائق و معارف کی چاشنی مرشد طریقت حضرت الحضرات سید حاجی وارث علی شا
اعلی اللہ مقامہٗ سے پہونچتی رہی ادھر شاعرانہ رموز کی آگہی حضرت استاد نثار اکبرآبادی
سے ملتی رہی۔ کچھ ہی عرصہ میں وہ "سراج الشعراء لسان الطریقت" کے خطاب سے
مخاطب کئے جانے لگے۔ جو ان کی موجودہ شخصیت کے شایان بھی تھا۔ نثار اکبرآبادی
کا انتقال پہلے ہو گیا اور حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کی خدمت کا موقع انھیں کافی
حاصل رہا۔ ۱۹۰۵ء میں مرشد برحق نے بھی وصال فرمایا۔ اب ان کی زندگی انھیں
کے سر رہی۔ انھوں نے اس عالم میں بھی انتہائی مقبولیت و شہرت حاصل کی
کئی مجموعہ کلام شائع ہوئے۔ سیکڑوں غزلیں قوالوں نے ازبر کر لیں۔ ارباب نشاط
کی محفلوں میں بھی ان کے کلام کی دھوم مچ گئی۔ اور وہ ہر طبقہ میں ہمہ گیر مقبولیت کے
مالک بن گئے۔ فقیرانہ زندگی لوہے کے چنے کی مترادف ہوتی ہے۔ مرزا غالبؔ کا ارشاد
ہے ؎

شیوۂ رندان بے پروا خرام از من مپرس
ایں قدر دانم کہ دشوار ست آساں زیستن

فقر و فاقہ کی زندگی میں بھی ان کے کچھ معمولات تھے جو آخر وقت تک قائم رہے مثلاً:

(۱) بہ حیثیت شاعر شاعروں میں عامیانہ شرکت سے ہمیشہ اجتناب رہا۔ بربنائے تعلقات کبھی کبھی چلے بھی گئے مگر وہ شاذ ہی۔

(۲) جب کوئی غزل یا منقبت بھی کسی کو سنانے سے قبل آستانۂ وارثی پر حاضر ہو کر سنا آتے تھے پھر دوسروں کو سناتے تھے۔

(۳) تمام عمر کسی اہل دنیا کی مدح سرائی نہیں کی نہ اس کی تعظیم کو سراہا۔

(۴) رات کے آخری حصہ میں ذکر و فکر سے کبھی غافل نہیں رہے

(۵) ملنے والوں سے ملنے میں سبقت کرتے۔ اور وضعداری کے ہمیشہ پابند رہے۔

وغیرہ — اپنے مرشد برحق کے وصال کے بعد اکتیس سال زندہ رہ کر سنہ ۱۹۳۶ء میں خود بھی بمقام لکھنؤ حسین گنج انتقال فرمایا۔ نعش وصیت کے مطابق دیوہ شریف لے جائی گئی اور وہیں شاہ اویسؒ کے گورستان میں دفن ہوئے۔ قبر پر ان کے بعض پاکستانی مریدوں نے دو تین سال کا عرصہ ہوا پختہ احاطہ اور چبوترہ بنوا دیا ہے۔ اور سنگ لحد بھی نصب کرا دیا

ان کا آخری دیوان "مصحف بیدم" ہے جس میں ماقبل کی منتخب اور آخری ۳۰ سال کی چیدہ چیدہ پرکیف غزلیں شامل ہیں اور اسی مجموعہ کو کلیات کہا جا سکتا ہے۔ "مصحف بیدم" بہت مقبول ہوا۔ اب تک اس کے متعدد اڈیشن پاکستان و ہندوستان کے مختلف اداروں اور مطابع نے شائع کئے ہیں۔ پھر بھی بقدر شوق کمی محسوس ہوتی ہے

Scanned with CamScanner

بیدم شاہ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں مختلف البطن اُن کی یادگار تھیں۔ لڑکیوں کا حال معلوم نہیں دونوں شادی شدہ تھیں۔ بڑے صاحبزادے غلام وارث حسین نامی خاص اٹاوہ میں اپنے آبائی مکان میں متاہل زندگی بسر کرتے ہیں۔ چھوٹے "ایاز وارث" مشرقی پاکستان میں بقید حیات ہیں۔ الغرض ؎

نہ وہ اب چمن ہے نہ وہ رنگ و بو ہے

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو ہے

افقر موہانی وارثی

ہو الوارث العظیم الکریم

کرشمہ وارثی ★ صوت سرمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارہا گفتہ ام و بارِ دگر میگویم — کہ من دل شدہ ایں رہ نہ بخود میپویم
در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — آنچہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم

دوستان عیب من بیدل حیراں مکنید
گوہرے دارم و صاحب نظرے میجویم

روشن جہاں میں ہر جا پاتا ہوں نور تیرا — ہر شے میں دیکھتا ہوں پیارے ظہور تیرا
از ماہ تا بماہی ہے تیری بادشاہی — دکھلا رہا ہے کیا کیا عالم ظہور تیرا
گلشن میں چہکے چہکے لیتے ہیں نام غنچے — اور بلبلوں میں دیکھا ہر سمت شور تیرا
کیوں تلملا کے گرتے غش کھا کے طور پر — گر جو نہ حیا نہ دیتا موسیٰ کو نور تیرا

گر ٹھیرتا تصور تیرا ہمارے دل میں — کچھ پوچھتے نشاں ہم تجھ سے ضرور تیرا
صد حیف ہو کے انساں کچھ بھی نہ کر سکے ہم — کرتے ہیں ذکر باہم وحش و طیور تیرا

منصور کا یہ منھ تھا کہتا جو وہ انا الحق | برپا کیا ہوا تھا سارا فتور تیرا
بنتے ہی بندۂ بت پی لے مئے محبت | آنکھوں میں وہ نشہ ہے دیکھیں کرو تیرا
۲ بیدم کی آرزو ہے ہر دم یہ جستجو ہے | ملجائے کاش اسکو قرب و حضور تیرا

نعت سرور کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ واولیاء امتہٖ اجمعین

وصف لکھتا ہو سر دیوان بسم اللہ کا | لوح سینہ پر قلم بن کر الف اللہ کا
صفحۂ قرآن نہ کیوں روئے محمد کو کہوں | ایسی صورت پہ ہے موزوں تاج بسم اللہ کا
حسن یوسف یوں ترے جلوے کا تھا پیغامبر | دو قدم رہتا ہے آگے جیسے تارا ماہ کا
ایک تنکے کے اوتارے کا بھی احساں سر پہ ہے | کوہ سے بار گراں رتبہ ہے اس جانکاہ کا
مار دوں ٹھوکر اگر تخت شہی مجھ کو ملے | بن کے بیٹھا ہوں گدا اب ایک شاہنشاہ کا
منزلوں دشت طلب میں اسا یہ کہ ہوں دو | وہ مسافر ہوں کہ جو طالب نہیں ہمراہ کا
مجھ کو خشکی اور تری کا یوں سفر درپیش ہے | آنسوؤں کا کارواں ہے اور علم ہے آہ کا
بیدم اب دل کے لگانے کا زمانہ ہی نہیں | اب تو گرنا ہے کنوے میں نام لینا چاہ کا

آفتاب روز محشر سے بھی بیدم ہو بلند
۳ گاڑ دوں گر حشر کے میداں میں جھنڈا آہ کا

رسول اللہ بیشک لائق وصف و ثنا تم ہو | محمد مصطفےٰ واللہ محبوب خدا تم ہو

Scanned with CamScanner

بہارِ گلشن کونین ہو ابرِ سخا تم ہو — فزائے فرش ہو زینت دہ عرش علےٰ تم ہو

بس اب اسکے سوا کیا ہے سکوں شانِ خدا تم ہو — لگا ہے دور شریعت کا نہیں کہدو کہ کیا تم ہو

لگا دو پار کشتی پھنس گئی گرداب عصیاں میں — کہ شاہانہ خدائے کشتی روزِ جزا تم ہو

خدا نے جسمِ اطہر نور کے سانچے میں ڈھالا ہے — سراپا نور یا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ تم ہو

مسیحا بھی اگر آئیں تو کب ہوگی شفا مجھ کو — دیا ہے درد وہ اللہ نے جسکی دوا تم ہو

کوئی بندہ تمہیں یا مصطفےٰ کوئی خدا سمجھا — بتاؤں میں کسے جو میں نے جانا ہے کہ کیا تم ہو

حرم کیا دیر کیا دل کیا زمین و آسمان کیسے — مری جاں جلوہ فرما کون ہے اور جا بجا تم ہو

صبا اُس تک اگر تیری رسائی ہو تو کہہ دینا — خبر لیتے نہیں دل لیکے اچھے دلربا تم ہو

کہیں کیونکر حاجتیں آئیں مشکل حل نہ ہو کیونکر — کہ جب حاجت روا تم ہو مرے مشکلکشا تم ہو

بجا کس طرح کھینچی آپکی تصویر یا حضرت — کہ جب مشہور ہے عکسِ جمالِ کبریا تم ہو

تو پھر کیوں غم کرے یہ امت عاصی قیامت کا — کہ جب روزِ ازل سے شافعِ روزِ جزا تم ہو

دل بیدم پہ مبلی حسرت و حرماں کی چھائی ہے
گھٹا دو یا محمد مصطفےٰ ابرِ سخا تم ہو

۴

تعشق کیجئے اپنا عنایت یا رسول اللہ — نہ ہوتا غیر کی مجھ کو محبت یا رسول اللہ

بھٹکتا ہی پھروں کیا راہِ عرفاں میں کہتے لا — بتا دیجے مجھے راہِ حقیقت یا رسول اللہ

خدا نے غیب سے آسان کردیں مشکلیں اُسکی — پکارا جو کوئی وقتِ مصیبت یا رسول اللہ

وہ دن اللہ دکھلائے تمنا ہے کہ پلکوں سے — میں خوش ہو ہو کے جھاڑوں گردِ تربت یا رسول اللہ

ازل میں رحمتِ للعالمیں پایا لقب تم نے   تمہیں ہو شافعِ روزِ قیامت یا رسول اللہ
تصور میں بھی اب جایا نہیں جاتا مدینہ میں   بڑھی ہے اب تو اس درجہ نقاہت یا رسول اللہ

مسیحا کے مسیحا اب مسیحائی کرو آکر
۵ کہ بیدم ہو گیا بیمارِ فرقت یا رسول اللہ

کشتیِ دل کے ناخدا صلِ علیٰ محمدؐا   نوح نبیؐ کے پیشوا صلِ علیٰ محمدؐا
ماہ وشوں کے مہ لقا اہلِ دلوں کے دلربا   روحی فداک مرحبا صلِ علیٰ محمدؐا
احمدِ احد کے راز کا میم ہی پردہ دار تھا   آپ میں آپ تھا چھپا صلِ علیٰ محمدؐا
خود ہی بلایا خود گیا جلکے کلیم طور پر   خود ہی غش آیا بول اٹھا صلِ علیٰ محمدؐا
کرتی ہیں شور بلبلیں نغمہ سرا ہیں قمریاں   دھوم پڑی ہے جابجا صلِ علیٰ محمدؐا

بیدمِ خستہ تن نے آج دیکھا چمن میں ماجرا
۶ برگ کو گل نے دی صدا صلِ علیٰ محمدؐا

نہیں چین دیتا زمانہ محمدؐ   بس اب جلد طیبہ بلانا محمدؐ
پھنسا ہوں یہ گرداب رنج و الم میں   مرا پار بیڑا لگانا محمدؐ
رلایا ہے فرقت میں گر مثلِ شبنم   تو اب صورتِ گل ہنسانا محمدؐ
مجھے مال و دولت کی پروا نہیں ہے   گدا اپنے در کا بنانا محمدؐ
نہ ہوتے جو تم شافعِ روزِ محشر   کہاں تھا ہمارا ٹھکانا محمدؐ
نشہ جسکا بیخود رکھے تا قیامت   مجھے اب وہی مے پلانا محمدؐ

صدا تم باذنی کی مجھ کو سنا کر
۷ میں بیدم پڑا ہوں جلا نا محمدؐ

ہے نام جن کا احمد ذیشاں تمہیں تو ہو — جنکا لقب ہے فخر رسولاں تمہیں تو ہو
خلقت ہے جنکے نام پہ قرباں تمہیں تو ہو — سب مر رہے ہیں جن پہ مریجاں تمہیں تو ہو
رشک مسیح فخر سلیماں تمہیں تو ہو — عاشق ہے جنکا خالق یزداں تمہیں تو ہو
جنکے ملک ہیں تابع فرماں تمہیں تو ہو — کہتے ہیں جنکو قبلۂ ایماں تمہیں تو ہو

پہچان کر کہوں گا نبی سے مزار میں
۸ بیدم ہوں جنکا میں وہ مریجاں تمہیں تو ہو

اے ختم رسل سید ابرار محمدؐ — لیسین لقب احمد مختار محمدؐ
مجھکو بھی دکھا دیجئے اب چاند سا مکھڑا — مدت سے ہوں میں طالب دیدار محمدؐ
دریائے غم ہجر سے مجھ خستہ جگر کو — کر دیجئے اب بہر خدا پار محمدؐ
جب وقت نزع ہو تو تمنا ہے کہ لب پہ — ہو کلمۂ توحید کا اقرار محمدؐ

کیا عرض کرے اے مرے سرکار کہ تم پہ
۹ حال دل بیدم ہے سب اظہار محمدؐ

ہوا جب گرم بازار محمدؐ — بکے آکر خریدار محمدؐ
میسر ہو جو دیدار محمدؐ — رہوں پھر محو انتظار محمدؐ
مسیحا کو اگر دعویٰ ہے آئیں — شفا دیں میں ہوں بیمار محمدؐ

نہ بلبل کو رہے گل کی تمنا — جو دیکھے آکے رخسارِ محمد

خدا سمجھے یہ پیچ کہتے ہو بیدم

۱۰ کوئی کیا جانے اسرارِ محمد

پھر نبی کی یاد آئی زلف شبگوں مشکبار — پھر بڑھی وحشت ہوا جیب و گریباں تار تار

ہوئیں جو جو تجلی چھوڑ کر سب کاروبار — ایسے میں لاکھوں ہزاروں سیکڑوں نہیں تین چار

آبرو محشر میں رکھ لیجو رسول کردگار — سامنے اللہ کے ہونے نہ دیجو شرمسار

آنکھ والوں کو نہیں کچھ سوجھتا اندھیر ہے — معجزے میں آپکے کا شمس فی النصف النہار

عشق احمد میں مری وحشت کی وہ توقیر ہے — دشت میں جاتا ہوں تو سر پر قدم لیتے ہیں خار

خاک میں ملنے پہ بھی شوق زیارت کم نہیں — بعد مرنے کے اڑا سوئے عرب میرا غبار

روتے روتے مر گیا جب میں فراق شاہ میں — حال پر میرے رہی پھر شمع مرقد اشکبار

مجھکو ساقی نے پلائی تھی جو مے روزِ ازل — فیض مرشد سے ابھی تک اسکا باقی ہے خمار

کیا لکھوں میں حال اصحاب رسول اللہ کا — مثل پروانہ رخ روشن پہ مٹتے تھے نثار

رہرو ملک عدم سنتے ہی آواز جرس — توسن عمر رواں پر چلدیے ہو کر سوار

یاد آتی ہیں جو اگلی صحبتیں بیدم مجھے

۱۱ دوڑا جاتا ہوں کوئے گورِ غریباں بار بار

رتبہ یہ دیا ہے تری چوکھٹ کو خدا نے — سر اپنا جھکایا ہے ہر اک شاہ و گدا نے

جاں بخشی نہ جنکو کبھی عیسیٰ کی صدا نے — وہ مردے جلائے لب اعجاز نما نے

کشتی مری گرداب مصیبت میں پھنسی ہے — اے بحر کرم آؤ مجھے پار لگانے

وحدت کا نشاں عالم کثرت میں دکھایا — اے صل علیٰ عشق رسول دوسرا نے

ہمراہی سے قاصر رہے جبریل امیں بھی — معراج میں حضرت جو گئے عرش پہ جانے

کسطرح تری مدح کروں خاصۂ داور — روشن کیا عالم ترے نقش کف پا نے

کیا شان الٰہی ہو کہ سبزی میں یہ سرخی — پایا ہے شرف آپکے ہاتھوں سے حنا نے

لولاک لما شان نہو کس طرح اُن کی — بے مثل بنایا ہے محمد کو خدا نے

بیدم کی تمنائے دل ہے کہ دم نزع
آئیں وہ مجھے شربت دیدار پلانے ۱۲

جمال روئے انور پر بھلا کیونکر نظر ٹھیرے — ملک حیران ہیں یا حضرت بھلا ہم تو بشر ٹھیرے

خجالت سے چھپا لیتے ہیں وہ بدلی میں منہ اپنا — ترے رخ کے مقابل آکے کب شمس و قمر ٹھیرے

لکھا ہو خامۂ الفت سے نام پاک جس دل پر — بھلا اُس دل میں شیطان لعیں کا کب اثر ٹھیرے

جہاں چاہیں پہنچ جائیں بلا خوف و خطر مومن — دو عالم کے حبیب کبریا جب راہبر ٹھیرے

گئے اس جا سے آگے شافع روز جزا بیدم
جہاں پر طائر سدرہ کے سوزش سے نہ پر ٹھیرے ۱۳

گرفتار بلا دنیا میں دنیا دار رہتے ہیں — مٹا کر دین اور ایمان ذلیل و خوار رہتے ہیں

ہمیں اے فخر عیسیٰ اور کوئی عارضہ کب ہے — تمہاری نرگسی آنکھوں کے ہم بیمار رہتے ہیں

اڑا کر مجھ کو مثل بوئے گل باد صبا اب تو — وہاں لے چل جہاں پر احمد مختار رہتے ہیں

نہ لائے تاب جنکے دیکھنے کی طور پر موسیٰ — وہی آنکھوں میں اپنی لمعۂ انوار رہتے ہیں
دکھادو صورت زیبا کسیدن خواب میں آکر — بہت مضطر تمہارے طالب دیدار رہتے ہیں
پلاکر جام عرفان ساقی کوثر نگاہوں سے — جنھیں بیہوش کرتے ہیں وہی ہشیار رہتے ہیں
ہوا اس دل میں شیطان لعیں کا دخل ہو کیونکر — کہ جس دل میں مکیں وہ دلبر غفار رہتے ہیں
نہ پوچھو حال بیخواری کچھ ہم سے حضرت واعظ — مئے حب نبی سے رات دن سرشار رہتے ہیں

خیال زلف آتا ہے جو بیدم شام سے دل میں
۱۴ شب فرقت میں نیند آتی نہیں ہشیار رہتے ہیں

زیارت ہو مجھے خیر البشر کی — دوا ہے یہ مرے درد جگر کی
مقابل آئیں روئے مصطفےٰ کے — بھلا کیا تاب ہے شمس و قمر کی
لعیں کیوں منکر تعظیم ہو کر — اڑاتا ہے خبث بے بال و پر کی
طلب کی بخشش امت نبی نے — خدا سے گفتگو جب عرش پر کی
تن لاغر اڑا کر میرا لے جائے — چلے کب تک ہوا دیکھوں ادھر کی
خیال رخ سے شب میں جسکو ہم نے — پڑھی والشمس اور روکر سحر کی

جو ہوتی ہے شب فرقت میں حالت
۱۵ نہ پوچھو بیدم خستہ جگر کی

آپکی فرقت نے مارا یا نبی — اب نہیں دوری گوارا یا نبی
تیر مژگان کے تصور میں مرا — دل ہوا ہے پارا پارا یا نبی

Scanned with CamScanner

مشکلیں سب اسکی کیونکر حل نہوں — جو کوئی بیکس پکارا یا نبیؐ

منتظر ہیں دیدہ گریاں مرے — خواب میں آؤ خدارا یا نبیؐ

۱۶ مجھ پہ اے مولا کرم فرمایئے

میں بھی ہوں بیدم تمھارا یا نبیؐ

جب نقاب رخ روشن وہ اٹھا دیتے ہیں — مثل موسیٰؑ مجھے بیہوش گرا دیتے ہیں

پرتو گیسوئے خمدار دکھا کر حضرت — سبق سورۂ واللیل پڑھا دیتے ہیں

اسمیں کیا شک ہے مدینے میں نبی آنکی — راضی جس شخص سے ہوتے ہیں ملا دیتے ہیں

ان سے پیغام صبا تشنہ لبی کا کہیو — شربت دید جو پیاسوں کو پلا دیتے ہیں

جس سے سرکار ملا دیتے ہیں آنکھیں بیدم

۱۷ اس کو اللہ سے اک پل میں ملا دیتے ہیں

دی خبر اب تو مری بیخبری نے مجھ کو — یاد فرمایا ہے طیبہ میں نبی نے مجھ کو

کچھ تو للہ مرے وقت مصیبت میں کام آ — جذبۂ دل تو ہی پہونچا دے مدینے مجھ کو

پہروں بیٹھا ہی کرتا ہوں صبا سے باتیں — کیا بلایا ہے قریشی لقبی نے مجھ کو

ہند میں کسطرح مطبوع نہ ہو میرا کلام — دی فصاحت ہے فصیح عربی نے مجھ کو

اپنے وارث کو میں دیتا ہوں دعائیں بیدم

۱۸ جس نے سکھلائے محبت کے قرینے مجھ کو

محمد مظہر اسرار حق ہے کوئی کیا جانے — شریعت میں نبی ہم سمجھے حقیقت میں خدا جانے

طریق عشق میں احمد کو محبوب خدا جانے
حقیقت میں ظہور جلوۂ شان خدا جانے

کبھی ہم مصطفےٰ جانے کبھی ہم مجتبیٰ جانے
کبھی شمس الضحیٰ سمجھے کبھی بدرالدجیٰ جانے

انھیں کو زیب بخشش تاج لولاک لما جانے
کہ جن کی چشم میں مازاغ کا سرمہ لگا جانے

عنایت کو تری یا شاہ ہم حق کی عطا جانے
جو مرضی تیری پائی ہم اسے حق کی رضا جانے

کبھی در کو تمہارے یا نبی دار الشفا جانے
کبھی ہر درد کا درماں تمہاری خاکپا جانے

بھلا کیا تاب ہو سید تم کو شان مصطفےٰ جانے
سمجھ لے کیوں پریشاں ہو محمد کو خدا جانے

۱۹

کہتا ہے کون آپ ہمارے قریں نہیں
وہ کون سا مکاں ہے جہاں تم مکیں نہیں

اے شاہ انبیا ترا ہمسر کہیں نہیں
کیا ذکر آسماں کا بروئے زمیں نہیں

کرنا مدد لحد میں کہ کوئی قریں نہیں
جز آپ کے مرا کوئی زیر زمیں نہیں

رویا میں آ کے شربت وصلت پلائیے
اچھی نہیں ہے روز کی شاہا نہیں نہیں

طالب ہو جس کا خود ہے وہ مطلوب دو جہاں
جز مصطفےٰ کوئی بھی تو ایسا حسیں نہیں

قطعہ

معراج میں یہ پردۂ قدرت سے تھی صدا
آتے ہوئے حبیب مرے کیوں قریں نہیں

ہاں مانگ لو جو مانگو گے پیارے ملے گا آج
سب کچھ ہمارے گھر میں ہے بس اک نہیں نہیں

وحشت نہ پوچھئے گا نبی کے فراق میں
ثابت ہے جیب اُدھر تو ادھر آستیں نہیں

محبوب کبریا کے سوا اور کوئی نبی
محشر میں تخت خاص کا مسند نشیں نہیں

دیکھئے حدیث پاک کوئی چشم غور سے
وہ بات کون سی ہے جو حق الیقیں نہیں

بیدم میں لکھتا نعت شہنشاہ مرسلیں
پر ہاتھ میں مرے پر روح الامیں نہیں

۲۰

صدمۂ ہجر نہیں اب تو گوارا مجھ کو — یا نبی جلد دکھا حسن دل آرا مجھ کو
ابر رحمت کا ہے ہر طرح سہارا مجھ کو — پھونک سکتا نہیں دوزخ کا شرارا مجھ کو
آنکھ اٹھا کر بھی نہ جنت کی طرف میں دیکھوں — ہو میسر ترے روضے کا نظارا مجھ کو
غش ہوئے طور پہ موسیٰ تو یہی عرض کیا — جلوہ دکھلائیے یا شاہ دوبارا مجھ کو

Scanned with CamScanner

میں تو سمجھا تھا مدینہ مجھے پہونچائے گا — توسنِ عمر کہاں آکے اُتارا مجھ کو
آتشِ عشقِ نبی نے مجھے چمکایا ہے — داغِ دل ہوگیا اک پھول ہزارا مجھ کو
میں وہ ہوں کہتی ہے زائر سے مدینے کی زمیں — اپنے پلکوں سے فرشتوں نے بوہارا مجھ کو
بحرِ اندوہ میں تھا غرق اشارہ کرکے — خوب لے بحرِ کرم تم نے اُبھارا مجھ کو

خوف اب تشنگیِ حشر کا بیدم نہ رہا
٢١ کہ ملا ساقیٔ کوثر کا سہارا مجھ کو

جلوہ افروز ہیں سلطانِ جہاں پھولوں میں — پئے تسبیح ہے سوسن کی زباں پھولوں میں
حمد کے عطر سے کیونکر وہ معطر نہ رہیں — جب خداوند نے کی خلق زباں پھولوں میں
کور چشموں کو جو بینائی عطا کی تو نے — دیکھتے ہیں تری قدرت کے نشاں پھولوں میں
شکر ہے وارثِ کونین کا آتے ہی بہار — کل تھے کس دشت میں اور آج کہاں پھولوں میں

ایک شے ان میں نہیں ہو تو بتاؤں بیدم
٢٢ بس رہے ہیں دل و جان کون و مکاں پھولوں میں

دُرِ دنداں کی ضیا ہے جو ہمارے گھر میں — برق چمکے گی نہ آئیں گے شرارے گھر میں
چھاؤں میں تاروں کی کون آئے ہمارے گھر میں — نور ہی نور جو پھیلا دیا سارے گھر میں
تیرہ بختی سے پریشان ہوں اے دل ہم کیوں — بوئے گیسوئے محمد ہے ہمارے گھر میں
بار ہے مجھ پہ عنایت کا تری محفلِ پاک — تیری برکت نے ترے تخت اتارے گھر میں
جنکے گھر محفلِ میلاد ہے ہر دم سے — منتیں کرتے ہیں آج آؤ ہمارے گھر میں

Scanned with CamScanner

باعثِ برکتِ میلادِ محمد ہے کہ آج ٹوٹے پڑتے ہیں فلک سے جو ستارے گھر میں

خانۂ دل میں جو عشقِ نبوی ہے بیدم
۲۳ اب وہ کیا شے ہے نہیں ہے جو ہمارے گھر میں

ترا مست جو ساقیا ہو رہا ہے خبر اس کو کیا ہے کہ کیا ہو رہا ہے

محمدؐ کے دیدار کی آرزو میں بلند اپنا دستِ دعا ہو رہا ہے

نکل جاؤں پہلو سے سوئے مدینہ ارادہ دلِ زار کا ہو رہا ہے

بلا لو بلا لو مدینے محمد یہی وردِ صبح و مسا ہو رہا ہے

ضرورت نہیں خضر کی تجھ کو بیدم
۲۴ ترا شوق ہی رہنما ہو رہا ہے

مومنو دیں کے سردار چلے آتے ہیں لو وہ دیکھو شہِ ابرار چلے آتے ہیں

غیب سے نعت کے اشعار چلے آتے ہیں مانگتا ایک ہوں دو چار چلے آتے ہیں

حق کے گنجینۂ اسرار چلے آتے ہیں پئے تحصیل طلبگار چلے آتے ہیں

مئے وحدت سے وہ سرشار چلے آتے ہیں ناز کرتے ہوئے دلدار چلے آتے ہیں

تر تو کہتے ہیں جبریلِ امیں خوش ہو کر دیکھو یہ احمدِ مختار چلے آتے ہیں

دیکھ کر شاہ کو حوروں نے کہا غلماں سے غل نہ ہرگز ہو کہ سرکار چلے آتے ہیں

سر جھکائے ہوئے محرابِ رضا میں اپنا کشتۂ ابروئے خمدار چلے آتے ہیں

جب سمجھتے نہیں تعظیم کا رتبہ منکر پھر یہاں کس لئے بیکار چلے آتے ہیں

ہو گی بخشش تجھ ایسے سیہ کاروں کی جو مدینے میں گنہگار چلے آتے ہیں

شربت دید کے طالب ہے عیسیٰ تم سے | مرض ہجر کے بیمار چلے آتے ہیں

شکر خالق کا کہ ہم روز ازل سے بیدم
۲۵ دام گیسو میں گرفتار چلے آتے ہیں

دھوم ہے ہر جا محمد مصطفیٰ پیدا ہوئے | آج سلطان رسل نجم الہدیٰ پیدا ہوئے
واہ کیا صلِّ علیٰ صل علیٰ پیدا ہوئے | وہ نبی جنکے سبب ارض و سما پیدا ہوئے
جنکے سر پر تاج لولاک لما ہے مومنو | وہ ظہور جلوۂ شانِ خدا پیدا ہوئے
بولے یہ جبریل سقف کعبہ پر لیکر علم | لو مبارک ہو کہ محبوب خدا پیدا ہوئے
ہے لقب یٰسین وطٰہٰ جن شہ ذیجاہ کا | وہ مزمل اور مدثر مجتبیٰ پیدا ہوئے
بے کہے قم مردہ صد سالہ زندہ ہوگئے آپ | رشک عیسیٰ فخر آدم مصطفیٰ پیدا ہوئے
جنکے نور پاک سے شرمندہ ہے یہ ماہتاب | آج وہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا ہوئے
خلق کیا جانے احد احمد کا فرق اے دوستو | اتنا ہم سمجھے کہ اسرار خدا پیدا ہوئے

خوف عصیاں کچھ نہ کر صد شکر ہے بیدم کہ آج
۲۶ شافع روز جزا خیر الوریٰ پیدا ہوئے

بھرا ہے نعت کا مضموں مرے دل میں جو چھلکتا ہے | مری شاخ قلم سے بے طرح جوبن ٹپکتا ہے
خبر آمد کی سنکر باغ میں بلبل چہکتا ہے | ہر اک گل میں بسی وہ بوئے عطر ہو مہکتا ہے
ہزاروں سال پہلے سے خبر تھی جسکی آمد کی | عرب میں آج وہ نور خدا آکر چمکتا ہے
خدا نے خود بنایا ہے جو ایسا نور پایا ہے | کہ خورشید منور جسکی پرتو سے جھپکتا ہے

Scanned with CamScanner

نہ پوچھو کیفیت داغِ دلِ عشاق کی اپنے — دہانِ زخم سے عطرِ گلِ جنت ٹپکتا ہے
خدا کے واسطے شاہا مدینے میں بلا لیجئے — قفس میں طائرِ دل کی طرح اب تو پھڑکتا ہے
پڑا جو عکس رخِ گل پر لگی آتش گلستاں میں — شمع رو یوں کے چہروں میں وہ اک قطرہ چمکتا ہے
کسی کے عشق کی گرمی یہ چھائی قلب پر میرے — کلیجا نکلا آتا ہے دل مضطر دھڑکتا ہے
لکھا کرتا ہوں بیدم جب ورق پر نام حضرت کا — گلاب و عطر رضواں آکے کاغذ پر چھڑکتا ہے

کہاں ہو اے مسیحا لے خبر تو اپنی کشتی کی
۲۷ لبوں پر جان آئی ہے پڑا بیدم سسکتا ہے

دیکھ کر اس رخِ روشن کی ضیا آج کی رات — ماہ خجلت سے تہ ابر چھپا آج کی رات
ساری راتوں سے ہے رتبہ میں سوا آج کی رات — ہو گی مقبول جو مانگیں گے دعا آج کی رات
عشق گیسوئے رسول عربی ہے جن کو — پڑھتے ہیں سورۂ واللیل اذا آج کی رات
چاندنی پھیلی ہے انجم میں فلک پر روشن — اوڑھ کر نور کی آئی ہے ردا آج کی رات
روزِ میثاق پلائی تھی جو پیمانے میں — ساقیا پھر وہی مے ہم کو پلا آج کی رات
دیکھ کر آپ کو معراج میں آدم نے کہا — تیرے گیسوئے معنبر پہ فدا آج کی رات

بارشِ فضل و کرم ہونے کو ہے اے بیدم
۲۸ ہر طرف چھائی ہے رحمت کی گھٹا آج کی رات

ہر طرف غل کس لیے صل علیٰ کا آج ہے — عرش پر جاتے ہیں حضرت کیا شب معراج ہے
شاد ہر فرد و بشر ہے ذکر مایوسی کہاں — دید دوسی کا نہیں دن آیہ شب معراج ہے

عرض کی جبریل نے محبوب داور آپ ہیں　　یا نبی دونوں جہاں میں آپ ہی کا راج ہے
چشم میں سرکار کی ہے کحل مازاغ البصر　　سر پہ لولاک لما کا آپ ہی کے تاج ہے

۲۹
شکر ہے بیدم کہ کہلاتے ہیں ہم انکے فقیر
ہر بشر عالم میں جنکے فیض کا محتاج ہے

آئے سلطانِ رسل فخرِ رسولاں ہو کر　　گئے قربت میں تری جھوم سے انساں ہو کر
پیشوائی کو چلو بولے ملائک باہم　　آئے محبوب خدا عرش پہ مہماں ہو کر
قطعہ
عازم عرش معلیٰ ہوئے جس وقت رسول　　کہا جبریل سے تم بھی چلو شاداں ہو کر
بولے کیا تاب اگر بال برابر بھی بڑھوں　　میں تو صدرہ ہی پہ سکتا ہوں درباں ہو کر
نہیں معلوم کہ کب آپ مدینے بلوائیں　　رہ گیا جانیکا اس سال بھی ساماں ہو کر
کیوں ڈریں گرمئ خورشید قیامت سے ولا　　ہم تو حضرت کے رہیں گے تہ داماں ہو کر
سجدۂ حضرت آدم سے جو ابلیس لعیں　　ہوا منکر تو نکالا گیا شیطاں ہو کر
زندہ پانی سے ہر اک شی ہو خدا کی قدرت　　درِ خوش آپ بنا قطرۂ نیساں ہو کر

۳۰
یاد میں اس لب میگوں کی جو رویا بیدم
اشک آنکھوں سے گرے لعل بدخشاں ہو کر

سلام در مدح حضرت خواجہ امیر المومنین امام العالمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

السلام اے نور چشم انبیا　　السلام اے شمع بزم اولیا

Scanned with CamScanner

السلام اے نایب خیرالورا | السلام اے شاہ اقلیم رضا
السلام اے تاجدار ہل اتیٰ | السلام اے دائی ملک صفا
السلام اے پایۂ عرش عظیم | السلام اے رکن ارباب قدیم
السلام اے راز دار مصطفیٰ | السلام اے خاص یار مصطفیٰ
السلام اے عالم علم نہاں | السلام اے رازدار کن فکاں
السلام اے باعث اظہار فقر | السلام اے مخزن اسرار فقر
السلام اے شیر حق مشکلکشا | السلام اے بادشاہ لافتا

غزل ۳۱

خدا کی خدائی کا وارث علی ہے | بغیر اسکے دلکو مرے بے کلی ہے
مری مشکل آسان کر شاہ والا | تو مشکلکشا ہے خدا کا ولی ہے
مہک بھینی بھینی چلی آرہی ہے | کہیں تو وہ زلف معنبر کھلی ہے
پھرا کو بکو جی کہیں بھی نہ بہلا | مجھے تو خوش آتی تمہاری گلی ہے

کوئی آکے بیدم مرے جی سے پوچھے
تجھے کیا خبر کون ہے کیا علی ہے

۳۲

غزل در منقبت حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ تو اکثر دہن شاہ زمن سے نکلا | کام امت کا حسینؑ اور حسن سے نکلا
جب حسین ابن علی اپنے وطن سے نکلا | نقد جاں کیلئے سب لوتے تھے تن سے نکلا

گو میں بیمار ہوں پر ساتھ چلونگی بابا
وقت رخصت یہی صغرا کے دہن سے نکلا

شب کو شادی ہوئی قاسم کی سحر قتل ہوئے
کوئی ارمان نہ دولہا کا دولہن سے نکلا

دختر شاہ پہ بیہمات تھی کیا ظلم و ستم
دست نازک بھا زخمی جو رسن سے نکلا

رو کے فرمانے لگے بخشش امت کی دعا
ہاتھ عابد کا جو کوفہ میں رسن سے نکلا

میرے بابا مرے اصغر کو دکھا دو للّٰہ
دم سکینہ کا اسی سخ دمحن سے نکلا

ظلم پر ظلم ہی کرتے رہے ظالم لیکن
شکوۂ ظلم نہ زینب کے دہن سے نکلا

شہ کی مداحی کا بیدم جو بھرا دم تونے
مطلب روز جزا شعر و سخن سے نکلا

۳۳

در مدح حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین شیخ الشیوخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ

اَلسلام اے غوث الاعظم اَلسلام
اَلسلام اے شاہِ عالم السلام

اَلسلام اے غوث یزداں اَلسلام
اَلسلام اے شاہِ شاہاں اَلسلام

اَلسلام اے شاہ خوباں اَلسلام
عاشقوں کے دین و ایماں اَلسلام

اَلسلام اے رونق باغِ رسول
اَلسلام اے نخل بستانِ بتول

اَلسلام اے دردِ بیدم کی دوا
اَلسلام اے دردِ پنہاں لا دوا

۳۴

یاد آتی ہے مجھے جب دم ادائے غوث پاک
چونک اٹھتا ہوں میں کہکر شبکو ہائے غوث پاک

دل فدا اور آنکھ ہو محو لقائے غوث پاک — کوئی شیدا ہے کوئی ہے مبتلائے غوث پاک
ہر شجر ہے وجد میں مست ادائے غوث پاک — بلبلیں ہیں باغ میں نغمہ سرائے غوث پاک
آنکھ کیا وہ جو نہ ہو محو لقائے غوث پاک — دل وہ کیا دل ہے نہ ہو جو مبتلائے غوث پاک
کونسی جا ہے جہاں پر آپکا چرچا نہیں — کونسا دل ہے نہیں جس میں سمائے غوث پاک
چوم کر سر کا بناؤں تاج آنکھوں سے ملوں — ہاتھ آجائے اگر نعلین پائے غوث پاک
روز محشر یہ ملایک غل کرینگے دیکھ کر — آرہے ہیں جھوم کے مست ادائے غوث پاک
یا تو میرے زیر سر سنگ در والا ہے — یا الٰہی میرا سر ہو زیر پائے غوث پاک
یہ حسینان جہاں کیا ہیں اگر آجائے حور — آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے فدائے غوث پاک
لامکاں ہے آپکی منزل مراد دل پاسباں — اللہ اللہ گھر خدا کا ہے سرائے غوث پاک
مجھ سے نابینا کو بینا کر دیا اصل علی — واہ کیا کحل البصر ہے خاکپائے غوث پاک
رہبر راہ حقیقت دستگیر خاص و عام — کون ہے ایدل دو عالم میں سوائے غوث پاک
آپکی الفت میں میری جان بھی جائے تو کیا — میں بھی راضی ہوں اسی میں جو رضائے غوث پاک
خواب میرا کیوں نہ ہو خواب زلیخا سے عزیز — واں گئے یوسف یہاں تشریف لائے غوث پاک

شکر ہے بیدم کہ ہم بھی شاہ وارث کے طفیل
یہ بھی کیا کم ہے کہ کہلائے گدائے غوث پاک

۳۵

اے شہ ہر دو سرا حضرت غوث الثقلین — زینت ارض و سما حضرت غوث الثقلین
اے در بحر سخا حضرت غوث الثقلین — منبع خلق و عطا حضرت غوث الثقلین

Scanned with CamScanner

دین وایماں مرے قبلہ و کعبہ میرے — خاص محبوبِ خدا حضرت غوث الثقلین

تم وہ عیسیٰ ہو کہ عیسیٰ بھی کہیں بنکے مریض — کیجئے میری دوا حضرت غوث الثقلین

شرم آتی ہے کہاں جاؤں میں حاجت لیکر — تیرا کہلا کے گدا حضرت غوث الثقلین

بے حجاب اب تو دکھا دو رخِ زیبا کی جھلک — مجکو بھی بہرِ خدا حضرت غوث الثقلین

اب تو دم آگیا بیدم کا لبوں پر آؤ
۳۶ آؤ آؤ میں مرا حضرت غوث الثقلین

ہوا ہے شیفتہ سارا زمانا غوث الاعظم کا — چمن میں گا رہی ہے بلبل ترانا غوث الاعظم کا

نشان باقی نہیں مطلق دوئی کا فضل سے اسکو — ہوا ہے جب سے میرے دل میں آنا غوث الاعظم کا

سراپا کی حکایت میں سراپا ڈوب جاتا ہوں — مجھے جب یاد آتا ہے فسانا غوث الاعظم کا

حسینانِ جہاں تیرِ نظر پھینکیں تو کیا ہوگا — بنا ہے یہ دلِ محزوں نشانا غوث الاعظم کا

جو وقتِ جان کنی نقشہ ترے اوسان کا بگڑے
۳۷ تو بیدم دل میں تو نقشہ جمانا غوث الاعظم کا

مدح حضرت سلطان العارفین خواجۂ خواجگان ولی الہند مولانا مرشدنا معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

السلام اے خواجۂ ہندوستان — السلام اے وارثِ کون و مکان

السلام اے خواجۂ کل خواجگان — السلام اے چارۂ بیچارگان

السلام اے غمزدوں کے غمگسار السلام اے مضطرب دل کے قرار
السلام اے رہبر راہِ صفا السلام اے بادشاہ اصفیا

السلام اے بیدم بیدم کے دم
۳۸ السلام اے مجمع جود و کرم

مرے دل کو لگی ہے تمہاری لگن یا خواجہ معین الدین چشتی
کہلاتا ہوں آپ کا شاہ زمن یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی سر ہے کہ سودا ہو جس میں بھرا وہی دل ہے جو ہو کے تمہارا رہا
وہی آنکھ جو دیکھے تمہارا چمن یا خواجہ معین الدین چشتی

نہیں چین مجھے آتا اک دم ترے ہجر میں اے چشتی لقبی
کب تک میں پھروں مارا بن بن یا خواجہ معین الدین چشتی

تپ ہجر ہی جانے نہ درد جگر نہ دوا ہی کرے کوئی اپنا اثر
جلا آتشِ عشق میں سب تن من یا خواجہ معین الدین چشتی

۳۹ وہ مٹے مجھے دیکھ بیدم ہوں تم مجھ میں ملوں تم میں ملوں
اور بول اٹھے ہر عضو بدن یا خواجہ معین چشتی

پڑا اب تیرے در پر میرے خواجہ لے خبر پھر چکا آوارہ دَر دَر میرے خواجہ لے خبر
غم رنج والم میں گھر گیا میں الغیاث اب کدھر جاؤں نکل کر میرے خواجہ لے خبر
اس تنِ لاغر کو آئے تیرے کوچہ سے صبا اور لیجائے اڑا کر میرے خواجہ لے خبر

اس سے کیا مانیں نہ مانیں وہ مگر بہرِ خدا   کہہ تو دیجو بادِ صرصر میرے خواجہ سے خبر

بیدمِ خستہ ترا در چھوڑ کر جائے کہاں
۴۰ شاید اُٹھے بھی تو مر کر میرے خواجہ سے خبر

مدحِ وارث پاک

اَلسّلام اے مسند آرائے کمال   اَلسّلام اے رونقِ بزمِ جمال
اَلسّلام اے صدرِ بزمِ اہلِ ناز   اَلسّلام اے وارثِ عالم نواز
اَلسّلام اے معنیٔ آیاتِ عشق   اَلسّلام اے ناطقِ کلماتِ عشق
اَلسّلام اے صاحبِ معراجِ عشق   اَلسّلام اے زیب بخشِ تاجِ عشق
اَلسّلام اے کعبۂ اہلِ نیاز   اَلسّلام اے قبلہ ہر اہلِ راز
اَلسّلام اے عکسِ حسنِ مصطفٰے   اَلسّلام اے سایۂ ذاتِ خدا

اَلسّلام اے وارثِ ارثِ علی
۴۱ اَلسّلام اے حضرت وارث علی

آج دریا دلی تو اپنی دکھا دے ساقی   مے کی میخواروں میں اک نہر بہا دے ساقی
میکدے کی مجھے اب راہ بتا دے ساقی   دیر و مسجد کے بکھیڑے سے چھڑا دے ساقی
ہوش گم ہوں وہ مئے ہوش رُبا دے ساقی   ماسوا اپنے بھی اِس سے بھلا دے ساقی
پھر وہی قولِ الست آج سنا دے ساقی   ایک پیمانے میں ان سب کو چھکا دے ساقی

Scanned with CamScanner

یہ بھی مقدور ہے تجھکو کہ تو اک ساغر میں — جسکو چاہے اُسے منصور بنا دے ساقی
میں بلانوش ہوں یوں کب مری سیری ہوگی — جام کو رکھدے ادھر خم کو لنڈھا دے ساقی
روز فردا کا تو للّٰلہ نہ اب ٹالا دے — جو پلانا ہے ہمیں آج پلا دے ساقی
چشم مخمور سے ہو ایک نظر مجھ پہ بھی — اب خدارا مجھے اپنا سا بنا دے ساقی
میرا منھ لایق ساغر جو نہیں ہے نہ سہی — دور ہی سے مجھے چلّو میں پلا دے ساقی
دین و ایمان دل و جان عقل و خرد ہوش و حواس — نذر دیتا ہوں وہ مے اب تو پلا دے ساقی
تیرا میخانہ بسے لاکھوں برس تک آباد — آج تو تھوڑی سی ہمکو بھی چکھا دے ساقی
کل جو اک بوند بھی مانگیں تو گنہگار ہیں ہم — آج ہم جتنی پئیں ہمکو پلا دے ساقی
تو تو قادر ہے مری طرح سے مجبور نہیں — جس کو جو چاہے سو دم بھر میں بنا دے ساقی
مجھ سے کم ظرف کو میخانے میں عزت بخشی — داور حشر تجھے اس کی جزا دے ساقی

ہو کے بیدم بھی ترا دم بھروں اور مست رہوں
مے کے بدلے میں اگر زہر پلا دے ساقی

۳۲

جمالِ حق رخِ روشن کی تاب میں دیکھا — ہزار جلووں کا جلوہ نقاب میں دیکھا
ادھر ظہور ہوا اور ادھر تھے معدوم — وجود عمر رواں کیا حباب میں دیکھا
ہزاروں طالب دیدار ہیں کھڑے در پر — چھپائے بیٹھے ہیں وہ منھ نقاب میں دیکھا
تڑپتا دیکھا جو مجھ کو تو ہنس کے یوں بولے — ہمیشہ اسکو اسی اضطراب میں دیکھا
تمھارے عارض روشن کا جان جاں جلوہ — جو ذرے میں ہے وہی آفتاب میں دیکھا

کوئی سرور میں ہے اور کسی کو بیہوشی — مزا یہ ساقی کے دورِ شراب میں دیکھا
اٹھا حجاب تعین تو کھل گئیں آنکھیں — خدا کو مرشد عالیجناب میں دیکھا
نظر نہ دیر میں آیا نہ یار جسے میں — چھپا ہوا دلِ خانہ خراب میں دیکھا
نہ پوچھو پیری میں کچھ کیفیت جوانی کی — بتاؤں کیا تمھیں جو کچھ شباب میں دیکھا
مزا یہ بادہ انگور میں کہاں بیدم — جو تم نے خونِ جگر کی شراب میں دیکھا

مدد کو قبر میں آئیں گے حضرت وارث
جو مبتلا تجھے بیدم عذاب میں دیکھا

٤٣

جمال میں پیر حق نما کے شبیہ شاہ عرب کو دیکھا
ہوا یہ حق الیقین ہم کو جوان کو دیکھا تو رب کو دیکھا

حضور مرآۃ احمدی میں جو دیکھ پائیں تو بولیں قدسی
پھر آج مدت کے بعد ہم نے رسول امی لقب کو دیکھا

سنا بھی اور دیکھا بھی ہے اکثر رہِ محبت کے رہروؤں کو
اُسی کی حاصل ہوئی مسرت کہ جس نے رنج و تعب کو دیکھا

نظر جو کی صنعتوں پہ ہم نے ظہور صانع کا تھا سراسر
کھلی سبب کی سب حقیقت جو غور کر کے سبب کو دیکھا

٤٤

کرم کیا پیر مغ نے بیدم کہ خود مے شوق کو بڑھا کر
ملا لیا خاص طالبوں میں بڑھا ہوا جب طلب کو دیکھا

شان کیا وارث کی ہے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا — تھا جو ویرانہ اُسے عرش معلی کر دیا
دیکھتے ہی دیکھتے میں کیا کہوں کیا کر دیا — بس سمجھ لیجے کہ اک قطرہ کو دریا کر دیا
کہہ نہیں سکتا کہ تم نے کیا سے کیا کیا کر دیا — دیر کو اے کعبۂ دیں تم نے کعبہ کر دیا
راز مخفی کو جنہیں نے آشکارا کر دیا — خود تماشائی بنے ہم کو تماشا کر دیا
خود احد بنکر کے احمد میں ہوئے جلوہ فگن — آپ ہی اپنا لقب یٰسین وطٰہٰ کر دیا
آپ ہی بنکر زلیخا اپنے ہی عاشق بنے — مصر کے بازار میں یوسف کو رسوا کر دیا
چشم میں سرکار کی ہے کحل مازاغ البصر — جسطرف دیکھا نظر سے اپنا شیدا کر دیا
تاب کیا عیسیٰ کو ہے محشر تلک زندہ کریں — جسکو کشتہ یار نے زلف دوتا کا کر دیا
بولی یوں بلبل کہ اے صیاد میں مسکین تھی — کس لیے برباد میرا آشیانا کر دیا
مردہ صد سالہ زندہ کر دے بے قم کہے — نام اپنا سارے عالم میں مسیحا کر دیا
۵۸ اُف رے شوخی مار کر تیغ نگاہ ناز سے — عمر بھر کے واسطے بیدم کو رسوا کر دیا

بادۂ وحدت پلایا نے — ہوش سے مجھ کو گنوایا یار نے
کی تجلی بتکدے میں آن کر — دیر کو کعبہ بنایا یار نے
کیا مزہ ہے آپ بن کر ہوشیار — سبکو دیوانہ بنایا یار نے
ہر طرف تیغ نگار ناز سے — سیکڑوں کا خوں بہایا یار نے
دیر سے مطلب نہ کعبے سے غرض — سارے جھگڑوں سے چھڑایا یار نے
خاک میں ہم کو ملا کر دیکھئے — جامۂ خاکی پنہایا یار نے

Scanned with CamScanner

گاہے بیدم کر دیا چھنوا کے خاک
۴۶ تخت پر گاہے بٹھایا یار نے

معترض ہوں تو بلا سے ہوں شریعت والے — تجھ کو کہتے ہیں خدا یار محبت والے
مثل موسیٰ کے وہ غش کھا کے گرا بیچارہ — جس نے دیکھا تجھے او موہنی صورت والے
پوجتے ہیں تجھے کرتے ہیں پرستش تیری — تیرے کہلاتے ہیں سب مذہب و ملت والے
ہے میسر جنھیں قدموں کا تمہارے سجدہ — حق تو یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں قسمت والے
لاکھ پردوں میں تو چھپا کر لے پردہ نشیں — دیکھ ہی لیں گے تجھے تیری محبت والے
کیا پلائی ہے چھلکتی ہوئی پیمانہ سے — ساقیا جھومتے پھرتے ہیں ترے متوالے
چٹکیاں لیتے ہیں رہ رہ کے مرے سینہ میں — لگ گئے ہیں جو دل انداز شرارت والے
کل تو میخانے کے پرنالے میں منہ ڈالے تھے — کب سے بیدم ہوئے تقویٰ و طہارت والے

ہم بغل ان سے جو محشر میں ہوا ہیں بیدم
۴۷ رشک کرنے لگے سب مجھ پہ قیامت والے

ہے دیر و حرم اور کلیسا مرے دل میں — میں کہہ نہیں سکتا کہ ہے کیا کیا مرے دل میں
کس ناز سے بے پردہ وہ آیا مرے دل میں — جب غیر کو اس بت نے نہ پایا مرے دل میں
اجمیر و نجف کرب و بلا باسنہ و دیوا — بغداد ہے اور یثرب و بطحا مرے دل میں
ان حسرت و ارمان و تمنا کو نکالو — تم آ کے مرے قبلہ و کعبہ مرے دل میں
جس شے کو کیا یاد وہ آئی مرے آگے — کھلتا نہیں یہ راز کہ ہے کیا کیا مرے دل میں

روکے ہوا نہیں پاس جو نکلیں بھی تو کیونکر
ارمانوں کو ملتا نہیں رستا مرے دل میں

ہے پیشِ نظر سورۂ والشمس کی تفسیر
یا صورتِ جاناں کا ہے نقشا مرے دل میں

اے حسرتِ دیدار میں لوں تیری بلائیں
باقی نہ رکھی کوئی تمنا مرے دل میں

دل کیا دیا بیدم کہ مصیبت میں پڑی جان
حسرت نے کیا خون تمنا مرے دل میں

۴۸

ہوئے ہو روپوش کیوں خدارا الٹ دو رخ سے نقاب وارث
ازل سے ہوں آپ کا شناسا نہ کیجئے اب حجاب وارث

لبوں پہ ہے گھٹ کے جان آئی نہیں ہے اب طاقتِ جدائی
بہت ہی مضطر ہوں اب تو مجھ کو بلا لے دیوے شتاب وارث

میں تیرے ناز و ادا کے صدقے بتا دے بہرِ خدا تو اتنا
تری جدائی کا اب یہ کب تک رہیگا مجھ پر عذاب وارث

بہت پریشان ہوں مثلِ سنبل ہوا ہے کاکل کا جب سے سودا
میں تیری نیرنگیوں کے صدقے یہ دور کر پیچ و تاب وارث

کروں میں کیا شکر تیرا مولا ہوا تو اس دل میں جلوہ فرما
یہ اجڑی بستی بسائی تو نے کرم کیا بے حساب وارث

وہ شان اعلیٰ ہے تیری مولا کہ تاب خامہ کو کیا جو لکھے
جہاں کے سلطان تیرے گدا ہیں عجب ہے تیری جناب وارث

میں گو کہ بدکار و روسیہ ہوں بنا بنا تو ہے کام تیرا
چھپا لے اب دامنِ کرم میں کہوں گا روزِ حساب وارث

مجھے بھی اے ساقیِ دو عالم وہ مے پلا بہرِ غوث الاعظم
چڑھے نشہ محویت کا تیری رہوں نہ مستِ شباب وارث

وہ سر دے جو جس میں تیرا سودا وہ دل کہ جو داغ کی تمنا
جو رشکِ منصور دم میں کر دے پڑھا دے ایسی کتاب وارث

نہ ہوش ہو کون ہوں کہاں ہوں نہ کچھ فنا و بقا سے مطلب
میں دونوں عالم کو بھولوں دل سے پلا دے ایسی شراب وارث

نصیب جاگے جو سو گیا میں شبِ جدائی میں تنگ آ کر
۴۹ کہا کسی نے کہ دیکھ بیدم وہ آتے ہیں بے نقاب وارث

دیر و مسجد میں پھر آنا اور ہے — کوچۂ جاناں کا جانا اور ہے
زاہدوں کا مذہب و ملت ہے اور — یہ طریقِ عاشقانا اور ہے
اپنی اپنی کہہ چکے ہیں ان سے سب — اک مرا باقی فسانا اور ہے
کوچۂ جاناں میں رکھیں گے قدم — ہاں اگر کچھ آب و دانا اور ہے

اب وہ پچھلی باتیں ساری بھول جا
۵۰ دیکھ بیدم یہ زمانا اور ہے

آن سے کہہ دیجیو رو کر جو صبا یاد رہے — تا کجا ہجر میں مٹی مری برباد رہے

خانۂ دل مرا ویراں رہے برباد رہے — اس سے کیا کام اسے گھر غیر کا آباد رہے

ساقیا خیر تری اور ترے میخواروں کی خیر — مے کوئی جام ترا میکدہ آباد رہے

اس لیے زخموں پہ چھڑکا ہے نمک قاتل نے — خنجرِ ناز کا کچھ دن تو مزا یاد رہے

ہر گھڑی پیشِ نظر ہو تری تصویرِ خیال — خانۂ دل ترے مذکور سے آباد رہے

ذبح کے بعد چمن ہی میں مجھے دفن کیا — پھولتا پھلتا الٰہی مرا صیاد رہے

تو نہ باز آ ستم و جور و جفا سے ظالم — تجھ کو کیا شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے

ہم سے الفت کبھی کسی کو بھی کوئی کرتا تھا — کم نہیں یہ اگر اتنا ہی تمھیں یاد رہے

تو دل آزار جفا جو ستم آرا ٹھہرا — شاد کیوں تجھ سے کسی کا دلِ ناشاد رہے

وہ اگر ظلم روا رکھے نہ ظالم مجھ پر — کیوں مری گھات میں چرخِ ستم ایجاد رہے

نہ خوشی موسمِ گل کی نہ خزاں کا کھٹکا — صورتِ سرو ہم اس باغ میں آزاد رہے

ظلم بے دم نہیں ہوتا بتِ سفاک کا کم
تا کجا بند کسی کا لبِ فریاد رہے

۵۱

مصحفِ رخ دکھا دیا ہم کو — جو پڑھا تھا بھلا دیا ہم کو

لذتِ دردِ ہجر نے اے یار — کیا کہیں کیا مزا دیا ہم کو

ہم کہاں اور کہاں بتوں کی یاد — دل نے کافر بنا دیا ہم کو

تو نے آنکھیں ملا کے غارت گر — مست و بے خود بنا دیا ہم کو

اتنے ہنستے ہیں غیر بھی ہم پر — عشق نے کیا بنا دیا ہم کو

Scanned with CamScanner

ہم نے دیدی تمہاری یاد میں جان — تم نے دل سے بھلا دیا ہم کو
خوب امید وصل نے شب ہجر — تھپکیں دے کر سلا دیا ہم کو
بُت پردہ نشیں نے پردہ سے — ہو کے ظاہر چھپا دیا ہم کو
آپ بھرنے لگے رقیب کا دم
۵۲
اور بیدم بنا دیا ہم کو

مرے کشور دل کے سلطان وارث — مرے دین اور میرے ایمان وارث
کہیں کس سے ہم جو تجھے جانتے ہیں — کوئی ہم سے پوچھے تری شان وارث
وہ سمجھو لیں گے کیونکر رہ عشق ابدل — کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارث
ہر اک رنگ میں تجھ کو پہچان لوں میں — بتا دے مجھے ایسا عرفان وارث
مجھے دے کے دم تو نے بیدم بنایا
۵۳
تری شان والا کے قربان وارث

جو قرباں مال و زر سرکار پہ زردار کرتے ہیں — فدا ہم بھی دل و جاں آپ پر سرکار کرتے ہیں
تمہارے ہی تو سب دیر و حرم میں نام لیوا ہیں — تمہاری ہی پرستش کافر و دیندار کرتے ہیں
در فیض عنایت انکا رہتا ہے کھلا ہر دم — بلانے میں مرے پھر کس لئے انکار کرتے ہیں
جسے الفت ہو آل سید ابرار سے ابدل — حمایت اسکی بیشک حیدر کرار کرتے ہیں
نہیں آنکھیں کھلی ہیں یا قبر میں یہ بے سبب بیدم
۵۴
ہم اپنی حسرت دیدار کو اظہار کرتے ہیں

تمھیں تم ہو ہمیں بدنام کراتے کیوں ہو | تو تو میں میں یہ زمانے سے کہاتے کیوں ہو
ہم نے مانا تمھیں وحشت نہیں اے حضرت دل | دھجیاں پھر یہ گریباں کی اڑاتے کیوں ہو
تم اگر پردہ نشیں ہو تو رہو پردے میں | دل میں کیوں آتے ہو آنکھوں میں سماتے کیوں ہو
جان کر طالب دیدار ہمیں اے وارث | رخ پرنور کو برقع سے چھپاتے کیوں ہو
طالب دید ہیں بے دیکھے تو ٹلنے کے نہیں | لن ترانی ہمیں سرکار سناتے کیوں ہو
شوق سے تذکرۂ غیر کرو ڈر کیا ہے | ہونٹوں پہ آئی ہوئی بات چھپاتے کیوں ہو
کشتۂ ناز جیے ہیں نہ جئیں گے اُس کے | اے مسیحا لب اعجاز ہلاتے کیوں ہو
تم ہو مختار جہاں چاہو بناؤ مسکن | کعبہ و دیر کی تخصیص جتاتے کیوں ہو
ایک حسرت تو شب وصل نکل جانے دو | خاک میں برسوں کے ارمان ملاتے کیوں ہو
تم جو کہتے ہو ہمیں فخر مسیحا نہ کہو | کشتۂ ناز کو تم کہہ کے جلاتے کیوں ہو

عشق کو جانتے ہو ہے مرض دق بیدم
۵۵
روگ پھر جان کو اپنی یہ لگاتے کیوں ہو

کیوں نہیں دیدے میں بلواتے ہیں آپ | کیوں ہمیں باتوں میں بہلاتے ہیں آپ
طالب دیدار کو مرنے کے بعد | جلوۂ رخسار دکھلاتے ہیں آپ
جذبۂ عشق حقیقی جب بڑھا | اپنے شیدا میں سما جاتے ہیں آپ
چھوڑ کر دو دو پہر تنہا مجھے | حضرت دل سیر کو جاتے ہیں آپ
۵۶ کیا خطا بیدم سے اے وارث ہوئی | کیوں تصور میں نہیں آتے ہیں آپ

Scanned with CamScanner

ساقیا انس ہے ہم کو کسی مستانے سے — مے سے مطلب ہے نہ بادہ سے نہ پیمانے سے
ہنس کے کہتے ہیں جو کہتا ہوں کہ مر جاؤں گا — کیا بگڑ جائیگا مرا ترے مر جانے سے
جان جاتی ہے کیا غم ہے مگر اے ساقی — بے پئے تو نہ ٹلیں گے درِ میخانے سے
نزع کا وقت ہے دم گھٹتا ہے ڈر جاؤ گے — ہائے کیوں ہٹ نہیں جاتے مرے سرہانے سے

سب کو بھولا تجھے بھولا نہیں بیدم ساقی
۵۷ کون بیہوش کہے گا ترے مستانے سے

رضا کی مجھے راہ بتلانے والے — طریقہ محبت کا سکھلانے والے
پریشاں نہ کر زلف بکھرانے والے — بتا راہ عرفاں کی بتلانے والے
چلو جاؤ ناصح کرو کام اپنا — بہت ایسے آتے ہیں بہکانے والے
بلاتے ہیں دیوے جنھیں چاہتے ہیں — ہمیں بھول جاتے ہیں بلوانے والے
اسی در پہ سر پھوڑ کر جان دیں گے — ٹلیں گے نہ اس در سے مر جانے والے
دم نزع تو آ کے صورت دکھا جا — تصور میں بھی منہ نہ دکھلانے والے
وہ کہتے ہیں ہنس کر کہ بکو نہ صاحب — بہت ہم نے دیکھے ہیں مر جانے والے

بتا آکے بیدم کو راہِ حقیقت
۵۸ کدھر ہے تو او راہ بتلانے والے

رسوائی میں بھی عشق سے آئے نہ باز ہم — کیسے دھنی ہیں بات کے بندہ نواز ہم
جو ناپسند تھا کہیں وہ بھی قبول ہے — کس کے نیاز مند بنے بے نیاز ہم

ہوں داد خواہ داورِ محشر کے سامنے | اتنا بھی چاہتے نہیں افشائے راز ہم
دل میں خیال آنکھوں میں تصویر یار کی | کعبے میں پڑھ رہے ہیں بتوں کی نماز ہم

بیدمؔ یہ اشک چشم سے کامل یقین ہے
۵۹ ظاہر کریں گے یہ جو چھپائیں گے راز ہم

رہے جان قالب میں کس کے سہارے | نہ قابو میں دل ہے نہ تم پاس پیارے
چلا دل جو پہلو سے ارماں پکارے | کہو تم اکیلے کہاں کو سدھارے
یہی رسم الفت ہے اے میرے پیارے | اکیلا مجھے چھوڑ کر تم سدھارے
کسی کو خبر کیا جو وعدے ہوئے ہیں | تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے
مجھے یاد آتی ہیں باتیں تمہاری | تصور میں کرتا ہوں شب بھر نظارے
وہ جادو بھری ہیں نگاہیں تمہاری | بلا کے ہیں پیچ پیچ گیسو تمہارے
وہ تھامے ہوئے دل چلے آئیں یارب | اثر اتنا دکھلائیں نالے ہمارے
مجھے روتے دیکھا تو گھبرا کے بولے | ذرا صبر کر اور آفت کے مارے

وہ بیدمؔ جفائیں کریں لاکھ تجھ پر
۶۰ مزا تو یہی ہے کہ تو دم نہ مارے

اب ترا پابند گیسو ہو نہیں سکتا فرار | پھنستے ہی تیر نظر سے کر دیا تو نے شکار
الفتِ مژگاں میں ہیں جو داغ دل پہ آشکار | داغ کب ہیں یہ چبھے ہیں پیچ کے الجھے میں خار
قتل کے دن حلق سے بولا ہر اک عضوِ بدن | چوم لینا میری جانب سے بھی تیغِ آبدار

Scanned with CamScanner

اے مری لیلیٰ ترے مجنوں کی وہ توقیر ہے — دشت میں جاتا ہے تو سر پر قدم لیتے ہیں خار
کاکل مشکیں کے سودائی کی یہ پہچان ہے — جسطرف جاتا ہی کہتے ہیں ادھر سب مار مار
ان کی زلف عنبریں کا جسکو سودا ہو گیا — کیا اسے خوش آئیگی پھر خوشبوئے مشک تتار
کہیو اے قاصد جو وہ نام و نشاں پوچھیں مرا
نام ہے بیدم لقب ہی عاشق سینہ فگار ۶۱

ہم رہے دنیا نہ دیں کے کام کے — آکے کہتے ہیں دل ناکام کے
ہم ہیں بندے عشق نیک انجام کے — ہیں جدا جھگڑے سے کفر اسلام کے
تنکے چننا خاک اڑانا رات دن — کام ہیں یہ عاشق ناکام کے
غیر کو اپنا سمجھتے ہیں حضور — صدقے جاؤں اس خیال خام کے
صدقے ہیں سو جاں سے شیخ و برہمن — اے شہ وارث تمھارے نام کے
بیدم و بیتاب و بیدل بیقرار — نام ہیں یہ عاشق بدنام کے
تم تو بیدم سخت ناکارہ ہو یار
جانتے تھے آدمی ہو کام کے ۶۲

گلرو اگر پسینہ تیرے بدن سے نکلے — صل علیٰ کا نعرہ گل کے دہن سے نکلے
کچھ غم نہیں کہ جاں بھی اے جان تن سے نکلے — شکوہ مگر نہ تیرا میرے دہن سے نکلے
تیر نظر تمھارے آئے ہوا سے آگے — دل میں مرے گذر کر فوراً ہی تن سے نکلے
ساقی وہ مئے پلا دے جو عمر بھر مزا دے — عمرت دراز بادا ہر موئے تن سے نکلے

Scanned with CamScanner

یہ نالہائے غم میں رکنے نہیں کسی سے   دل سے ہمارے نکلے چرخ کہن سے نکلے
ہرگز نہ کوئی چاہے فرقت میں جلنے کا کل   مطلب اگر کسی کا بوئے سمن سے نکلے

بے چین ہوں لحد میں پردہ نشیں کے غم میں
۶۳
بیدم یہی ترانہ ہر موئے تن سے نکلے

دریائے عشق وارث طوفاں اٹھا رہا ہے   کشتی دل ہزاروں لاکھوں ڈبو رہا ہے
پردے میں حبیب کے ظالم باتیں بنا رہا ہے   دل لیکے لن ترانی ہم کو سنا رہا ہے
صورت میں میری اپنا نقشہ جما رہا ہے   خود ہو رہا ہے ظاہر مجھ کو چھپا رہا ہے
بت ہم سے اپنا کلمہ بیدم پڑھا رہا ہے   اک بندہ خدا کو کافر بنا رہا ہے
دم گھٹ رہا ہے بیدم آنکھوں میں آ رہا ہے   دل بھی تڑپ تڑپ کر مجھکو ستا رہا ہے
پھندے میں پھانستا ہے بیدل مرغ دلکو   آئینہ رکھ کے آگے زلفیں بنا رہا ہے
عیسیٰ سے جاکے کہدے کوئی کہ دیکھ جائیں   وہ شوخ گالیوں سے مردے جلا رہا ہے
دل دین اور ایماں جب لے چکا تو کافر   اب جان کا قبالہ ہم سے لکھا رہا ہے
خود حق ہے خود انا الحق خود دار کہ مفتی   خود بول کر انا الحق سولی پہ جا رہا ہے
صورت میں میری تیرا کیونکر نہوئے دھوکا   میرا نشان مجھ میں اے یار کیا رہا ہے

اے ناخدائے عالم اب ڈوبتا ہے بیدم
۶۴
دریا میں اس کا بیڑا پھر ڈگمگا رہا ہے

تضمین بر مطلع انوار اے وارث مرے مولا   حبیب حق کے ہو دلدار اے وارث مرے مولا

Scanned with CamScanner

پلا کر جام عرفاں تم جنھیں بیہوش کرتے ہو — بلا شک ہیں وہی ہشیار اے وارث مرے مولا

گدا کو ایک دم میں آپ خاقانی بناتے ہیں — سخی ہے آپکی سرکار اے وارث مرے مولا

خدا نے آپ کو روشن ضمیر ایسا بنایا ہے — نہیں مخفی کوئی اسرار اے وارث مرے مولا

سوا حضرت کے جا کر حال دل کس سے کہے بیدم

۶۵ جو کچھ ہیں آپ ہیں غمخوار اے وارث مرے مولا

مجھے مار چاہے جلا شاہ وارث — میں خوش ہوں جو تیری رضا شاہ وارث

اڑا کر وہاں اے صبا مجھ کو لے چل — جہاں پر ہیں رونق فزا شاہ وارث

گذرتے ہیں جو مجھ پہ فرقت میں صدمے — وہ اظہار ہیں تم پہ یا شاہ وارث

نشان دوئی دل میں باقی نہ رکھا — ہے کیا نام والا ترا شاہ وارث

پڑی ہے یہ بیدم پہ مشکل خدارا

۶۶ بنو اس کے مشکل کشا شاہ وارث

ذبح کرتا ہے تو صیاد مچل لینے دے — کوئی ارمان تو بلبل کا نکل لینے دے

ناتوانی مجھے کروٹ تو بدل لینے دے — کل سے بیکل ہوں ذرا آج تو کل لینے دے

آج تصویر تصور میں جو آئی ان کی — ہنس کے کہنے لگے آنکھوں میں ٹہل لینے دے

دم محبت کا جو بھرتا ہوں تو فرماتے ہیں — خنجر ناز تو حلقوم پہ چل لینے دے

رہ الفت میں تو کچھ ضعف دکھا زور اپنا — ایک دو گام رہ شوق میں چل لینے دے

آنکھوں کی راہ سے فرقت میں مرے لخت جگر — اشک بن بن کے نکلتے ہیں نکل لینے دے

Scanned with CamScanner

ٹھیر جا بیدمؔ خستہ ابھی جلدی کیا ہے

۶۷ وہ شب وصل مچلتے ہیں مچل لینے دے

صدمہ فرقت سہا جاتا نہیں — وہ اب ہم سے رہا جاتا نہیں
ٹھان لی ہے زہر کھا کر سو رہیں — بے حیا بن کر جیا جاتا نہیں
ناتواں ہیں اس قدر ارماں مرے — بستر غم سے اُٹھا جاتا نہیں
آپ جو جی چاہے کہہ لیجئے مجھے — غیر کا طعنہ سنا جاتا نہیں

بے طرح گھیرا ہے بیدمؔ ضعف نے

۶۸ دو قدم بھی تو چلا جاتا نہیں

جو آب و تاب پائی شاہ خوباں تیرے دنداں میں
چمک دیکھی نہ گوہر میں نہ ضو لعل بدخشاں میں
کوئی جانے نہیں دیتا ہے مجھ کو کوئے جاناں میں
وہ دیوانہ ہوں وحشت لے چلی آخر بیاباں میں
دلاور ہے دل پر غم نگاہ ناز کے تو نے
ہزاروں تیر کھائے منہ نہ موڑا عشق کے میداں میں
فراق جان و دل اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے
گیا ہے دل تو جائے جان بھی میری کوئے جاناں میں
لگیں مستی میں آ کر ڈوبنے گردن کے متوالے

وہ آئیں ناخدا بن کر جہاز بادہ نوشاں میں
خدا کے فضل سے مداح ہوں میں آل احمد کا

مری کس طرح سے عزت نہ ہو بزم سخنداں میں
۶۹ خبر مرنے کی سن کر بیدم خستہ کی وہ بولے
کہ دیکھو واقعی کچھ بھی نہیں ہوتا ہے انساں میں

طالب دید ہوں مدت سے تمنائی ہوں
میں بھی موسیٰ کی طرح آپکا شیدائی ہوں
اے صبا اتنی تسلی مری کردے للہ
جھوٹ ہی کہدے کہ پیغام ترا لائی ہوں
اس جفا جو سے بھی امید وفا ہے مجھ کو
میں بھی واللہ عجب آدمی سودائی ہوں
آئینہ دیکھ کے حیرت مجھے ہوجاتی ہے
کسکا اے دل نہیں معلوم تماشائی ہوں
پوچھتے کیا ہو مرا حال پریشاں بیدم
۷۰ ایک مدت سے یوں ہی بادیہ پیمائی ہوں

کیا کرے وہ شربت دینار کا
ہے جو طالب شربت دیدار کا
گھر کرے آباد جو اغیار کا
کیا بھروسہ اس محبت عیار کا
حشر تک اے یار عیسیٰ سے علاج
ہو نہیں سکتا ترے بیمار کا
طالب زر پر کرے سایہ ہما
مجھ پہ ہو سایہ تری دیوار کا
بے یقیں دریائے غم سے پار ہو
گھاٹ جو دیکھے تری تلوار کا
قاصدا اس بحر خوبی سے مرے
حال کہنا دیدۂ خونبار کا

Scanned with CamScanner

کس طرح ہووے اسے بیدم شفا
۴۱ جو ہوا بیمار چشم یار کا

مالک ہیں شاہ وارث مختار شاہ وارث — غمخوار شاہ وارث سرکار شاہ وارث
گرداب رنج وغم میں کشتی مری پھنسی ہے — کر دیجئے خدارا اب پار شاہ وارث
اچھا نہ کر سکیں گے آئیں اگر مسیحا — جو چشم کا ہے تیری بیمار شاہ وارث
کیونکر نہ بھول جاؤں دل سے غم دو عالم — جب میرا آپ سا ہو غمخوار شاہ وارث
جادو بھری کٹیلی آنکھوں سے پھر خدارا — ہاں دیکھ لو ادھر بھی اکبار شاہ وارث
بندہ کہیں بنا تو مولا کہیں کہایا — تیرے عجب عجب ہیں اسرار شاہ وارث

بیدم میں دم اسی دم آجائے میرے مولا
۴۲ سن لے اگر تمہاری گفتار شاہ وارث

ہوا ہے سر میں سودا زلف کا وحشت طبیعت کو
نہیں آرام ملتا ایک دم بیمار فرقت کو
مٹایا ہم نے سب جھگڑا کیا اتمام حجت کو
دیا دلبر کو دل جان غیر کو آرام وحشت کو
تمہارے سامنے میں اور چاہوں حور جنت کو
گماں میری طرف سے یہ بھلا لازم ہے حضرت کو
عجب درد آشنا ہم ہیں کہ بعد مرگ بھی ہم نے

لگا رکھا ہے سینہ سے ترے دردِ محبت کو
شبِ فرقت میں جب یاد آئی ان کی ہو گئی وحشت
نہ بہلی ہم نے بہلایا بہت مچلی طبیعت کو
تمہارے تیر کی خاطر مجھے منظور ہے دل سے
وہ آئے تو کلیجہ اور جگر حاضر ہے دعوت کو
جہاں جینا بھی ہو دشوار اور مرنا بھی مشکل ہو
لگاؤ بھی ہوا ہے تو کہاں اپنی طبیعت کو
بٹھاؤں دل میں سینہ سے لگاؤں آنکھوں میں رکھوں
اگر مل جائے تیرا درد مجھ رنجورِ فرقت کو
بچانا شیشۂ دل کا ہوا دشوار پہلو میں
جو دیکھا لوٹ کر آتے ہوئے اُس پر طبیعت کو
نگہ سے مارتے ہیں وہ لبوں سے زندہ کرتے ہیں
دکھاتے ہیں کرشمہ دردمندانِ محبت کو
نہ کیجے پیش و پس اب مشکل آسان ہوئی میری
اُٹھاؤ تو ذرا خنجر جھکا ہے سر شہادت کو
رگ و پے میں جگر میں جان میں دل میں کلیجے میں
رکھا ہے اتنے پردوں میں ترے دردِ محبت کو

Scanned with CamScanner

انھیں بھی قتل کی جلدی مجھے بھی دید کا ارماں
بہت افسوس آتا ہے مرے ارماں پہ حسرت کو
یہی انصاف ہے تیر افگنی پہ اپنی نازاں ہو
میں ہوں سینہ سپر کیسا نہ دیکھا میری ہمت کو
ہمارا فخر تو یہ ہے کہ بیدم ان کے کہلائیں
ضرورت کیا ہے شاہی کی کریں گے کیا حکومت کو

۷۳

نظر آتا نہیں اس طرح گذارا مجھ کو — چین دے گردش تقدیر خدارا مجھکو
غیر کے ہاتھ سے میں قتل نہ ہونگا قاتل — پڑھ کے تکبیر تو کر قتل دوبارا مجھکو
یہی دوری ہے تو مجبوری سے اکدن آخر — جان دینے کے سوا اب نہیں چارا مجھکو
ہو گیا جب سے تری زلف چلیپا کا اسیر — لوگ سب جانتے ہیں اہل نصارا مجھکو
یہ وہ دریائے محبت ہے کہ دیکھا ہر سو — نظر آتا نہیں اے خضر کنارا مجھکو
رب ہے ساقی مرا آباد خدایا جس نے — ایک ہی جام سے شیشہ میں اتارا مجھکو
ہائے عقبیٰ کا نہ کچھ کام بنایا بیدم
عمر کہتی ہے کہ غفلت میں گذارا مجھ کو

۷۴

لیلیٰ کو یار تو نے مجنوں بنا کے مارا — قیس شکستہ دل کو در در پھرا کے مارا
پھوڑا ہے پتھروں کا سر کوہکن کا کس نے — منصور سے انا الحق کس نے کہا کے مارا
اے یار تیری کیا کیا نیرنگیاں بیاں ہوں — بت بن کے آپ ہم کو کافر بنا کے مارا

Scanned with CamScanner

گو جاں گئی بلا سے اے دل نہیں غم اسکا کر شکر اس نے اپنا جنوہ دکھا کے مارا

شب بھر رکھا خیالِ گیسو میں اس نے بیدم

اور صبح ہمکو رخ سے پردہ اٹھا کے مارا ۷۵

ترچھی نظروں سے اشارہ کر چکے کام تم پورا ہمارا کر چکے

منتظر ہے کس کی اے شمشیر ناز قتل کا وہ تو اشارا کر چکے

جب گرے غش کھا کے آئی یہ صدا حضرت موسیٰ نظارا کر چکے

دیر و مسجد سے انھیں کیا کام ہے جو دو عالم سے کنارا کر چکے

بیدم اب محشر سے کیوں ڈرتے ہو تم

تم تو وارث کا سہارا کر چکے ۷۶

دور آنکھوں سے مگر دل کے قریں رہتے ہیں اپنے پردے میں مرے پردہ نشیں رہتے ہیں

تیری محفل میں ہیں اے یار کہیں رہتے ہیں دل سے نزدیک ہیں گو پاس نہیں رہتے ہیں

دیر میں اور نہ وہ کعبہ میں مکیں رہتے ہیں قبۂ دل میں مرے گوشہ نشیں رہتے ہیں

نغمۂ کُن فیکون اور صدائے انحد بن کے بلبل میں وہ آواز حزیں رہتے ہیں

دیکھ کر تم کو اکیلا نہیں میں ہی بیتاب حضرت دل بھی تو قابو میں نہیں رہتے ہیں

بج رہا ہے یہی ہر تارِ نفس میں نغمہ جنکو ہم ڈھونڈھ رہے ہیں وہ یہیں رہتے ہیں

ان کا ملنا و نہ ملنا ہے برابر بیدم

اتنے ہی دور ہیں وہ جتنے قریں رہتے ہیں ۷۷

یہاں شاہ وارث وہاں شاہ وارث　　مکیں و مکان لامکان شاہ وارث

ابھی تو مرے سامنے جلوہ گر تھے　　کدھر ہیں کدھر ہیں کہاں شاہ وارث

وہی اپنا قبلہ وہی اپنا کعبہ　　ہیں تشریف فرما جہاں شاہ وارث

خدا مہرباں اس سے سب خوش خدائی　　ہوئے جس پہ تم مہرباں شاہ وارث

خبر لیجئے اے مسیحائے عالم
کہ بیدم ہوا نیم جان شاہ وارث ۷۸

کھلا چہرہ ہوا سے زلف سرکی　　یکایک شام نے گویا سحر کی

نگاہ ناز سے گھائل کرے جو　　ضرورت کیا اُسے تیغ و تبر کی

شمیم زلف لائی ہے اُڑا کر　　یہ چوری کھل گئی باد سحر کی

ہوئے ہیں مست پی کر بادۂ عشق　　خبر ہے پیر کے ہم کو نہ سر کی

چراغ زیست کا کیا ہے بھروسا
تجلی ہے یہ بیدم رات بھر کی ۷۹

کہیں کیا حال اپنا زیست سے بیزار رہتے ہیں
شفا کیونکر ہو چشم یار کے بیمار رہتے ہیں

بہت ہم تنگ تجھ سے اے بت عیار رہتے ہیں
شب فرقت میں نیند آتی نہیں بیدار رہتے ہیں

نہیں خواہش ہمیں اب ہم نفس سیر گلستاں کی

ہمارے داغ دل بھی غیرت گلزار رہتے ہیں

بہت تدبیر کرتے ہیں مگر ملنے نہیں پاتے

کہیں کیا گردش تقدیر سے ناچار رہتے ہیں

جو دیکھے بلبل باغ جناں سو جان سے قرباں ہو

ہمارے گلبدن کے پھول سے رخسار رہتے ہیں

مگر کب چھوڑتی ہے تیری دزدیدہ نظر دل کو

بہت ہشیار گو ہم لے بت عیار رہتے ہیں

ڈرے حاسد سے کیوں بیدم کہ اسکے سر پہ جب ہر دم

۸۰ مثال ابر رحمت حیدر کرار رہتے ہیں

خدایا مجکو اس گل سے ملادے — مری امید کا غنچہ کھلادے

شراب جلوۂ جاناں پلا کر — مجھے بھی آج مستانہ بنادے

میں جن باتوں پہ دیوانہ بنا ہوں — وہی ہنس ہنس کے پھر باتیں سنادے

گرا پھر خرمن دل پر مرے برق — ذرا پھر میرے وارث مسکرادے

اسی کی شکل وہ صورت بنے گی

۸۱ جو اپنے آپ کو بیدم مٹادے

تیر نظر کا وارث دل پر مرے نشانا — ہاں تاک کر لگانا ہاں تاک کر لگانا

وحدت کا جام بھر کر منہ سے مرے لگانا — پردہ اُٹھے دوئی کا وہ مے مجھے پلانا

گلشن میں جا کے دیکھا ہر گل میں تیری بو ہے   گاتی ہیں بلبلیں بھی ہر سو ترا ترانا

گلشن نہ چھوڑ بلبل گر شیفتہ ہے گل پر   صیاد اگر اجاڑے سو بار آشیانا

وہ جان جاں تو بیدم کہتا ہے تجھ کو بیدم

۸۲

کہنے دے غم نہ کر تو کچھ بھی کہے زمانا

ذرا جذبۂ دل کا اثر دیکھئے   اثر ہو نہ ہو آہ کر دیکھئے

یہاں بن گئی جان پر دیکھئے   انہیں ہوگی کب تک خبر دیکھئے

پڑا ہوں سر رہگذر دیکھئے   پھر اک بار بار دگر دیکھئے

چلا ان کا تیر نظر دیکھئے   ہو کس کس کا زخمی جگر دیکھئے

کھلا ثم وجہ اللہ کا راز جب   تو پھر کیا ہے چاہے جدھر دیکھئے

رہے عشق کا کل میں ثابت قدم   نہ سر کے کبھی بال بھر دیکھئے

ہیں ہم تو آئینہ خانہ میں ہیں   جہاں دیکھئے اور جدھر دیکھئے

انا الحق کہا اور وہ چلتے ہوئے   چڑھا یا کسے دار پر دیکھئے

اکیلا میں اور رنج و غم سیکڑوں   ذرا آپ میرا جگر دیکھئے

دوا سے ہوا اور سوا درد دل   تعجب میں ہیں چارہ گر دیکھئے

کھلی جب حقیقت تو آیا نظر

۸۳

ہیں ہم ہی بیدم جدھر دیکھئے

پھر طبیعت رنگ لائی دیکھئے   پھر وہی دل میں سمائی دیکھئے

Scanned with CamScanner

آپ نے تیوری چڑھائی دیکھئے ۔۔۔ پھر کسی کی موت آئی دیکھئے
سرخرو شمشیر قاتل کیوں نہ ہو ۔۔۔ خون میں میرے نہائی دیکھئے
اس بُت کافر کی صورت دیکھکر ۔۔۔ جان لاکھوں نے گنوائی دیکھئے
عرش تک پہونچی نہ پہونچی یار تک ۔۔۔ آہ کی یہ نارسائی دیکھئے
دیکھتے ہیں آئینہ میں حسن کو ۔۔۔ ان بتوں کی خود نمائی دیکھئے
تم نہ آئے اسکا کیا شکوہ کروں ۔۔۔ موت فرقت میں نہ آئی دیکھئے
جوش وحشت میں مرے صیاد نے ۔۔۔ بڑی منت کی رہائی دیکھئے
کھویا سونا سیم تن کے عشق میں ۔۔۔ پڑ گئی کیسی کھٹائی دیکھئے
ہاتھ میں ساغر بغل میں دخت رز ۔۔۔ شیخ جی کی پارسائی دیکھئے
لوٹ کر کعبے سے دیکھیں گے ضرور ۔۔۔ بت کریں کب تک خدائی دیکھئے
کس پہ اب تک آہ ہم مرتے رہے ۔۔۔ عمر غفلت میں گنوائی دیکھئے
خون عاشق کی چلی آتی ہے بو ۔۔۔ یار کے دست حنائی دیکھئے
نکلے میخانے سے منھ پھیرے ہوئے ۔۔۔ شیخ صاحب کی رکھائی دیکھئے
گوہر دندان کے شوق دید میں ۔۔۔ آبرو ہم نے گنوائی دیکھئے
طالبِ دیدار کو حیران کیا ۔۔۔ آئینہ رو کی صفائی دیکھئے
دل میں میرے غم کی شا جس نے ۔۔۔ اک نئی بستی بسائی دیکھئے
سب کو فکر تازہ وصفِ زلف میں ۔۔۔ مشک و عنبر سے بسائی دیکھئے
سر کٹے لاکھوں قلم اک آن میں ۔۔۔ تیغ ابرو کی صفائی دیکھئے

Scanned with CamScanner

یادِ گیسو میں پریشانی رہی — نیند کل شب کو نہ آئی دیکھئے

۸۴ شانِ یزداں ہے کہ بیدمؔ بت کریں
کعبۂ دل میں خدائی دیکھئے

سینہ تو چاک ہے جو گریباں نہیں رہا — دامن تو زخم میں ہے جو داماں نہیں رہا
دشتِ جنوں میں بھی مرا خاکی تھا پیرہن — گو ننگِ خانداں ہوں پہ عریاں نہیں رہا
ترکِ ہوس نے قطع کیا دستِ آرزو — زخموں کے پیرہن میں بھی داماں نہیں رہا
تیغ و تبر ہیں یار کے بیکار میرے بعد — یہ سر نہیں رہا تو وہ ساماں نہیں رہا
بلبل کے یاد کرنے کو اک درد رہ گیا — وہ گل نہیں ہے وہ گلستاں نہیں رہا
تھا محوِ دید اپنے ہی جلوے کا ہر طرف — آئینہ خانہ میں بھی میں حیراں نہیں رہا
چل پھر کے دیکھ لیجیے اب آپ کے سوا — گلشن میں کوئی سروِ خراماں نہیں رہا

جب سے ہوا ہے آپ پہ بیدمؔ کا دل فدا
۸۵ کہتے ہیں لوگ اُسکو کہ انساں نہیں رہا

طالبِ دید کو حیران بنا دیتے ہیں — لن ترانی کی صدا جس کے سنا دیتے ہیں
خونِ عشاق اشاروں میں بہا دیتے ہیں — تیر در پردہ وہ سینہ میں چھپا دیتے ہیں
مار کر آپ ہی پھر اس کو جلا دیتے ہیں — بوئے کاکل وہ جسے اپنی سونگھا دیتے ہیں
خود فراموش بنے ہیں جو تری یاد میں یار — راستہ بھولے ہوؤں کو وہ بتا دیتے ہیں
جوشِ الفت میں نہیں ہے ہمیں دشنام کا خوف — گالیاں دینے پہ ہم ان کو دعا دیتے ہیں

Scanned with CamScanner

کھینچ کر تیغ ادا مجھ کو ذرا کر بولے — دل لگانے کی تجھے آج سزا دیتے ہیں
منزل عشق نہ کس طرح سے اس دور میں طے — ایک ہی جام میں منصور بنا دیتے ہیں

۸۶ منزل گل پہ وہ ملتا نہیں بیدم آرام
راہ الفت کے جو یہ خار مزا دیتے ہیں

وصل کے اقرار سارے ہو چکے — اُنکے ہم اور وہ ہمارے ہو چکے
اب تو لگ جاؤ گلے سے جانِ جاں — ختم وعدے بھی تمہارے ہو چکے
نحن واقرب تو بہت ہم نے سُنا — آؤ در پر وہ نظارے ہو چکے
تم ہمارے ہو نہ ہو لے مہرباں — ہم بہر صورت تمہارے ہو چکے

۸۷ تم کو کیا کھٹکا ہے بیدم حشر کا
تم تو وارث کے سہارے ہو چکے

نکہتِ زلفِ صنم بادِ صبا لاتی نہیں — کام فرقت میں ہمارے یہ ہوا آتی نہیں
کوئی صورت اُنسے ملنے کی نظر آتی نہیں — آہ بھی افسوس میری کچھ اثر لاتی نہیں
میرے نالوں کا اثر فرقت میں انکی بڑھ گیا — کونسا دن ہجر میں کس روز ٹل جاتی نہیں
بے وفائی کا جب اُنکی کچھ گلہ کرتا ہوں میں — وہ تو شرماتے ہیں اُنکی آنکھ شرماتی نہیں

۸۸ جب سے دل آیا ہے بیدم شاہ وارث پر مرا
ایک لحظہ بھی طبیعت میری کل پاتی نہیں

سُنا ہے جس نے افسانا جنابِ شاہ وارث کا — بنا ہے دیکھیے دیوانا جناب شاہ وارث کا

نہ شوق باغ رضواں ہے نہ خوف نار دوزخ ہے — پیا ہے جب سے پیمانہ جناب شاہ وارث کا

وہی شمع ہدایت ہیں وہی نجم کرامت ہیں — نہ کیوں عالم ہو پروانہ جناب شاہ وارث کا

تمنا ہے مری دیوے کا بھر جانا میسر ہو — پیوں جی بھر کے پیمانہ جناب شاہ وارث کا

بتاؤں پوچھنے والوں کو کیا نام و نشاں بیدم
۸۹ مجھے کہتے ہیں مستانہ جناب شاہ وارث کا

سخت مشکل ہے حسینوں سے بچانا دل کا — دور ہی سے یہ اڑاتے ہیں نشانہ دل کا

جان ہر عاشق رنجور کی لینے کے لیے — کس سے سیکھا ہے مری جان کڑھانا دل کا

وہ ہی دشمن ہے جو پہلو میں چھپا بیٹھا ہے — میں اکیلا نہیں شاکی ہے زمانہ دل کا

بیٹھے بٹھلائے ابھی رونے لگو گے پیارے — مجھ سے للہ نہ کہلاؤ فسانہ دل کا

کر چکا ہوں ترے انداز و ادا پر صدقے — دل نہیں جسم میں باقی ہے ٹھکانہ دل کا

پڑ گیا جاں بھی بچانا انھیں مشکل واللہ — سہل سمجھے تھے جو وارث سے لگانا دل کا

کس پہ دل آگیا بیدم کہو کیسے بیتی
۹۰ تم تو کہتے تھے کہ کیا چیز ہے آنا دل کا

آپ کیوں دیں گے بھلا دل ہی ہے اجرت دل کی
مفت لے لو میں نہیں مانگتا قیمت دل کی
نہ چھپی گو وہ چھپاتے رہے نیت دل کی
چتونوں سے ہوئی اظہار محبت دل کی

پاس آؤ تو کروں عرض حکایت دل کی
کیا بتاؤں میں تمھیں دور سے حالت دل کی

عشق رخسار میں دن رات تمھکا کرتا ہے
خوف ہے دل کو جلائے نہ حرارت دل کی

اب بجز شربت دیدار پلائے واللہ
کبھی جائے گی طبیبو نہ حرارت دل کی

بکھرے بالوں کا تصور میں جو نقشہ کھینچا
شب کو الجھن سے پریشاں ہوئی حالت دل کی

کوچۂ زلف میں کی ہندوؤں نے راہزنی
لٹ گئی ہائے قدم رکھتے ہی دولت دل کی

جاں بھی رخصت ہوئی تن سے شب غم میں کہکر
مجھ سے دیکھی نہیں جاتی یہ مصیبت دل کی

اسی امید میں پاس گیا قاتل کے
کیا عجب رحم کرے دیکھ کے حالت دل کی

پاس آکر وہ کوئی دم مرے بیٹھے تو کہوں
دیکھ نقشہ یہ جگر کا ہے یہ حالت دل کی

قتل شمشیر ادا سے ہوئی بیدم وہ بھی
جان نے لی سر مقتل جو حمایت دل کی

جان لے لیگی دل لگی دل کی — خوں رلائے گی یہ ہنسی دل کی
ہم سے پوچھو کہ ہم پہ بیتی ہے — آپ کیا جانیں بے کلی دل کی
کب چلے دیکھئے نسیم بہار — کب کھلے دیکھئے کلی دل کی
ہم وہ درد آشنا ہیں دل دیکر — مول لیتے ہیں دل لگی دل کی
میرے فقرے میں آکے غیروں پر — وہ جو بگڑے تو بن پڑی دل کی
تو ہی حسرت نہ ہوگی جب دل میں — کون دیکھے گا بیکسی دل کی
یہ نہ ٹھہرا ہے اور نہ ٹھیرے گا — درد پنہاں نے جان لی دل کی
عہد تھا جن کے گھر پہ جانے کا — ہائے بیتابی لے چلی دل کی
کرکے پابند دام گیسو میں — تو نے ظالم خبر نہ لی دل کی
ان کی باتوں میں آگیا بیدم — تو نے مٹی خراب کی دل کی

جان پر بن گئی یہاں بیدم
ان کو سوجھی ہے دل لگی دل کی

۹۲

اب مئے وحدت پلا دیجے مجھے — آپ مستانہ بنا دیجے مجھے
تم نہیں ہو دیر و کعبے میں اگر — پھر کہاں جاؤں بتا دیجے مجھے
پھر وہی انداز دکھلا دیجئے — پھر وہی باتیں سنا دیجے مجھے
حضرت عیسیٰ سے تو میں جی چکا — آپ ہی آکر جلا دیجے مجھے
بھولا پھرتا ہوں میں راہ عشق میں — راستہ سیدھا بتا دیجے مجھے

Scanned with CamScanner

انتظارِ دید میں کب تک رہوں — جو دکھلانا ہے دکھا دیجیے مجھے

۹۳ گو کہ بیدم ہوں مگر آجائے دم
نکہت گیسو سونگھا دیجیے مجھے

وحشت جو بننے دیتی نہیں ہو بیاں مجھے — لیجائے دیکھوں گردشِ چرخ اب کہاں مجھے
پامال نقشِ پا سا کیا سب نے یاں مجھے — اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
اے نازنیں تو اپنا سمجھ پاسباں مجھے — جنت سے کم نہیں ہے ترا آستاں مجھے
جب دیکھتا ہوں میں کبھی لالے کو باغ میں — ہوتا ہے اپنے داغ جگر کا گماں مجھے
حال فراق سنکے کہا اس نے روز روز — کیا فائدہ سنانے سے یہ داستاں مجھے
دنیا ہی میں ذلیل ہوں عقبیٰ میں کیا ملے — کیا مل گیا یہاں جو ملیگا وہاں مجھے

۹۴ بولے شب وصال کہ بیدم جو تو مرا
یاد آئیں گی بہت سی تری خوبیاں مجھے

شیفتہ ہو گیا اے یار زمانا تیرا — جسکو دیکھا وہی گاتا ہے ترانا تیرا
لامکاں تک تجھے ڈھونڈا مگر اے پردہ نشیں — خانۂ دل ہی میں پاتا ہوں ٹھکانا تیرا
گل نے اُٹھا ہے تری دید کو چہرہ سے نقاب — قمریاں سرو پہ گاتی ہیں ترانا تیرا
اُجڑی بستی مری آباد ہوئی تیرے سبب — دل غمگیں میں جو میرے ہوا آنا تیرا

۹۵ کس طرح دم تھا بیدم نہ بھرے اے ساقی
آجتک یاد ہے وہ جام پلانا تیرا

Scanned with CamScanner

ہمسر تمہارے حسن کا کوئی حسیں نہیں
لاکھوں میں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں نہیں نہیں

شکوہ کسے جفا کا تری نازنیں نہیں
وہ کون ہے جہاں میں جو اندوہگیں نہیں

لے بت میں تیرے در پہ نہ رکھوں تو کیا کروں
جب قابل سجود خدا یہ جبیں نہیں

کس واسطے ہو سنگ تغافل سے توڑتے
دل ہو ہمارا یہ کوئی حصن حصین نہیں

بیدمؔ تمھاری سن کے غزل اہل بزم کے
دل میں تو ہے زباں پہ اگر آفریں نہیں

۹۶

کیا کوئی جانے تجھے یار جو ہم جانتے ہیں
اک چھلاوہ تجھے خالق کی قسم جانتے ہیں

اپنی رسوائی کو ہم جاہ و حشم جانتے ہیں
دل پرداغ کو گلزار ارم جانتے ہیں

فکر مضموں میں بنایا ہے پریشاں مجھکو
زلف پیچاں تیرے اس پیچ کو ہم جانتے ہیں

تو یہاں ہو نہ وہاں یار ٹھکانا تیرا
سب تیرے گھر یہاں دیر و حرم جانتے ہیں

پڑھنے عیسیٰ کے جو اعجاز لکھا کرتا ہوں
لوگ اکثر مجھے اعجاز رقم جانتے ہیں

میری تحریر کو کیا طفل دبستاں سمجھیں
جو سخنور ہیں وہی طرز رقم جانتے ہیں

حاجت عرض نہیں ہوش میں آجا بیدمؔ
حال پر غم ترا سب شاہ امم جانتے ہیں

۵۷

محبت میں بیخود بنا کر تو دیکھو
مجھے جام وحدت پلا کر تو دیکھو

رہوں کب تلک شوق وصلت میں بیخود
شراب محبت پلا کر تو دیکھو

نہ طے ہوگی بے خضر راہ حقیقت
رہ عشق میں رہنما کر تو دیکھو

بہت تشنہ دیدار مضطر ہیں وارث　　ذرا رخ سے برقع اُٹھا کر تو دیکھو

جسے رنگ توحید آنکھوں میں بیدم
۹۸
تعین کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو

مقر ہوں جرم کا اپنے گناہگار ہوں میں　　نگاہ لطف کا وارث امیدوار ہوں میں

نہ مست ہوں نہ کیف بادہ خوار ہوں میں　　یہ بیخودی ہے کہ محو جمال یار ہوں میں

تو اپنے پیار کے صدقے میں بخشدے مجھکو　　گناہگار ہوں یارب گناہگار ہوں میں

صنم کے ناز کو بھی ناز ہے خدا کی شان　　کہ انکے حسن کے گلزار کی بہار ہوں میں

نہ چھوڑی جسم میں اک بوند خون کی غم نے　　کمال خنجر قاتل سے شرمسار ہوں میں

جو تجھ سے پوچھیں مرا حال کچھ شہ وارث　　صبا یہ کہنا کہ کہتا تھا بیقرار ہوں میں

لحد میں دیتی ہے مجھکو تسلیاں حسرت　　کہ تو اکیلا نہیں ہے سر مزار ہوں میں

ہے دل کی تاک میں ان کی نگاہ دزدیدہ　　وہ لے ہی جائے گی گو لاکھ ہوشیار ہوں میں

ڈراؤ حضرت واعظ نہ مجھکو دوزخ سے　　بڑا کریم ہے جسکا گناہگار ہوں میں

صدا یہ پیری سے آتی ہے دل سے اے بیدم
۹۹
خزاں رسیدہ ہوں اجڑا ہوا دیار ہوں میں

صدمۂ ہجر میں کیا خوب مزا پاتا ہوں　　دیکھ نقش کف پا انکا مٹا جاتا ہوں

محو صورت کو تری دیکھ ہوا جاتا ہوں　　لے خبر اب تو مسیحا کہ موا جاتا ہوں

ہے تعشق کی ترقی جو کیا غور تو روز　　دل میں اک داغ محبت کا نیا پاتا ہوں

محویت یاد میں اس درجہ ہوئی ہے حاصل — خود بخود یار کی تصویر بنا جاتا ہوں
اے خیال رخ دلدار کہاں جاتا ہے — دیکھ کمبخت اکیلا میں رہا جاتا ہوں
اب مجھے شربت دیدار پلادے ساقی — طپش آتش فرقت سے جلا جاتا ہوں
ہند سے گو مجھے تقدیر نے جانے نہ دیا — میں تصور میں مدینے کی ہوا کھاتا ہوں
بادشاہی میں کہاں لطف میسر ایسا — جو گدائی میں تری یار مزا پاتا ہوں
یاد میں آئینہ رو کی بنا ہوں حیراں — بیٹھے بیٹھے ہی تصور میں کھنچا جاتا ہوں
سمت دریا یہ قدم اسلئے اٹھتے ہیں شتاب — تا کہ معلوم ہو ارمان بھرا جاتا ہوں
چشمۂ فیض سے ہے تو مجھے امید مگر — کب تلک دیکھئے سیراب کیا جاتا ہوں
دل میں تو دیر میں تو کعبہ و کہسار میں تو — ہر جگہ نور کی تیرے ہی ضیا پاتا ہوں

کام دوزخ سے نہ جنت سے غرض ہے بیدم
١٠٠ جس طرف یار چلا جاتا ہے چلا جاتا ہوں

جستجو جب سے دلربا کی ہے — خواہش اے نامہ بر صبا کی ہے
آج مقتل میں ہے جو شورۂ قتل — سر پہ رحمت مرے قضا کی ہے
وہ پریشاں جو دیکھی ہے تصویر — تیرے گیسو کے مبتلا کی ہے
نہیں اکسیر کا دلا طالب — جستجو ان کی خاک پا کی ہے
مدحت زلف مشک عنبر سے — میں نے لکھی بڑی خطا کی ہے
رہے سرسبز حسن عقدہ کشا — اتنو دل کھول کر دعا کی ہے

Scanned with CamScanner

آ بیٹھے اکدم تم آ کے پہلو میں — درد دل کی مرے دوا کی ہے

نازو انداز پر نہیں موقوف — ہر ادا آپ کی بلا کی ہے

نہ دکھائے عجیب ہجر کے دن — شب وصلت یہی دعا کی ہے

ناوک سینہ بن کے پار ہوئی — نگہِ یار کیا بلا کی ہے

چڑھ کے برسائے گی فلک پہ نار — آہ یہ غم کے مبتلا کی ہے

خیر اپنی نہ تو سمجھ صیاد — گل و بلبل نے بددعا کی ہے

دل میں اس کشتۂ نزاکت کے — کب نہیں آرزو قضا کی ہے

شاہ ملک سخن ہوئے پانی — آبرو وہ ترے گدا کی ہے

دیکھنا ہے تو دیکھ لے بیدم

۱۰۱ دل میں تصویر دلربا کی ہے

یا رب یہ مرا غنچۂ امید کھلا دے — خوشبو مجھے اس زلف معنبر کی سنگھا دے

اے ساقی کوثر مجھے اک جام پلا دے — اپنی نگہ مست کا مستانہ بنا دے

اے میرے مسیحا مجھے قم کہکے جلا دے — ہاں مجھ کو بھی اعجاز مسیحائی دکھا دے

دنیا کے غم و رنج والم سے مرے وارث — حسنین کے صدقے میں مجھے آج چھڑا دے

اک بار وہی جلوہ جانانہ دکھا کر — بس خنجر ابرو سے مرا خون بہا دے

نقاش دو عالم ترے قربان میں جاؤں — اب نقشہ توحید مرے دل میں جما دے

۱۰۲ وہ شور ہو سینہ میں جو قیامت کا مزا دے — وہ آہ ہو جو عرش معلی کو ہلا دے

Scanned with CamScanner

مجھے اپنی صورت کا سودا ہوا ہے　　مجھی کو مرا عشق پیدا ہوا ہے
نہ اٹھنا کہیں پاس سے لے، مسیحا　　ابھی درد پہلو میں ٹھیرا ہوا ہے
بھلا ہو محبت کا کوچے میں جس کے　　میں بدنام اور کوئی رسوا ہوا ہے
نہ گھبرایئے حضرت دل خدارا　　ابھی ابتدا ہے ابھی کیا ہوا ہے

وہ کہتے ہیں بیدم کو ہم چاہتے ہیں
یہ فقرہ بھی کیا ان کا چلتا ہوا ہے

تیری بانکی ادا پہ مائل ہوں　　تیری ترچھی نظر کا گھائل ہوں
بے جگر بے کلیجہ بے دل ہوں　　دیکھئے کیا ہو نیم بسمل ہوں
امتحاں کیوں ہے بار بار مرا　　تیر مژگاں کا میں تو قائل ہوں
عشق در در پھرا کے کہتا ہے　　چھوڑ مجھ کو کہ سخت منزل ہوں
قبریں دیکھ کر مجھے بولی　　جلد طے کر کہ پہلی منزل ہوں
آئی آواز قبر سے کہ نہ ڈر　　سب کو پیش آؤں گی وہ منزل ہوں
تیری محفل میں لے پری پیکر　　گو جدا ہوں پہ دل سے شامل ہوں
کسی معشوق کی شرارت ہوں　　کسی عاشق کا مضطرب دل ہوں

کس کی آنکھوں کا نور ہوں بیدم
۱۰۴ کس کی چشم سیاہ کا تل ہوں

پلایا ایک پیمانہ جناب شاہ وارث کا • بنایا مجھ کو مستانہ جناب شاہ وارث کا

پکڑ کر دامن عالی کہوں گا اہل محشر سے — کیا لطف کریمانہ جناب شاہ وارث نے

بسایا آپ نے آ کر مرے اجڑے ہوئے دل کو — کیا آباد ویرانہ جناب شاہ وارث نے

کرم مجھ پر کیا آ کر بنایا محو دکھلا کر — وہی انداز جانانہ جناب شاہ وارث نے

کہا اے آؤ محفل میں کہ بیدم ہم پہ شیدا ہے

۱۰۵ سنا جب میرا افسانہ جناب شاہ وارث نے

کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا کیا مزہ دیا — بندہ بنا دیا کبھی مولا بنا دیا

قربان اپنے ساقی کی دریا دلی کے ہیں — بیہوش کر کے جلوۂ جاناں دکھا دیا

اکرام عشق ہم پہ نہ ہو دیں تو کیسے ہوں — بٹھلایا تخت پر کبھی در در پھرا دیا

پوچھا کہ آپ رہتے ہیں کس سرزمین پر — دونوں جہاں سے بھی کچھ آگے پتا دیا

نیرنگیاں میں یار کی کیا کیا بیاں کروں

۱۰۶ بیدل کیا کبھی کبھی بیدم بنا دیا

نیا ہے جب سے دیوانہ دل بیمار وارث کا — ہمہ تن بن گیا ہوں طالب دیدار وارث کا

خدا و مصطفےٰ سے ہر گھڑی انکو توصل ہے — نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا کوئی اسرار وارث کا

ادب سے سر جھکائیں چل کے اس کا زائر یا — سنا ہے عید بدعت کے کھلا دربار وارث کا

تجھے لازم ہے اے بیدم کہ چل بازار وارث میں — دل و جاں بیچکر فوراً ہی لے آزار وارث کا

کھلی ہیں دونوں آنکھیں دیکھیے کس حسرت سے مرقد میں

۱۰۷ اسے کہتے ہیں بیدم طالب دیدار وارث کا

واہ کیا تیرِ نگاہِ یار ہے   آنکھ ملتے ہی جگر کے پار ہے
شاہ وارث کا عجب دربار ہے   کیوں نہ ہو شاہوں کی یہ سرکار ہے
کون سنتا ہے کوئی رویا کرے   آہ و زاری تو یہاں بیکار ہے
حال کچھ گنجِ شہیداں کا نہ پوچھ   جسکو دیکھا طالبِ دیدار ہے
فتنے برپا چال میں ہونے لگے   کیا قیامت آپکی رفتار ہے
آپ میں آیا جو دیکھا آپ کو   آپکا دیوانہ کیا ہشیار ہے
دیکھا پایا ہے جو بلبل نے وہ رخ   گل کی صورت سے ہوئی بیزار ہے
لیجئے یا شاہ بیدم کی خبر
آپکا ہے گو وہ بدکردار ہے ١٠٨

تیرِ مژگان نے دل عشاق کو تاکا دیکھا   بیٹھے بیٹھے ہوا سامان قضا کا دیکھا
قتل کرنے کو کیا تیغ ادا سے لیکن   رحم آیا انھیں جب مجکو تڑپتا دیکھا
جان آئی تنِ بیجان میں دوبارہ اپنی   جب تجھے آتے ہوئے رشکِ مسیحا دیکھا
خواہشِ وصل سے بھی ہاتھ اٹھا بیٹھے ہم   رنگ بدلا ہوا جب اپنی دعا کا دیکھا
سانپ کے کاٹے ہوئے بچ گئے لاکھوں بیدم
پر نہ مارا ہوا اس زلف کا بچتا دیکھا ١٠٩

کس کام کی وہ آہ کہ جسمیں اثر نہ ہو   مرجائیں ہم یہاں انھیں مطلق خبر نہ ہو
تو وہ بنا ہوں اسلئے تیرِ بلا کا میں   در پردہ یار کا کہیں تیرِ نظر نہ ہو

عاشق کی آہ وہ ہے جو دل کھولکر کرے ممکن نہیں کہ عرش کبھی زیروزبر نہ ہو
اے جذب دل اگر نہ مدد تو مری کرے کوچے میں عشق کے مرا دم بھر گذر نہ ہو

بیدم خیال گیسوئے پیچاں کا چھوڑ دو
۱۱۰ کیا مدعا ہے چین سے دم بھر بسر نہ ہو

دل ناداں کو یہ آزار ہوا خوب ہوا چشم بیمار کا بیمار ہوا خوب ہوا
دیکھے دل سلسلۂ زلف خریدا ہم نے آج سودا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوبیٔ بخت ہوا دیدِ لبِ جوبیاں آکر میں ایسے میخانہ کا میخوار ہوا خوب ہوا
جسکو میں ڈھونڈھتا تھا وہیں ہی ہو بیدم آج معلوم یہ اسرار ہوا خوب ہوا

رات دن ورد زباں ہے یہی مصرع بیدم
۱۱۱ عشق وارث کا جو بیمار ہوا خوب ہوا

بیتاب کر دیا مجھے حسن و جمال نے حیراں بنا دیا مجھے تیرے خیال نے
مجنوں بنا دیا مجھے لیلیٰ خصال نے فرہاد کر دیا تری شیریں مقال نے
ملتا نہیں ہے گوہر غریباں کا کچھ پتا پامال کر دیا تری مستانہ چال نے
جب بے نقاب وہ سر محفل ہوا کبھی خجلت سے منہ چھپا لیا ماہ کمال نے

بیدم جو آب و تاب ہے دندان یار میں
۱۱۲ پائی یہ آبرو کہاں یاقوت و لعل نے

شاہ وارث نے اگر شکل دکھائی ہوتی مجھ اسیر غم فرقت کی رہائی ہوتی

Scanned with CamScanner

سونگھ کر جسکو ملک صل علیٰ کہتے ہیں / ہم کو اس زلف کی خوشبو بھی سنگھائی ہوتی

زندگی ہو گئی بے لطف ترے جانے سے / اس سے بہتر تھا مجھے موت ہی آئی ہوتی

شاہ وارث نہ اگر راہ بتاتے مجھ کو / کس طرح منزل الفت میں رسائی ہوتی

ہم بھی مدت سے ہیں بیدم ترے اے رشک مسیح
۱۱۳ قم باذنی کبھی ہم کو بھی سنائی ہوتی

وہ سر رکھتا ہوں میں جو نذر شمشیر قاتل ہے / وہ دل پہلو میں رکھتا ہوں جو اک لیلیٰ کا محمل ہے

کسی کی یاد سے آباد رہتا ہو وہی دل ہے / وہ گل جس میں نہ بوئے عشق ہو میرے لئے گل ہے

رہے پہلو میں تو تڑپے نہ تڑپے تو کہو گل ہے / ہر اک صورت سے جینا اس بیچارے دل کی مشکل ہے

چلے آؤ مری آنکھوں میں ہو کر خانۂ دل میں / یہ اک چھوٹا سا گھر بھی آپکے رہنے کے قابل ہے

ٹھہر جا کیوں کئے لیتا ہے اپنا نیام میں خنجر / ترا جانباز اے قاتل ابھی تو نیم بسمل ہے

نہ تھک جانا کہیں اللہ پائے شوق چلنے سے / ابھی کیا ہے ابھی تو منزلوں دور منزل ہے

اگر محشر میں میرے سامنے وہ لالہ رو آئے / ہزاروں میں کہوں سب سے پکارا تھا یہی قاتل ہے

ترا محتاج ہوں میں مانگتا ہوں تجھ سے تجکو ہی / کوئی جنت کا طالب ہے کوئی حوروں کا سائل ہے

سمجھتا ہے کہ جاتے ہی خبر لیجائیگی میری / وہاں کیوں آئیگا زاہد جہاں رندوں کی محفل ہے

کسی پہلو تجھے بھی شیخ چین آتا نہیں دم بھر / خرابات میں چھپا پیری کسی قبلہ کا دل ہے

چلیں تو کیا چلیں راہ محبت میں کہ ڈرتے ہیں / جو آساں ہے ہمارے واسطے وہ سخت مشکل ہے

مضامین تصوف خوب لکھتے ہو جزاک اللہ / تمہارا منہ بھی بیدم چوم ہی لینے کے قابل ہے

Scanned with CamScanner

فقیری میں نہ کیوں بیدم ہو شاہانہ مزاج اپنا
۱۱۴ یہی کیا مال کم ہے دولت الفت جو حاصل ہے

کہیں لن ترانی سنانا کسی کا — کہیں آپ جلوہ دکھانا کسی کا
میں سمجھا یہ تیوری چڑھانا کسی کا — ہے تند نظر خوں بہانا کسی کا
رُلا کر مجھے خود ہنسانا کسی کا — وہ یاد آرہا ہے بہانا کسی کا
تپ ہجر میں ہڈیاں پھک رہی ہیں — مزا دے رہا ہے جلانا کسی کا
قیامت میں اک اور قیامت کریگا — وہ بن ٹھن کے محشر میں آنا کسی کا
مقید ہیں مدت سے ارمان لاکھوں — دلِ زار ہے قید خانہ کسی کا
کہا حال فرقت تو جھنجلا کے بولے — سنیں ہم کہاں تک فسانا کسی کا
وہ مانیں نہ مانیں مگر ہم کہیں گے — کہ اچھا نہیں دل دکھانا کسی کا

کہاں تک بچائے گا بیدم دل اپنا
۱۱۵ کہ ٹھیرا ہے یہ تو نشانا کسی کا

کچھ اثر اب تک نہیں ہے آہ بے تاثیر کا — اس نے بھی اندازا اڑایا ہے ہوائی تیر کا
یاد جب دل میں کیا آنکھوں میں صورت پھر گئی — کھنچ گیا نقشہ تصور میں تری تصویر کا
آتش ہجراں نے خاکستر جلا کر کر دیا — ہاتھ آیا شکر ہے یہ نسخہ مجھے اکسیر کا
قیدیٔ زلف مسلسل ہوں اسیر عشق ہوں — عرش تک جائے نہ کیوں نالہ مری زنجیر کا
خواب میں اس شاہ کا روئے منور دیکھ کر — مجھ کو دھوکا ہو گیا والشمس کی تفسیر کا

Scanned with CamScanner

بے حقیقت جانتا ہوں دولت دنیا کو میں
خاک پا ملجائے میں طالب نہیں اکسیر کا

تم سے اے بیدم بنائے اس نے کافر سینکڑوں
کچھ نہ پوچھو حال مجھ سے اس بت بے پیر کا

پھر مجھے یاد تری زلف دوتا آتی ہے
پھر نئے سر سے مرے سر پہ بلا آتی ہے

عنبریں زلف کی بو جا کے اڑا لاتی ہے
جب تو اتراتی ہوئی باد صبا آتی ہے

روز میثاق جو فرمایا تھا ساقی نے الست
وہی اب تک مرے کانوں میں صدا آتی ہے

پوچھنا کیا ہے جو ہوتا ہے الم سے مرا حال
یاد جس وقت تری ماہ لقا آتی ہے

دے کے دل ہائے کس آفت میں پڑا ہی بیدم
نہ وہ آتے ہیں الٰہی نہ قضا آتی ہے ۱۷

رہ عشق ہے دل مبتلا تجھے اس میں فتح و ظفر نہیں
یہاں کب چلے گی سپہ گری یہ نظر ہے تیغ و تبر نہیں

میں وہ بے خبر ہوں اے مدعا مجھے آپ اپنی خبر نہیں
تجھے بے حجاب میں دیکھ لوں مری جان وہ میری نظر نہیں

نہیں خوف محشر جانگزا کہ میں بندہ تیرا ہی ہو چکا
مرے سر پہ سایہ فگن ہے تو مجھے خوف نار سقر نہیں

ترے میکدے میں تو ساقیا مجھے بدلے مے کے اذیتیں
جو اٹھائی ہوں گی ہزار ہا مجھے انکا خوف و خطر نہیں

Scanned with CamScanner

یہی راہ تکتے ہیں دوستو وہ بلائیں کب ہمیں دیکھئے
کریں اُنس دنیا سے کیوں بھلا کیا ہمارا عزم سفر نہیں

بسا جب سے دل میں تو دلربا تو سمجھ لیا تھا کہ دل چلا
ترا سودا جب سے ہوا مجھے تو سمجھ چکا ہوں کہ سر نہیں

نہیں خوف بیدم خستہ تن ترے حامی ہیں شہ پنجتن
۱۱۸ رہا صاف دل تو ضرور ہے کسی طرح تجھکو خطر نہیں

صوفی بنا دیا کبھی میخوار کر دیا — بیہوش کر دیا کبھی ہشیار کر دیا
تا حشر نیم جان وہ رہیگا یقین ہے — جسپر نگاہ ناز کا اک وار کر دیا
جسطرح چاہیں آپ رکھیں اختیار ہے — ہمنے تو اپنا آپ کو مختار کر دیا
وعدے پہ وصل کے یہ دکھاتے ہو شعبدے — اقرار کر دیا کبھی انکار کر دیا

صد شکر ہے کہ آپ نے بیدم بنا لیا
۱۱۹ غفلت میں سو رہا تھا میں بیدار کر دیا

کب چھپے گا رُخ روشن تہ داماں ہو کر — چاند بدلی میں رہا ہے کہیں پنہاں ہو کر
بجلیاں مجھ پہ گراتے ہیں وہ خنداں ہو کر — ندیاں میں بھی بہا دیتا ہوں گریاں ہو کر
اے مسیحائے زماں سینکڑوں بیمار الم — در پہ رہتے ہیں ترے طالب درماں ہو کر
بعد مردن جو ترا کاکل پیچاں کا خیال — تو نکل جاؤں گا مرقد سے پریشاں ہو کر
زور پر کوئی زمیں پر کوئی زر پر لیکن — میں تو رہتا ہوں ترے رحم پہ نازاں ہو کر

Scanned with CamScanner

عرض حاجت سے بچا لے مرے مولا مجھکو — کس کا مداح نہوں تیرا ثنا خواں ہوکر

کل جو تھے معتکف دیر و برہمن بیدم
۱۲۰ آج جاتے ہیں وہ کعبہ کو مسلماں ہوکر

سنور سنور کے اداؤں کے وار کرتے ہیں — وہ اک نگاہ میں بیدم ہزار کرتے ہیں
تمہارے حسن و نزاکت پہ لے شہ وارث — کچھ اور پاس نہیں جاں نثار کرتے ہیں
شب فراق میں لے لیکے چٹکیاں دل میں — تمہارے خیال ہمیں بیقرار کرتے ہیں
جہاں کے شاہوں سے رتبہ انہیں کا افضل ہے — سگانِ در میں جنہیں وہ شمار کرتے ہیں

چٹک کے غنچے یہ کہتے ہیں کیا ہوا بیدم
۱۲۱ جب اپنے نالۂ سوزاں پکار کرتے ہیں

وہ سنگدل سے موم بنے یا خدا کہیں — کر لے رسائی اپنی جو آہ رسا کہیں
کہدوں نگاہیں جو مجھکو ملا فتنہ زا کہیں — تیری ادا نہ میرے لئے ہو قضا کہیں
کالا ڈسے تو زور سے منتر کے جی بچے — بچتا نہیں ہے زلف سیہ کا ڈسا کہیں
اے بادشاہ حسن ادا کیجئے زکوٰۃ — ممکن نہیں کہ جائے تمہارا گدا کہیں
موزونیت دکھانے کا موقع ملا ہے آج — پہلو تہی نہ کیجیو طبع رسا کہیں
طائر ہزار دن جال میں پھنس پھنس کے اڑ گئے — نکلا ہے دام زلف سے کوئی دل پھنسا کہیں
انکے خرام ناز کے کشتوں سے پوچھئے — دیتی ہے خاک پا کا اثر کیمیا کہیں
۱۲۲ بیدم تم آہ کرتے ہو پر اتنا سوچ لو — جل جائیں ایکدم میں نہ ارض و سما کہیں

مرضِ ہجر میں گر بہرِ عیادت آئی — موت بھی لے کے مسیحا سے اجازت آئی
پھر وہی روز کی اے دل شبِ فرقت آئی — کیا بلا خیز مری جان پہ آفت آئی
پسِ دیوارِ صنم جب مری میّت آئی — غل ہوا کوچۂ قاتل میں قیامت آئی
ہر قدم پر مرے وارث کے یہ غل ہوتا ہے — یہ ہوا حشر بپا لو وہ قیامت آئی
راہِ الفت میں مرا ساتھ کسی نے نہ دیا — میری ہمراہی سے وحشت کو بھی وحشت آئی
گھر یہ مہمانوں سے خالی نہیں رہتا اکدم — اک تمنا گئی دل سے تو اک حسرت آئی
شکر ہے لاش کو سایہ میں اٹھا کر رکھا — قتل کے بعد تو قاتل کو محبت آئی
نبض دیکھی جو تپِ ہجر میں آ کر میری — تو طبیبوں کو کئی روز حرارت آئی
شکلِ دلدار مرے پیشِ نظر ہے ہر دم — رنج و غم کس کا کہاں کی شبِ فرقت آئی
پائی دنیا کے بکھیڑوں سے فراغت اے دل — موت کیا آئی کہ اک جان کو راحت آئی

تم تو بیدم ہوئے اس شوخ کے غم میں بیدم
ہم کہاں جائیں گے کہتی ہوئی حسرت آئی

۱۲۳

کیا کرے لے کے کسی زلف کا سودا کوئی — موردِ رنج و بلا ہو کے کرے کیا کوئی
بارہا وصل میں کرتا تھا تقاضا کوئی — ہے شبِ وصل نہ رہ جائے تمنا کوئی
بت خدائی کریں اس کعبۂ دل میں افسوس — گھر ہے اللہ کا کرتا ہے اجارا کوئی
دیکھ قاتل میں ترا ارمان چلا دنیا سے — ہائے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مجمعِ غم سے ہوں دل تنگ یہ ڈر ہے مجھ کو — حسرتوں میں نہ مرے دب کے تمنا کوئی

Scanned with CamScanner

تشنہ لب دیکھ کے اک بوند نہ ڈالی منہ میں　　دیدۂ تر کا کرے خاک بھروسا کوئی

جان دیتے ہو عبث اُسکے دہن پر بیدم
۱۲۴ حل کبھی کر نہ سکے گا یہ معما کوئی

مرجاؤں گا میں سر اسی چوکھٹ پہ پھوڑ کر　　جاؤں گا اب کہاں میں ترے در کو چھوڑ کر
جاتے ہیں ساتھ غیر کے وہ مجھ کو چھوڑ کر　　کیا فائدہ اٹھائیں گے دل میرا توڑ کر
ہم صاف باطنوں کو کدورت نہیں پسند　　ساقی شراب دے ہمیں تلچھٹ نچوڑ کر
اک وار اور کر جو یہ قصہ تمام ہو　　قاتل نہ جاسکتا ہوا ہم کو چھوڑ کر
میں اور قبر میں مرے اعمال رہ گئے　　جب چل دیئے عزیز مرا ساتھ چھوڑ کر
ابر و بہار ساغر و مینا فضول ہیں　　ساقی نہیں تو پھینکدو پیمانہ توڑ کر

ہے وقت نزع اب کوئی دم بھر کی بات ہے
۱۲۵ جاتے کہاں ہو بیدمِ خستہ کو چھوڑ کر

ہو گئے شیدا مرے وارث خدائی آپکی　　خوب ہے اللہ نے صورت بنائی آپ کی
اے صبا سرکار تک پہونچے تو اتنا پوچھنا　　جان ہی لیکر ٹلے گی کیا جدائی آپکی
خضر بھی تو میں تمہارے راہ پر لائے تھے　　کوئی میرے دل سے پوچھے رہنمائی آپکی
آپ نے تو کرکے شیدا منہ چھپایا تھا مگر　　خوبیٔ دل نے مجھے صورت دکھائی آپکی

ماردیں ٹھوکر اگر تخت شہنشاہی ملے
۱۲۶ حشر تک بیدم کریں گے اب گدائی آپکی

مرے دل میں تشریف لا کملی والے — یہ اجڑا ہوا گھر بسا کملی والے

ذرا رُخ سے کملی اٹھا کملی والے — مجھے چاند سا منہ دکھا کملی والے

بجز تیرے در کے بتا کملی والے — کہاں جائے تیرا گدا کملی والے

تو ہی چارہ گر اور تو ہی درد دل ہے — تو ہی درد دل کی دوا کملی والے

تمہے ہاتھ ہے آبرو اب تو وارث — تو جس طرح چاہے نبھا کملی والے

شب غم میں کرتا ہے فریاد و زاری — تڑپ کر دل مبتلا کملی والے

جو انداز دکھلا کے بیدم کیا ہے
۱۲۷ دکھا پھر وہ ناز و ادا کملی والے

خالی نہیں رہتا دل دیوانہ ہمارا — ارمانوں سے آباد ہے کاشانہ ہمارا

لبریز ہے مرشد عالی کے کرم سے — تا حشر مئے عشق سے پیمانہ ہمارا

منصور کبھی قیس کبھی صورت فرہاد — مشہور زمانہ ہوا افسانہ ہمارا

ہم آپ پہ مرتے ہیں مگر آپ ہیں بدظن — کس طرح نبھے آپ سے یارانہ ہمارا

پہچان کے بیدم کو وہ محشر میں پکارے
۱۲۸ چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا

جو تم ڈھونڈتے تو کہاں میں نہ تھا — یہاں میں نہ تھا یا وہاں میں نہ تھا

زمیں میں نہ تھا آسماں میں نہ تھا — مکاں میں نہ تھا لامکاں میں نہ تھا

وہ دیکھا جو دیکھا نہ تھا خواب میں — سنا وہ جو وہم و گماں میں نہ تھا

Scanned with CamScanner

گرایا عبث تم نے نظروں سے یار　　یہاں آپ دم ناتواں میں نہ تھا

اسے دل میں بیدم نے پایا مقیم
۱۲۹
نشاں جسکا دونوں جہاں میں نہ تھا

ٹے ہم راہ وارث میں محبت ہو تو ایسی ہو　　نہ فکرِ تن نہ خوفِ جاں جو چاہت ہو تو ایسی ہو
ظاہر دور ہوں باطن میں لیکن پاس ہوں انکے　　جو دوری ہو تو ایسی ہو جو وصلت ہو تو ایسی ہو
کھاکر مصحفِ رخسار شیدا کر لیا اپنا　　مسلماں ہو گئے کافر ہدایت ہو تو ایسی ہو
شراب جذب وارث نے پلایا بھر کے اک ساغر　　ہمارے حال پر حق کی عنایت ہو تو ایسی ہو

کسی کروٹ کسی پہلو نہ آئے چین بیدم کو
۱۳۰
تمنّا تیری لے درد محبت ہو تو ایسی ہو

بس تڑپتا ہوں واں خبر ہی نہیں　　کیا مری آہ میں اثر ہی نہیں
نہ گجر کی صدا نہ بانگِ جرس　　کیا شبِ ہجر کی سحر ہی نہیں
کیوں حرم میں ہوں جبہ سا جاکر　　یار کیا تیرا سنگِ در ہی نہیں
جس طرف دیکھئے تو ہی تو ہے　　اور آتا کوئی نظر ہی نہیں
غیر کے گھر گئے عیادت کو　　اپنے بیمار کی خبر ہی نہیں
کون دل میں بسے بجز تیرے　　دوسرے کا یہاں گزر ہی نہیں

کس طرح آئے وہ نظر بیدم
۱۳۱
یار حق بیں تری نظر ہی نہیں

دلا موقوف اب شغلِ بُکا کر — بتوں کو چھوڑ اب یادِ خدا کر
نظر میں چھپ گئے دل میں سما کر — ہوئے چمپت وہ دیوانہ بنا کر
نہ مجھ پر اے بتِ ترسا جفا کر — خدا کے واسطے خوفِ خدا کر
جو تھے روپوش خلوت گاہِ دل میں — ہوئے بے پردہ وہ آنکھوں میں آ کر
تری فرقت نے مجبورِ رشکِ لیلیٰ — پھرایا مدتوں مجنوں بنا کر
کیا حیران اک عالم کو تم نے — رُخِ پُرنور سے بُرقع اُٹھا کر

جو آئے خانۂ دل میں وہ بیدم
رکھا آنکھوں کے پردے میں چھپا کر

۱۳۲

ذرا سی دیر کو للہ آ بیٹھو مرے دل میں — دکھاؤں لطف وہ دیکھا نہ ہو جو تم نے بسمل میں
کھڑا ہے سر بکف شوقِ شہادت میں جسے دیکھو — جدھر دیکھو ادھر محشر بپا ہے کوچۂ قاتل میں
نہیں ہے جو مقدر میں رسائی اُن کے کوچے تک — ابھی موت آ کے تھم جا مری دلیجے کی منزل میں
جمالِ وارثی سے کس طرح اے دل میں نسبت دوں — رُخِ خورشید پر زردی ہے دھبا ماہِ کامل میں

تری گیسو نے بیدم کو عجب اُلجھن میں ڈالا ہے
بہت مدت ہوئی پابند ہے طوق و سلاسل میں

۱۳۳

مجھے ساقیا جامِ وحدت پلا دے — خودی کو مٹا دے خدا سے ملا دے
ذرا کھول کر مصحفِ رُخ دکھا دے — یہ سب بھول جاؤں سبق وہ پڑھا دے
پھنسا ہوں میں گردابِ رنج و الم میں — مرے ناخدا پار مجھ کو لگا دے

Scanned with CamScanner

مسیحا سے طالب نہیں میں شفا کا — مریضِ الم ہوں ترا تو دوا دے
نکلنے کو تیار ارماں ہیں دل سے — ہٹ اے مجمعِ غم انھیں راستا دے
بھٹکتا پھروں راہِ الفت میں کب تک — مِرے رہنما راہ سیدھی بتا دے
سنا دے صدا قم باذنی کی آ کر

۱۳۴ میں بیدم ہوں اے فخرِ عیسیٰ جلا دے

گو سراپردۂ وحدت میں نہاں رہتا ہے — اُسکو دیکھو تو حقیقت میں عیاں رہتا ہے
کس سے دریافت کریں جا کے کہاں رہتا ہے — عاشقِ یار تو بے نام و نشاں رہتا ہے
دیر میں اور نہ کعبے میں نہاں رہتا ہے — اُجڑے دل میں مرے جانِ جہاں رہتا ہے
درد کی طرح مرے دل میں نہاں رہتا ہے — کیا بتاؤں کہاں وہ آفتِ جاں رہتا ہے
جان و دل دیکے جو ملجائے تو کہنا کیا ہے — تیرے دیدار کا سودا تو گراں رہتا ہے
گلشنِ دہر کی مجھ سے نہ دو رنگی پوچھو — فصلِ گل اور کہیں دورِ خزاں رہتا ہے
وہ سمجھتا ہے جو کوئی دیدۂ حق بیں سے تجھے — وہم رہتا ہے نہ باقی نہ گماں رہتا ہے
قصۂ قیس میں فرہاد کے افسانے میں — ذکر تیرا ہی مرے وردِ زباں رہتا ہے
تیرے دیوانوں کا کچھ ڈھنگ نرالا دیکھا — کوئی خنداں کوئی مشغولِ فغاں رہتا ہے
ہے اثر یہ بھی تو پروانوں کی دلسوزی کا — شمع بجھتی ہے تو کچھ دیر دھواں رہتا ہے
پاس رہتا ہے مگر پھر نہیں آتا ہے نظر

۱۳۵ یہ تو بتلا مجھے بیدم کہ کہاں رہتا ہے

Scanned with CamScanner

سیم تن کی جب ذرا سی بھی نظر ہو جائیگی — خاک بھی چھونے سے اپنے سیم و زر ہو جائیگی
تھا یقیں روزِ ازل سے مجھکو اے ناوک فگن — پار سینہ سے تری ترچھی نظر ہو جائیگی
وادیٔ حرمان و حسرت میں جو میں بھولونگا راہ — میری وحشت خضر بن کر راہبر ہو جائیگی
یاد زلف و رخ میں جب ہوگی پریشانی فزوں — روتے روتے شام سے آخر سحر ہو جائیگی
کس لئے سرگرم ہیں یہ چارہ گر بے فائدہ — اب دوا بھی ہجر میں دردِ جگر ہو جائیگی
کاکلیں مشکیں کو رخ پر کھولکر ڈالیں گے وہ — دیکھنا پھر ایک جا شام و سحر ہو جائیگی
طول ہو ایدل شبِ وصلت ذرا آنے تو دے — یہ حکایت عمر بھر کی مختصر ہو جائیگی
ہنسکے فرمانے لگے آکر وہ وقت جاں کنی — وصل کی تدبیر بھی دم بھر ٹھہر ہو جائیگی
بام پر چڑھ کر نہ کرنا چار جانب کو نظر — دیکھئے دنیا ابھی زیر و زبر ہو جائیگی

خاک ہو جائیں گے بیدم جلکے سوزِ رشک سے
۱۳۶ وصل کی جسدم رقیبوں کو خبر ہو جائے گی

بتاؤں کس کس کو حال دل میں کہ مجھکو رنج و ملال کیا ہے
جو دیکھتا ہے وہ پوچھتا ہے کہ کہئے حضرت یہ حال کیا ہے
وہ مست و بیخود ہوں تیرا ساقی کہ ہوش اتنا نہیں ہے باقی
عذاب کیا ہے ثواب کیا ہے حرام کیا ہے حلال کیا ہے
یہ میں نے مانا کہ راہ عرفاں بہت ہی دشوار ہے مگر ہاں!
جو مہرباں آپ مہرباں ہوں تو سہل ہے پھر محال کیا ہے

قدم قدم پر نثار ہو کر ہزار ہا سر گرے زمیں پر
جہاں چلے آ گئی قیامت غضب ہے وارث کی چال کیا ہے

اگر ہوا دن تو آہ و زاری جو رات آئی تو بیقراری
کوئی مرے یا جئے مری جاں تمہیں کسی کا خیال کیا ہے

یہ ہم نے مانا کہ ہو کے بیخود کہا تھا منصور نے انا الحق
مگر صد افسوس یہ نہ سمجھا کوئی کہ اس کا مآل کیا ہے

۱۳۷ جو خون بیدم کا بہتے دیکھا تو اک عجب بھولے پن سے قاتل
سبھوں سے گھبرا کے پوچھتا ہے کہو تو یہ لال لال کیا ہے

دعا دے رہا ہے یہ مستانہ ساقی — سلامت رہے تیرا میخانہ ساقی
بنایا مرے دل کو میخانہ ساقی — کیا میری آنکھوں کو پیمانہ ساقی
پلائی عجب ہوشیاری سے تو نے — بہکتا نہیں تیرا مستانہ ساقی
تو مختار ہے رحم کیجو نہ کیجو — فدا سن تو لے میرا افسانہ ساقی

۱۳۸ جس انداز سے مجکو بیدم کیا ہے
دکھا پھر وہ اندازِ جانانہ ساقی

جدا تم سے رہنا گوارا نہیں ہے — مگر کیا کریں اس میں چارا نہیں ہے
بجز آپ کی ذات والا کے کوئی — مرا دو جہاں میں سہارا نہیں ہے
جسے لوگ کہتے ہیں بحرِ محبت — وہ دریا ہے جسکا کنارا نہیں ہے

Scanned with CamScanner

بنایا ہے گھر آپ نے جب سے دل میں　　کسی دوسرے کا گذارا نہیں ہے
یہ موسیٰ ہی کو لن ترانی سنانا　　یہاں کوئی محو نظارہ نہیں ہے
مجھے دیکھ کر کہہ رہے ہیں مسیحا　　یہ وہ روگ ہے جس کا چارہ نہیں ہے
وہ تم ہو کہ شیدا ہے عالم تمہارا　　وہ ہم ہیں کہ کوئی ہمارا نہیں ہے
کروں عرض کیا حال دل تم سے وارث　　بھلا تم پہ کیا آشکارا نہیں ہے

دل و جاں تصدق فدا دین و ایماں
۱۳۹
کوئی تم سے بیدم کو پیارا نہیں ہے

بعد مردن اُسے بھولے سے جو میں یاد آیا　　پوچھتا قبر مری وہ ستم ایجاد آیا
ہنس دیا جب کوئی کرتا ہوا فریاد آیا　　اچھے بے رحم پہ میرا دل ناشاد آیا
انگلیاں اٹھنے لگیں جب سے آتے دیکھا　　گردنیں جھک گئیں مقتل میں جو جلاد آیا
شیشۂ دل کو کیا سنگ تغافل سے چور　　رحم صد حیف نہ تجھکو ستم ایجاد آیا
ہاتھ اٹھائے ہوئے شمشاد دعا دیتا تھا　　جب نظر آپ کا سرو قد آزاد آیا
حور کو دیکھ کے منہ پھیر لیا جنت میں　　یاد مجھ کو جو ترا حسن خدا داد آیا

خواہش ملک سلیماں نہ رہی اے بیدم
۱۴۰
خانۂ دل میں جو میرے وہ پریزاد آیا

آبرو عشق بتاں میں نہ گنوائے کوئی　　جان دے دے بخدا دل نہ لگائے کوئی
جان جاں تجکو جب آپ میں پائے کوئی　　پھر تو ممکن ہی نہیں آپ میں آئے کوئی

Scanned with CamScanner

خواب میں ہی مجھے دیدار دکھائے کوئی
میری سوتی ہوئی قسمت کو جگائے کوئی

روز ٹکراتا ہوں سر باد صبا کہہ دینا
پس دیوار ذرا دیکھ تو جائے کوئی

وہ نہیں میں کہ جو غش کھا کے گروں مثل کلیم
روشنی مجھکو سر طور دکھائے کوئی

دو قدم چلنے پہ ہو جائیگا محشر برپا
ہائے سوتے ہوئے فتنے نہ جگائے کوئی

جستجوئے کمر یار میں ایسا گم ہوں
تا قیامت مجھے ڈھونڈے تو نہ پائے کوئی

نوجوانی مری ہو لکھی حرف غلط کی صورت
صفحۂ عالم ہستی سے مٹائے کوئی

ہے یقیں وہ بھی جگر تھام کے رہ جائیں گے
میری وحشت کی حکایت تو سنائے کوئی

فخر عیسیٰ وہ ہیں مشہور زمانے میں تو ہوں
141 جب میں جاؤں مرے بیدم کو جلائے کوئی

دین سے مٹا دیا مری دنیا خراب کی
مٹی خراب ہو دل خانہ خراب کی

زاہد تو اس سے پوچھ برائی شراب کی
جسکو تمیز بھی ہو عذاب و ثواب کی

سینہ پہ ہاتھ رکھ کے مرے دیکھ لیجئے
حالت نہ پوچھئے دل پُر اضطراب کی

رہتی تھی پہلے چھیڑ حسینوں سے رات دن
اب خواب ہو گئی وہ کہانی شباب کی

سرمے کی طرح آنکھوں میں بیدم لگاؤں میں
142 آئے جو ہاتھ خاک در بو تراب کی

پلوا دو مئے ہوش ربا یا شہ وارث
آئے نہ نظر تیرے سوا یا شہ وارث

کھلتا نہیں کچھ بھید ترا یا شہ وارث
ہے ذات تری سر خدا یا شہ وارث

شاہوں سے کہیں شوکت و نخوت میں سوا ہے — ادنیٰ سے ترے در کا گدا یا شہ وارث

کیا کیا میں تجھے کہہ کے پکاروں مرے مولا — حاجی کہوں یا سیدنا یا شہ وارث

بیدم تو ہے بیدام و درم آپ کا بندہ

۱۴۳ جو چاہے کرو جور و جفا یا شہ وارث

آج گلفام ہمارا جو چمن سے نکلا — شور فریاد کا بلبل کے دہن سے نکلا

ہم جلیسان وطن دل نہ دکھاؤ میرا — پھر نہ آؤں گا میں جب روز وطن سے نکلا

دیکھ کر غرق ہوا بحر خجالت میں گلاب — جب پسینہ مرے گل رو کے بدن سے نکلا

جا کے گلزار میں اس گل پہ تصدق ہونگے — نذر مانی ہے جو صیاد چمن سے نکلا

کفر کا نام و نشاں اب نہ خدائی میں رہا — اللہ اللہ جو اس بت کے دہن سے نکلا

اے تنو خیر نہیں خوب سمجھ لو واللہ

۱۴۴ شعلۂ آہ جو بیدم کے دہن سے نکلا

دم بھر رہا ہے عالم اس شوخ فتنہ زا کا — کس سے کروں میں شکوہ اس بانی جفا کا

ساقی بتا طریقہ تسلیم اور رضا کا — دکھلا دے ابتدا میں کچھ لطف انتہا کا

دریائے غم سے میری کشتی کو پار کر دے — اے ناخدا ہے تجھ کو اب واسطہ خدا کا

اس مہر دلبری کو پہنچا پیام میرا — ممنون کر نہ مجھ کو اے جذب دل خدا کا

با ان کا حال سارا ظاہر کروں میں لیکن — کچھ پاس ہے تمہارا کچھ خوف ہو خدا کا

اے شمع بزم امکاں اے مہر دین و ایماں — تو صدر اولیا ہے ایوان اصطفا کا

Scanned with CamScanner

توصیفِ زلفِ جاناں تحریر کر رہا ہوں — واعظ میں ہوں مفسرِ واللیل اذا سجیٰ کا

ہے صورتاً بھی اسکی میری نہیں تفاوت — انداز سب ہے مجھ میں اس ماہ خوش لقا کا

اے والیٔ ولایت اے ہادیٔ طریقت — لختِ جگر ہے وارث تو شاہ لافتا کا

دورِ خزاں ہے ہر سو کیونکر بہار آئے — اے دل بگڑا ہوا ہے رخ اندنوں ہوا کا

کیونکر نہ اس نظر میں کھب جائے نورِ وحدت — دیکھا ہو جس نے جلوہ وارث خدا نما کا

لطف و کرم سے میری فرمائی دستگیری — دامن پکڑ کے رویا جب اپنے رہنما کا

رتبہ پھر اس کا کوئی بیدمؔ کے جی سے پوچھے
۱۴۵ خود مٹ کے جس نے دیکھا انداز دلربا کا

خوب رسوا کیا تو نے دلِ ناداں مجھ کو — وہ بھی ہنس دیتے ہیں اب دیکھ کے گریاں مجھ کو

آ ذرا دم لے ترے قرباں میں اے جوشِ جنوں — پہن لینے دے ذرا جامۂ عریاں مجھ کو

اب وہ ارماں نہ تمنا ہے نہ حسرت باقی — کر دیا عشق نے یہ بے سر و ساماں مجھ کو

عشق ہے مذہب و ملت مرا ایماں میرا — چاہے کافر کہو اب چاہے مسلماں مجھ کو

آپ میں آپ کو پاتا نہیں پہروں بیدمؔ
۱۴۶ ایسا کھو دیتا ہے اکثر غمِ جاناں مجھ کو

کر کے اس شوخ کا قیدیٔ محبت مجکو — لئے پھرتی ہے مری گردشِ قسمت مجکو

آپ سے کوچۂ جاناں میں نہیں جاتا ہوں — کھینچتا ہے اثرِ جذبۂ الفت مجکو

دل ہی قابو میں نہیں ناصحِ ناداں میرا — پھر تو بے فائدہ کرتا ہے نصیحت مجکو

تو ہی اے جذبۂ دل اپنا اثر دکھلا دے — ان سے للّٰلہ ملا دے کسی صورت مجھکو
رہ الفت میں مرا ساتھ کسی نے نہ دیا — چل دیے دیکھ کے پابند محبت مجھکو
پیش آیا جو لکھا تھا مری پیشانی میں — ان سے شکوہ نہ فلک سے ہے شکایت مجھکو

خوب ظاہر ہے یہ انداز جنوں سے بیدم
۱۴۷
رہنے دیگی نہ وطن میں مری وحشت مجھکو

کھلا ہے جن پہ اسرار محبت — نہیں کرتے وہ اظہار محبت
مرض سے موت کے پائی رہائی — ہوا جبدن سے بیمار محبت
ہے اذن عام جو چاہے چلا آئے — کھلا رہتا ہے دربار محبت
وہی آزاد ہے دونوں جہاں سے — ہوا ہے جو گرفتار محبت
جفائیں اور بھی کرنے لگے وہ — کیا جب ان پہ اظہار محبت
خبر لے جلد او فخر مسیحا — مرا جاتا ہے بیمار محبت

سہے گا ہنستے ہنستے رنج بیدم
۱۴۸
ابھی ہے تو گرفتار محبت

سنے جو نام بھی تیرا مرے وارث مرے مولا — یہی کہتا پھرے ہر جا مرے وارث مرے مولا
چلا آئے وہ بے کھٹکے ترے دامن کے سایہ میں — جسے ہو خوف محشر کا مرے وارث مرے مولا
ترے تربت کو جو اہل نظر ہیں وہ سمجھتے ہیں — تجھے کیا جانے نابینا مرے وارث مرے مولا
ترے فیضان شیخ و برہمن بھرتے ہیں دم تیرا — پڑی ہے دھوم یہ ہر جا مرے وارث مرے مولا

Scanned with CamScanner

نہیں کچھ واسطہ دیر و حرم سے تیرے بیدم کو
وہ بندہ ہو چکا تیرا مرے وارث مرے مولا

جو پوچھا کہو آج کیا ہو رہا ہے   تو بولے کہ شغلِ جفا ہو رہا ہے
خدائی کریں خانۂ دل میں رو کر   بتوں کا بھی حوصلہ ہو رہا ہے
کہا حالِ فرقت تو بولے ہمیں کیا   کسی کا بُرا یا بھلا ہو رہا ہے
خبر ہے کہ تیری جدائی میں تیرا   بُرا حال اے دلربا ہو رہا ہے
مرا بخت گردش سے چرخِ کہن کی   فلک کی طرح کج ادا ہو رہا ہے
دمِ قتل قاتل ترا آبِ خنجر   مرے حق میں آبِ بقا ہو رہا ہے
نہیں کوئی جائے شکایت ہے بیدم
١٥٠ جو تقدیر کا ہے لکھا ہو رہا ہے

عجب راہِ محبت پر خطر ہے   کہ پیچھے نفع ہے پہلے ضرر ہے
جہاں میں عیب بھی اُنکا ہنر ہے   کہ جن پر مہر کی تیری نظر ہے
ہمارے حال سے کیوں بے خبر ہے   یہ تیرا حال کیا اے چارہ گر ہے
بس اب دلکو یہی مدِ نظر ہے   مرا سر اور کسی کا سنگِ در ہے
گئی اک روز کوچے تک نہ آسکے   ہماری آہ بھی کیا بے اثر ہے
نہیں معلوم کیا دلمیں کرے گا   چھپا بیٹھا تیرا تیرِ نظر ہے
اسی صورت نے یہ صورت بنائی   وہی صورت مرے پیشِ نظر ہے

نہ اٹھو تم مرے پہلو سے للہ
ابھی ٹھہرا ہوا درد جگر ہے

وہ دل لیکر کبھی کہتے ہیں جنائیں
نہیں معلوم کیا مدِ نظر ہے

ستارہ اوج پر ہے عاشقوں کا
لب بام آج وہ مہ جلوہ گر ہے

وہ کیا جانیں ہمارے درد دل کو
پرائے حال کی کسکو خبر ہے

فغاں کرتی ہے بلبل فصل گل میں
یہاں یہ شغلِ آٹھوں پہر ہے

یہ کس کی یاد میں بے چین ہے دل
یہ کسکے غم میں بیدم چشم تر ہے

عبث رونا ہے کیوں روئیں کسی کو
ہمارا بھی تو کل بیدم سفر ہے

نہ بیدم کو کبھی غافل سمجھنا
ارے اس بیخبر کو سب خبر ہے

۱۵۱

ایسا مزا کہاں تھا بھلا وصل یار میں
جو لطف آ رہا ہے شب انتظار میں

باقی ہے کچھ خزان چمن روزگار میں
عرصہ ہوا جو آمد فصل بہار میں

اس زلف و رخ کی یاد میں لیل و نہار ہم
مرنے کے بعد بھی ہیں پریشاں مزار میں

وہ بد نصیب ہوں کہ مری لاش کیلئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

شاید وہ آئیں بعد فنا میری قبر پر
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اسی انتظار میں

بولے وہ قبر پر مری آکر لو اب اٹھو
اک عمر ہو چکی تمہیں سوتے مزار میں

اے چارہ ساز یوں تپ فرقت نہ جائیگی
تبریدِ وصل مجھکو پلادے بخار میں

میں ہوں نزار مثل پرِ کاہ ہجر میں
لے چل صبا اڑا کے مجھے کوئے یار میں

Scanned with CamScanner

یاس و ہراس و حسرت و حرمان و رنج و غم — اسکے سوا ہے کیا دلِ امیدوار میں
لائے نسیمِ کشتۂ زلفِ رسا کے پاس — اُس کی شمیمِ زلف اُڑا کر بہار میں
کیا غم صبا نے شمعِ لحد کو بجھا دیا — روشن ہمارے داغِ جگر ہیں مزار میں
عشقِ بتاں میں ذلت و خواری مدام ہے — پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
مژدہ ہو ساقیا کہ ترے میکدے پہ آج — گھر گھر کے آئی رحمتِ یزداں بہار میں
سیماب کی طرح سے رہے بے قرار ہم — مر کے بھی ہم نے چین نہ پایا مزار میں
کس طرح میکشی میں کروں ترک زاہدا — پی پی پکارتا ہے پپیہا بہار میں

بیدمؔ وہ تیرے خانۂ دل میں مقیم ہے
۱۵۲ تو ڈھونڈتا پھرا جسے دشت و دیار میں

آپ کو مجھ سے حجاب دیکھیے کبتک رہے — یہ ستم بے حساب دیکھیے کب تک رہے
چرخ کا یہ انقلاب دیکھیے کب تک رہے — آپ سے دوری جناب دیکھیے کب تک رہے
ہجر کا مجھ پر عذاب دیکھیے کب تک رہے — یوں مری مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے
دیکھیے کبتک رہیں غیر پہ وہ مہرباں — مجھ پہ یہ قہر و عتاب دیکھیے کبتک رہے
دیکھیے کبتک رہے کاکلِ پیچاں کا دھیان — دلکو مرے پیچ و تاب دیکھیے کبتک رہے
دیکھیے کب تک رہے غیر کو یہ جوشِ عشق — آپکا حسن شباب دیکھیے کبتک رہے

دیکھیے بیدمؔ وہ کب مجھکو بلاتے ہیں پاس
۱۵۳ ہجر میں یہ اضطراب دیکھیے کب تک رہے

یار جب بے نقاب آتا ہے — ہوش میں انقلاب آتا ہے

عمر سب کھوئی آہ غفلت میں — اب جو ہوش آیا خواب آتا ہے

کیوں کھلے جاتے ہیں چمن میں گل — یاد کس کا شباب آتا ہے

تھا جو طفلی میں آفت دل و جاں — اب وہ مست شباب آتا ہے

جس کے جلوے سے غش ہوئے موسیٰ — آج وہ بے نقاب آتا ہے

ہوگا آباد یہ دل ویراں — میرا خانہ خراب آتا ہے

وارث خلق مالک کونین — ثانی بوتراب آتا ہے

یار بیٹھا ہے وصل کا دن ہے — کس لئے اضطراب آتا ہے

دوڑتا ہوں سمجھ کے محمل یار — جب لب جو حباب آتا ہے

وصف کاکل میں پیچ نبا جدم

۱۵۴

کیوں تجھے پیچ و تاب آتا ہے

یہ نارسائی بگاڑے مجھے ہے نالوں کو — زوال ایک ہی کافی ہے سو کمالوں کو

بنا بنا کے بگاڑے ہیں اپنے بالوں کو — کھلا رہا ہے وہ ہاتھوں پہ آج کالوں کو

جہاں میں مجھ سا جفاکش ہے دوسرا کوئی — دعائیں دیتا ہوں ہر دم ستانے والوں کو

مری خرابی کا باعث ہے یہ چلن تیرا — فلک میں خوب سمجھتا ہوں تیری چالوں کو

قریب ہے رگ جاں سے بھی وہ پردہ نشیں — غضب ہے اس پہ بھی سوجھا نہ آنکھ والوں کو

فراق یار میں دل سے مرے نکلتے ہیں — رسائی کیوں نہ ہو تا عرش میرے نالوں کو

Scanned with CamScanner

ادا و ناز و جفا و ستم کے ساتھ خدا ذرا سا رحم بھی دیدیتا حسن والوں کو

مثال نقش قدم مٹ گئے جہاں بیٹھے نشان چاہئے کیا بے نشان والوں کو

خبر بھی ہے بھرے بیٹھے ہیں ایک مدت سے نہ چھیڑ خار بیاباں ہمارے چھالوں کو

جو زیب و زینت باغ جہاں تھے اے بیدم

۱۵۵

اجاڑا چرخ نے ایسے ہی نونہالوں کو

اسی انداز سے للہ مرقد پر چلے آنا نہ پڑھنا فاتحہ دو گالیاں دیکر چلے جانا

سنگھا کر زلف مشکیں یا دکھا کر چشم مستانہ جسے چاہو بنا دو ایکدم میں اپنا دیوانہ

پلادے شاہ وارث اک حباب مجکو پیمانہ رہے دائم رہے ساقی ترا آباد میخانہ

جہاں جاتے ہو تم آباد کر لیتے ہو ویرانہ بنا لیتے ہو کعبہ ایکدم میں ہو جو بت خانہ

ذرا چشم حقیقت کھول کر دیکھے لے ناداں مقام عشق میں اپنے ہیں سب ہے کون بیگانہ

نہ خود آیا نہ بلوایا نہ پوچھی بات ہی میری کرے کیا تجھ سے کوئی او بت بے مہر یارانہ

فدا ہوتا ہوں پہلے شمع پر میں یا کہ تو پہلے سر محفل یہی کہتا ہے پروانہ سے پروانہ

اسے دیکھا نہ ہو جس نے وہ مجھکو دیکھ لے بیدم

۱۵۶

سراپا سے مرے ظاہر ہے سب انداز جانانہ

میں بے وطن ہوں غریب اور بے خطا صیاد ستا نہ مجکو نہ لے میری بد دعا صیاد

ترا اسیر قفس سے بھلا کہاں جائے خیال کو نہیں ملتا ہے راستا صیاد

ہمیں تو ذبح کیا اس پہ بس چلا نہ ترا اڑا کے لے گئی جب بوئے گل صبا صیاد

خطا تو دل کی تھی میں نے ترا لیا کیا تھا
غضب میں ڈالدیا مجکو بے خطا صیاد

اسیر عشق ہوں پیشہ مرا ملامت ہے
ہزار بار تو کہہ لے بُرا بھلا صیّاد

۱۵۷ ہے سیر جینے سے بیدم اسے خطر کیا ہے
جو کل دکھائیگا وہ آج کر دکھا صیّاد

آخر اب کب تک نہ اے بُت آئے گا
کیا قیامت تک یونہی ترسائے گا

اہل محشر پر قیامت آئے گی
حشر میں بن ٹھن کے جب تو آئے گا

دم نکل جائے گا گو گھٹ کر مرا
پر ترا شکوہ نہ لب پہ آئے گا

کیا خبر تھی ضعف سے رہ میں تری
بیٹھ کر ہم سے نہ اٹھا جائے گا

ذبح کر صیّاد بلبل کو مگر
یہ بتا دے تجکو کیا مل جائے گا

جیتے جی آتا نہیں ظالم تو کیا
فاتحہ مرقد پہ پڑھنے آئے گا

دل نہیں قابو میں ناصح کیا کروں
خود سمجھ لے کیا مجھے سمجھائے گا

تیرے آجانے سے لے رشک مسیح
کشتۂ ناز و ادا جی جائے گا

۱۵۸ بیخودی فرقت میں بیدم خوب ہے
بیخودی سے باخدا ہو جائے گا

ہے لقب قیدیٔ گیسوئے معنبر اپنا
طوق و زنجیر سے کیا ڈر کہ ہے زیور اپنا

دیدے گر اس کی محبت میں کوئی سر اپنا
تو بھی واللہ نہ ہوگا وہ ستمگر اپنا

بیدم اب سنگ در یار ہے اور سر اپنا
جیتے جی تو نہ اٹھے گا کبھی بستر اپنا

Scanned with CamScanner

مدہ حشر تو کرتے ہو پچھا اسکی بھی ہے شرم — کہیں پہچانے نہ داورِ محشر اپنا

نے بھی اے لحد تنگ کیا تنگ نہیں — ہم تو یہ سوچ چکے آئے کہ ہے گھر اپنا

م بسمل ترے جانباز بہت ہیں باقی — نیام میں کیجو نہ قاتل ابھی خنجر اپنا

بگڑا ہوں تو بھلے تم ہو بنا ہو مجکو — اب بگاڑو نہ میاں مجکو بنا کر اپنا

ا مری تیغ زباں پر یہ چمکتے مضموں — کس صفائی سے عیاں کرتا ہوں جوہر اپنا

جن کو بیگانہ سمجھتا تھا میں پہلے بیدم
۱۵۹ سب وہ اپنے ہوئے جب ہو گیا دلبر اپنا

ماز مشکل ہو عاشقوں کا وہ شاہ خوباں جدھر سے نکلے
مزا ہو جب حشر میں پکارے کہ ہائے کوئی کدھر سے نکلے

رمیں بھی منتظر ہیں آنکھیں اس حسرت دید کے میں صدقے
پس فنا بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ستمگر ادھر سے نکلے

نگ ہو رنگ کے آرنگیلے فریب میں آئیں گے نہ تیرے
کبھی ہوئی ہو جو دل میں صورت بھلا وہ کیونکر نظر سے نکلے

کراے جذبۂ محبت دکھا اب آہ رسا اثر کچھ
کہ ہو کے خود مضطرب وہ دلبر پکارتا مجھ کو گھر سے نکلے

یہی ہے بیدم کی آرزو اور یہی ہے خواہش یہی دعا ہے
۱۶۰ جدا ہو سر تن سے یا الٰہی پر انکا سودا نہ سر سے نکلے

ہر جفا کو تری وفا سمجھے — ہر غم و درد کو دوا سمجھے
خضر بھی تو تمہیں خدا کی قسم — کشتیٔ دل کا ناخدا سمجھے
پھر مچلنے لگا وہیں کے لیے — دل ناداں تجھے خدا سمجھے
غیر جیسا مجھے ستاتا ہے — اور تو کیا کہوں خدا سمجھے

دور کی سوجھتی ہے بیدم کو
۱۶۱ اس کی باتوں کو کوئی کیا سمجھے

اب وہ پہلی سی محبت کیا ہوئی — وہ مروت بے مروت کیا ہوئی
کیا ہوئے اقرار اور وعدے ترے — اب وہ رسم خط کتابت کیا ہوئی
خود نہ آئے تھے تو پوچھا بھیجتے — بعد میرے تیری حالت کیا ہوئی
دل تڑپ جاتا ہے جب آتی ہیں یاد — کیا ہوئے جلسے محبت کیا ہوئی
قبر کو میری مٹا کر ناز سے — پوچھتے ہیں اب وہ تربت کیا ہوئی
ہائے وہ لطف جوانی کیا ہوا — وہ تمنا اور وہ حسرت کیا ہوئی
روز فردا وعدۂ دیدار ہے — کیوں نہیں آتی قیامت کیا ہوئی

بیدم اب رہ رہ کے آتا ہے خیال
۱۶۲ وہ مری موزوں طبیعت کیا ہوئی

ہے چڑھائی لشکر غم کی دل بیمار پر — سیکڑوں صدمے ہیں میری ایک جان زار پر
جب سے دل مائل ہوا اس شوخ گل رخسار پر — لوٹتا رہتا ہوں شب بھر بستر پرخار پر

ر میں شیدا یار تیری ابروئے خمدار پر — عید ہے ہم کو گلا رکھنا تری تلوار پر
رہا ہے اب جو لفظِ مرحبا منقار پر — لوٹ ہے بلبل بھی میرے نالہائے زار پر
ب دن پہونچے گا یہ اڑ کر مکان یار تک — طائروں کے اگر باقی رہے دو چار پر
نی لحنوں نے تیرے اس گل کو اپنا کر لیا — عندلیبِ طبع میں صدقے تری گفتار پر
ر کی جانب نظر بھر کر ابھی دیکھا نہ تھا — غش ہوئے موسیٰ تجلیٔ رخِ دلدار پر
ع کرنا تو مگر فصلِ بہار آنے تو دے — رحم کر صیاد ابھی بلبل کے حالِ زار پر
نقدر شوقِ شہادت کو ہوا اضطراب میں — دوڑ کر سر رکھ دیا خود یار کی تلوار پر
صلِ گل میں یہ ستم بلبل پہ ہے صیاد کا — بیچتا ہے نوچ کر ظالم سرِ بازار پر
زنوں ہم تشنہ لب چاہِ زنخداں میں رہے — چلئے اب سیراب ہوں تیغِ ادا کی دھار پر
ے نے اتنا بھی مریضِ ہجر سے پوچھا نہ ہائے — کچھ تو بتلائیے کہ کیا گذری دلِ بیمار پر
رجاں اڑ گیا دم میں قفس سے جسم کے — مر نیا لاکیا ترا رکھتا نہ تھا لے یار پر
ھی لقوے پہ نازاں اور زاہد زہد پر — ناز کرتا ہوں میں حبِ احمدِ مختار پر

بارِ الفت اٹھ نہیں سکتا ہے بیدم ہجر میں
١٦٣ رو نگٹا اک اِک گراں ہے اتنو جسم زار پر

نوں عالم کے وہ سلطان بنے بیٹھے ہیں — کعبۂ قبلۂ ایمان بنے بیٹھے ہیں
د گیسوئے رسولِ عربی میں شب سے — حضرتِ دل بھی پریشان بنے بیٹھے ہیں
ثم میں نکلے نظر اور نظر میں اک نور — دل کے دل جان کی وہ جان بنے بیٹھے ہیں

Scanned with CamScanner

خاک میں ان کو ملانے کو جلانے کو اٹھیں — دشمن گبر و مسلمان بنے بیٹھے ہیں

غیر سے پوچھ رہے ہیں سر محفل مرا نام — جانتے ہیں مگر انجان بنے بیٹھے ہیں

اک ذرا چھیڑ پہ تیار ہیں جلنے کے لیے — صاحب خانہ ہیں مہمان بنے بیٹھے ہیں

کل تلک مجھ سے لکھاتے تھے جو غزلیں بیدم
۱۶۴ آج وہ صاحب دیوان بنے بیٹھے ہیں

خواب میں صورت زیبا کے دکھانے والے — بخت خوابیدۂ عشاق جگانے والے

بال بکھرائے ہوئے بام پہ آنے والے — اژدہائے کو پریشان بنانے والے

کہتے ہیں ہنس کے مری لاش پہ آنے والے — اٹھ کہ ہم آئے ہیں او جان سے جانے والے

منہ ہیں دیکھے کے برقع میں چھپانے والے — غیر کو حسن خداداد دکھانے والے

پھر مکرر نگہ لطف و عنایت کر دے — راہ تسلیم و رضا مجھ کو بتانے والے

دیکھیے حشر میں کیا داور محشر سے کہیں — جب وہ آئیں گے مرا خون بہانے والے

منتیں کر کے کبھی رو کے کبھی سمجھا کے — اس طرح ان کو مناتے ہیں منانے والے

نزع میں دیکھ کے مجھ کو یہ کہا لوگوں نے — لے لو وہ آ گئے مردوں کے جلانے والے

میں نہ لوں گا مگر اقرار تو کر دے ظالم — او دل عاشق شیدا کے چرانے والے

مرحبا کوئی نشانہ ترا خالی نہ گیا — ایسے دیکھے ہی نہیں تیر لگانے والے

آ ترے چاند سے مکھڑے کی بلائیں لے لوں
۱۶۵ ناز مجھ بیدم خستہ کے اٹھانے والے

خدا کو بت میں دیکھا بت خدا میں — بتا زاہد کہوں اب کس کو کیا میں
میسر ہو حیاتِ جاودانی — جو موت آ جائے کوئے دلربا میں
تری ان بیٹھیوں میں تا قیامت — نہ آیا اور نہ آؤں واعظا میں
ہمارا نام بھی تیری بدولت — لکھا ہے دفترِ اہل صفا میں
دعائے وصل ہو کس طرح پوری — عداوت ہے اجابت اور دعا میں
وہ بت بھی مہرباں ہو تم پہ بیدم — کرو اب سجدے درگاہِ خدا میں

جناب پیر ہیں ہمراہ بیدم
١٦٦ چلو تم شوق سے راہ رضا میں

اے یار میرا تیرے سوا یار کون ہے — تجھ سا جہاں میں اور طرحدار کون ہے
فریاد میری سن کے وہ کہتے ہیں ناز سے — ٹکرا رہا ہے سر پہ دیوار کون ہے
تیرے سوا بتا تو مجھے اے خیالِ یار — میرا شب فراق میں غمخوار کون ہے
مل بھی گئے تو آنکھ ملائی نہ بات کی — تم سے زیادہ اور حیادار کون ہے

پہلے عطا کریں گے وہ بیدم تجھی کو جام
١٦٧ تجھ سے زیادہ تشنۂ دیدار کون ہے

مری آہ جب پُر اثر ہو گئی — جو حالت ادھر تھی ادھر ہو گئی
نہ آئے شب وعدہ وہ میرے گھر — مجھے تکتے تکتے سحر ہو گئی
تری چال سے اک قیامت اٹھی — قیامت بپا فتنہ گر ہو گئی

عجب تجھ سے میں رہی جان زار　　کہ سب عمر یونہی بسر ہو گئی
نہ ممکن ہوا درد دل کا علاج　　دوا اور درد جگر ہو گئی
گری خرمن دل پہ بجلی اُدھر　　جدھر مڑکے اُسکی نظر ہو گئی
مرے کیا کہ عمر ابد پا گئے　　مسیحا کہ جن پر نظر ہو گئی
ہٹی کیا ترے رُخ سے زلف سیاہ　　سرِ شام گویا سحر ہو گئی
مرا سر گیا تو بلا سے گیا　　مہم عشق کی خوب سر ہو گئی

غضب ہو گا بیدم مرے وصل کی
١٢٨ رقیبوں کو جدم خبر ہو گئی

ہر بات ہے نرالی اس شوخ سیم تن میں　　لاکھوں بناؤ دیکھے ظالم کے سادہ پن میں
دیکھا جو قد بالا تیرا تو ہاتھ اٹھا کر　　دینے لگا دعائیں شمشاد بھی چمن میں
وہ چشم مست اُسکی شاید پڑی ہے اُن پر　　مستی سے جھومتے ہیں اشجار جو چمن میں
ناز و ادا و غمزہ عشوہ حیا شرارت　　یہ سب چھپے ہوئے ہیں اک تیرے بانکپن میں
بعد فنا بھی دل میں تیرا رہے تصور　　تیرا ہی دم بھروں میں جبتک ہے جان تن میں
زنّار کو جو دیکھا تسبیح میں تو سمجھے　　واللہ ایک رشتہ ہے شیخ و برہمن میں
ساقی تری نظر نے کیفی کیا ہے ہم کو　　بادے کی کسکو حاجت ہو تیری انجمن میں
بعد فنا میسر ہو گا وصال جاناں　　گو عمر بھر پھریں ہم کہسار یا کہ بن میں
او بلبل اب نہ غم کر فصل بہار آئی　　پھرتی ہے خاک اڑاتی تو کس لئے چمن میں

Scanned with CamScanner

شاعر ہوں میں نہ منشی لیکن کسی کے غم میں — لکھتا ہوں اپنی بیتی موزونیٔ سخن میں
کچھ پھل نہ ہم نے پایا افسوس زندگی کا — عمر دو روزہ ناحق کھوئی غم و محن میں
دشت بلاکشان الفت میں چل غ ایدل — کر سیر اس چمن کی آیا ہے جس چمن میں
کوچے میں تیرے ہمنے اکدم نہ چین پایا — قید الم سے نکلے ڈوبے چہ ذقن میں
ہم کو خبر نہیں ہے کس بت نے دل ہمارا — الجھا لیا ہے اپنے گیسوئے پر شکن میں
بلبل نہیں وہ لے گل مایل نہیں جو تجھ پہ — وہ شمع کیا نہ پہونچی جو تیری انجمن میں
اک جام ایسا ساقی بہر خدا پلادے — پینے سے جو لگا دے لیں آگ تن بدن میں
پروانہ وار اہل محفل ہوئے تصدق — وہ شمع رو جو آیا بے پردہ انجمن میں
دیکھوں دکھائے کیا کیا چرخ کہن تماشا — لگتا نہیں بیدم اب جی مرا وطن میں

اللہ کے کرم سے آزاد ہوں میں بیدم
سرو سہی کی صورت اس گلشن سخن میں

١٢٩

صدمہ ہجر سے جینا ہوا دشوار مجھے — کیوں دیا میرے خدا عشق کا آزار مجھے
مدتیں ہو گئیں دن رات تڑپتے غم میں — اب تو دم لینے دے اے چرخ ستمگار مجھے
دیدہ شوق برابر ہے وا مرقد تک — بعد مردن بھی رہی حسرت دیدار مجھے
بڑھ کے قدموں کو مرے سر پہ اٹھا لیتا ہے — افسر قیس سمجھتا ہے ہر اک خار مجھے
کوچۂ یار سلامت ہے پروا کیا ہے — زاہدا اب تری جنت نہیں درکار مجھے
چین آغوش میں مادر کی کہاں تھا ایسا — لطف آتا ہے جو قاتل تہ تلوار مجھے

غوطے دریائے محبت میں پڑا کھاتا ہوں — لے مرے نوح لگا بہر خدا پار مجھے

سیرِ گلشن کا نہ لے نام خدارا بیدم
یاد آئے گا وہی غیرتِ گلزار مجھے

۱۷۰

اپنے مقتولوں کو دولہا سا بنا رکھا ہے — خوب مقتل مرے قاتل نے سجا رکھا ہے

سارے عالم کو ترے غم نے بھلا رکھا ہے — جستجو نے تری دیوانہ بنا رکھا ہے

محو ہر دیدۂ بینا کو بنا رکھا ہے — کیوں نقابِ رخِ روشن کو اٹھا رکھا ہے

حضرتِ دل تمہیں کچھ خیر تو سوجھا کیا ہو — کیوں دل آزار کو دلدار بنا رکھا ہے

جامِ الفت مجھے ساقی نے پلایا ایسا — چشمِ مخمور کا مستانہ بنا رکھا ہے

حشر ہے شوخیٔ رفتار سے کس کی یہ بپا — کس نے سوتے ہوئے فتنوں کو جگا رکھا ہے

چارہ گر کس لیے ہیں چارہ گری میں مصروف — مرضِ ہجر کے بیمار میں کیا رکھا ہے

جان کی طرح سے دل اور جگر میں ہم نے — آتشِ عشق کو مدت سے دبا رکھا ہے

حاجتِ تیغ و تبر کچھ نہیں قاتل تجھ کو — خونِ عشاق اشاروں میں بہا رکھا ہے

بھیجو آج الٰہی دلِ عشاق کی خیر — صفِ مژگاں نے پرا اپنا بنا رکھا ہے

اب نہیں نام مرے دل میں تسلی کا وآف — تیری نیرنگی نے یہ رنگ جما رکھا ہے

غرض مطلب یہ یہ کہتے ہیں وہ ہنس کر مجھ سے — ایسی باتوں میں بھلا آپ کی کیا رکھا ہے

دل کے لے لینے کا کرتا ہوں کبھی ذکر تو وہ — ہنس کے فرماتے ہیں پہلو میں یہ کیا رکھا ہے

ذبح کے بعد مری قدر ہوئی قاتل کو — خونِ بسمل کو بھی شیشوں میں اٹھا رکھا ہے

Scanned with CamScanner

جھوٹے نقرے کسی ظالم نے تبا کر بیدم　　　سچ تو یہ ہے کہ مجھے ناچ نچا رکھا ہے

وہ ہی دل لے گیا بیشک ترا بیدم جس نے
۱۷۱ آنکھ میں سرمۂ مازاغ لگا رکھا ہے

ہوش میں آ دل ناداں تجھے سوجھا کیا ہے؟　　　کس پہ ہوتا ہے فدا دیکھ تو کرتا کیا ہے

آنکھ اگر دیکھ کے گریاں ہو تو بیجا کیا ہے　　　تیری حیرانی کا باعث دل شیدا کیا ہے

آج کیا ان سے نقاب رخ روشن اٹھا　　　بھیڑ سی بھیڑ ہے در پہ یہ تماشا کیا ہے

کون سی صورت زیبا کا ہوا ہے سودا　　　حضرت دل یہ کئی روز سے نقشا کیا ہے

جسکی اک ایک ادا لاکھوں کا خوں کرتی ہے
۱۷۲ تو جو مر جائے تو بیدم اُسے پروا کیا ہے

وصل کی شب جب مری اور انکی تنہائی ہوئی　　　کچھ کا کچھ کہنے لگی وہ آنکھ شرمائی ہوئی

صورت زیبا نہیں بیوجہ مرجھائی ہوئی　　　ہے کہیں بیشک طبیعت آپکی آئی ہوئی

خاطر احباب ہے حیران و پژمردہ تمام　　　دیکھکر چہرے پہ میرے بیکسی چھائی ہوئی

یاد آیا پھر وہی گلگوں قبا میرا مجھے　　　دیکھکر تجکو نسیم صبح اترائی ہوئی

دونوں میں ایدل بلائے جان عاشق کون ہے　　　زلف بل کھائی ہوئی یا چال اٹھلائی ہوئی

غیر کے گھر جاؤ پھر کپڑے بدلکر شوق سے　　　پہلے دفنا دو ہماری لاش کفنائی ہوئی

اب بہت مشکل ہے پھر رند کے ہاتھوں آ گئی　　　دخت رز ہے آجکل زاہد کی بہکائی ہوئی

پی لے زاہد پھر خدا جانے میسر ہو نہ ہو　　　موسم برسات کی گھٹا چھائی ہوئی

دل لگانے میں ہوا بیدم تجھے کیا فائدہ
١٧٣ اُنکی شہرت ہو گئی اور تیری رسوائی ہوئی

آج کیا ہے کس پہ ہیں سرکار جھنجلائے ہوئے — گیسوئے شبگوں بھی ہیں چہرہ پہ بل کھائے ہوئے
مدتوں باغی رہے واعظ کے بہکائے ہوئے — حضرت بیدم ہیں میخانے میں آج آئے ہوئے
کس قدر نازاں ہیں یا رحم پر عاصی ترے — پھر رہے ہیں عرصۂ محشر میں اترائے ہوئے
شکر ہے اللہ کا گلشن میں آتی ہو بہار — ہیں نسیم صبح کے جھونکے بھی اترائے ہوئے
غیر سے ملنے کی کھاتے ہیں ری مجھسے قسم — مجھکو بہلاتے ہیں چالیں میرے سکھلائے ہوئے
عرصۂ محشر میں میرے خون ناحق کے سبب — اک طرف چپکے کھڑے ہیں وہ بھی شرمائے ہوئے

ہم نبل ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ خلوت میں چلو
١٧٤ حضرت بیدم بھی ہیں کس درجہ گھبرائے ہوئے

اکدم بھی دم قتل تو رک کر نہیں ملتا — قاتل کا گلے سے مرے خنجر نہیں ملتا
دن رات تپاں رہتا ہے کیوں تجھ در بیتاب — دم بھر تجھے چین اے دل مضطر نہیں ملتا
ہیں ایک ہمیں تیرے ستانیکو جہاں میں — کیا اور کوئی چرخ ستمگر نہیں ملتا
خوش ہو کے کسی وقت جو وہ قتل پہ آئے — آمادہ بھی تجھے ہیں تو خنجر نہیں ملتا

جاتا ہے جو سے نوشی کو میخانے میں بیدم
١٧٥ ساقی کبھی شیشہ کبھی ساغر نہیں ملتا

کوچۂ دلدار میں لے دل نہ چل — دیکھ کر اس کو تو جائیگا مچل

چٹکیوں سے دل کلیجہ مت مسل | چل وہیں تجھکو لیے چلتا ہوں چل
ہوں مریضِ غم عیادت کے لیے | وہ نہیں آتے تو تو ہی آ اجل
عاشقِ زلفِ رسا ہو تو عدو | بچھ تو یہ سانپ نکل جائینگے بل
دل کے ارماں تو نہ نکلیں گے کبھی | جانِ مضطر تو ہی قالب سے نکل
دیکھ تو بالیں پہ یہ کون آگیا | اے مریضِ ہجر کروٹ تو بدل
سوزِ فرقت سے جلا نخلِ شباب | زندگی کا دیکھنے پائے نہ پھل
تیرے اس انداز سے جی بھر گیا | تیرِ مژگاں دوسرا پہلو بدل

دیکھئے کس روز بیدم آئیں وہ
مدتوں سے ہو رہی ہے آج کل

١٧٦

ممنون ساقیا ترا ہر بادہ خوار ہے | عمرت دراز باد کی ہر سو پکار ہے
وہ پیر میرا وارث عالی وقار ہے | پروانہ وار جسپہ زمانہ نثار ہے
دل کو نہ چین ہے نہ جگر کو قرار ہے | یا رب یہ کس بلا کی شبِ انتظار ہے
کیا اس نے دیکھ لی کہیں رفتارِ یار ہے | اٹھلا کے چل رہی جو نسیمِ بہار ہے
دل مضطرب ہے اور جگر بیقرار ہے | محشر کا روز ہے کہ شبِ انتظار ہے
رسوائے عام کرنا تھا سو وہ بھی کر چکا | اب اضطراب کیوں یہ دل بیقرار ہے
اے بُت نہ اسکو سنگِ تغافل سے توڑ دیکھ | نازک حباب سے دل امیدوار ہے
اے شمع رو ترے گل رخسار پر سدا | پروانہ وار بلبلِ شیدا نثار ہے

اس درجہ اب تو ضعف نے گھیرا ہے ہجر میں | ہر موئے تن مجھے تنِ لاغر پہ بار ہے
بیزار عندلیب گلِ تر سے کیوں ہوا | دیکھا چمن میں کیا گلِ رخسارِ یار ہے
اس زلف ورخ کی مجکو زیارت نصیب ہو | حق سے دعا یہی مری لیل ونہار ہے
آئی ادھر بہار ادھر قید ہوگئے | بدتر خزاں سے بھی ہمیں فصلِ بہار ہے
باغ جہاں کی موجہ سے دو رنگی نہ پوچھئے | دورِ خزاں کہیں کہیں فصلِ بہار ہے
بتلاؤں کیا میں حالِ دلِ بے قرار کا | جو حال ہے وہ چہرے سے سب آشکار ہے
تنہا پڑے ہوئے ہیں شبِ انتظار میں | ہمدرد ہے کوئی نہ کوئی غمگسار ہے
تو ہی خدا کے واسطے آ وہ تو آچکے | اے موت اب تو تیرا مجھے انتظار ہے
غیروں کے ساتھ آکے مری قبر پہ وہ شوخ | ٹھکرا کے پوچھتا ہے یہ کس کا مزار ہے
باغ جہاں میں شادی وغم ساتھ ساتھ ہیں | گل خندہ زن ہیں شبنم اگر اشکبار ہے
روشن ہے سارا حال زمانے کا آپ پر | کیا یہ خبر نہیں کہ کوئی بے قرار ہے
بے فائدہ ہے اے دلِ مضطر یہ اضطراب | بس آچکے وہ جن کا تجھے انتظار ہے
مضموں نہ ان کی زلف کا ہم سے بندھا کبھی | چوٹی کی ہے جو بات بہت پیچدار ہے
حیراں ہوں اپنے دل میں کہ اب کیا جواب دوں | وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیوں بیقرار ہے
آکر ہماری قبر پہ کہتے ہیں ناز سے | جو ہم پہ مرمٹے یہ انھیں کا مزار ہے
تو حاکم الجلیل میں اک بندۂ ذلیل | میں مشتِ خاک تو مرا پروردگار ہے
مجبور ہوں گناہوں سے مجبور نفس سے | اب بخش یا نہ بخش تجھے اختیار ہے

Scanned with CamScanner

بیدم وہ میری قبر پہ کہتے ہیں غیر سے
جن پر کئے تھے ظلم یہ ان کا مزار ہے

بیدم وہ پھر اٹھائے گا لطف وصال کا
فرقت میں جسکو جور و ستم ناگوار ہے

بیدم وصال میں جو پلائی تھی یار نے
اب تک اسی شراب کا باقی خمار ہے

۱۶۷

جو مری ہونی تھی حالت ہو گئی
سب یہ اس دل کی بدولت ہو گئی

پھر کسی بت کی عنایت ہو گئی
پھر وہی پہلی سی حالت ہو گئی

ہائے کیا چہرے کی رنگت ہو گئی
دو ہی دن میں کیسی حالت ہو گئی

موہنی صورت پہ پڑتے ہی نظر
یک بیک مائل طبیعت ہو گئی

خوب رسوائے زمانہ ہو لیے
دل لگانے کی نصیحت ہو گئی

کھاتے کھاتے غم کسی کے عشق میں
ہم کو غم کھانے کی عادت ہو گئی

قبر میں رکھ کر عزیزوں نے کہا
اب مریض غم کو صحت ہو گئی

چھوٹ سکتی ہے چھڑائے سے کہیں
ہو گئی جس سے محبت ہو گئی

بھول کر بھی دل نہ ہم دیتے تجھے
کیا کہیں اب تو حماقت ہو گئی

پھر ہوئی صحرا نوردی کی امنگ
پھر ہمارے دل کو وحشت ہو گئی

یہ تو کہیے کیا ہوئی مجھ سے خطا
کیوں مری صورت سے نفرت ہو گئی

خاک میں ساری جوانی مل گئی
آپکے پیچھے یہ نوبت ہو گئی

اُن کے جاتے ہی نہ پھر کاٹے کٹی
رات بھی روز قیامت ہو گئی

عرض مطلب پر بگڑ جاتے ہیں وہ — بات کہنا بھی شکایت ہو گئی
پھر نہیں مقتل کی یاد آنے لگی — پھر وہاں جانے کی ہمت ہو گئی
مار ڈالا تیری غفلت نے مجھے — دیکھ لے ظالم یہ حالت ہو گئی
حسن جاناں عشق کا ممنوں ہے — جس کے باعث اس کی شہرت ہو گئی
آئینہ میں عکس ان کا دیکھ کر — دیکھنے والوں کو حیرت ہو گئی
دور افکار زمانہ ہو گئے — جب سے اے جاں تیری الفت ہو گئی
وہ وہاں بیتاب ہیں یاں بیقرار — دونوں جانب ایک حالت ہو گئی
مل گیا لے دیکے ان کا پاسبان — اب وہاں جانے کی صورت ہو گئی
اس کا پھر کہنا ہی کیا ہے مہرباں — آپ کی جس پر عنایت ہو گئی
پھر گئیں بیدم نگاہیں یار کی — چشم جاناں بے مروت ہو گئی

پھر وہ بیدم تیرے گھر آنے لگے
۱۲۸ پھر موافق تیری قسمت ہو گئی

دل بیتاب کو تھامے کہ کلیجا تھامے — ہائے تنہا شب غم میں کوئی کیا کیا تھامے
کسی جانباز کا تابوت ہو جسکے ہمراہ — حسرتوں کو چلی آتی ہے تمنا تھامے
غیر سے بولے وہ جب حشر میں دامن پکڑا — اس سے کہہ دو مری چادر کا نہ کونا تھامے
پردۂ محمل لیلیٰ کے عوض مدت تک — قیس استادہ رہا دامنِ صحرا تھامے
جذبۂ دل نے اثر آج دکھایا بیدم — وہ چلے آتے ہیں ہاتھوں سے کلیجا تھامے

Scanned with CamScanner

نہ چونکے آہ ہم خوابِ گراں سے — چھٹے غفلت کے پیچھے کارواں سے
غضب میں جان ہے سوزِ نہاں سے — نکلتے ہیں شرارے استخواں سے
بہت بے چین ہوں سوزِ نہاں سے — گھٹا جاتا ہے دم ضبطِ فغاں سے
چلا جاتا نہ ہو جس ناتواں سے — چلے کیا خاک مل کر کارواں سے
عبث اظہارِ الفت آن پہ کر کے — میں خود مارا پڑا اپنی زباں سے
مرا پیغام لے جائے گی مغرور — صبا کرتی ہے باتیں آسماں سے
غضب ہے فصلِ گل میں پر کتر کے — نکالا جائے بلبل بوستاں سے
یہ کس منہ سے کہوں عاشق ہوں تم پہ — نہ نکلے گا کبھی میری زباں سے
ہوا ہو نکہتِ بادِ بہاری — نہ کر اٹھکھیلیاں مجھ ناتواں سے
خدایا اب تو دے اپنی محبت — میں عاجز آ گیا عشقِ بتاں سے
نہ جس پر گردشِ چرخِ بریں ہو — الٰہی وہ زمیں لاؤں کہاں سے
مجھے دینے میں دل کے عذر کب ہے — مری جاں تم کہو بھی تو زباں سے
یہ آخر رنجشیں کب تک رہیں گی — کوئی پوچھے ہمارے مہرباں سے
ترے بوٹا سے قد کو تو ہی کہہ دے — میں کیا تشبیہ دوں سروِ رواں سے
جواب روکا تو ہم نے ٹھان لی ہے — چلے گی خوب اک دن پاسباں سے
رخِ معنی کا صورت آئینہ ہے — ملا ہم کو خدا عشقِ بتاں سے
ستم ہے غیر تو پہلو میں بیٹھیں — اٹھائے جائیں ہم یوں آستاں سے

Scanned with CamScanner

یہ پیشانی کا لکھا پیش آیا ۔۔۔ کروں کس منہ سے شکوہ آسماں سے
کہاں تک بوجھ عصیاں کا اٹھاؤں ۔۔۔ جھکا جاتا ہوں اس بارِ گراں سے
مجھے دل میں جگہ دیتے ہیں احباب ۔۔۔ بہت خوش ہیں مرے طرزِ بیاں سے
ترے ضبطِ فغاں کا امتحاں ہے ۔۔۔ نکل جائے نہ اف بیدم زباں سے

ہم آواز جرس کی طرح بیدم
علیحدہ جا رہے ہیں کارواں سے

١٨٠

راس ہم کو جانِ جاناں ہو گیا ۔۔۔ یار کے دل میں ٹھکانا ہو گیا
چھوڑ کر ضبط و تحمل عشق میں ۔۔۔ خود میں رسوائے زمانا ہو گیا
میری وحشت کا نیا قصہ سنو ۔۔۔ قصۂ مجنوں پرانا ہو گیا
فصلِ گل رخصت ہوئی آئی خزاں ۔۔۔ سوزِ بلبل کا ترانا ہو گیا
پھنس گیا دل جا کے دامِ زلف میں ۔۔۔ قید اپنا مرغِ دانا ہو گیا
وہ نہ آئے قبر پر افسوس ہے ۔۔۔ ہم کو مر کر بھی زمانا ہو گیا
عندلیبِ زار نے چھوڑا چمن ۔۔۔ جب پرانا آشیانا ہو گیا
وہ کسی کا سرمۂ دنبالہ دار ۔۔۔ میرے حق میں تازیانا ہو گیا
کھاتے کھاتے رنج و کلفت ہجر میں ۔۔۔ زہر ہم کو آب و دانا ہو گیا
کھیل سمجھے ہو مذاقِ عاشقی ۔۔۔ دل لگی دل کا لگانا ہو گیا
کیوں چڑھا اے دل نظر پر یار کی ۔۔۔ تو قضا کا خود نشانا ہو گیا

Scanned with CamScanner

بانۂ ہستی سے گذرے عشق میں　　ننگ و ناموس اپنا با نا ہو گیا
تیرے میخانے کے در پر ساقیا　　ابر رحمت شامیانا ہو گیا
عشق کا کل میں بڑھا جوشِ جنوں　　کھیل زنجیریں توڑانا ہو گیا
ان کو خود آنا نہ تھا منظور یاں　　مہدی ملنے کا بہانا ہو گیا
یک نگاہِ یار کیا بیدم پھری　　ہم سے برگشتہ زمانا ہو گیا

پوچھتے ہیں سب سے بیدم مر گیا
لوگ کہتے ہیں زمانہ ہو گیا

۱۸۱

پوچھنے کیا ہو بھلا غیر سے حالت میری　　میری حالت تو کہے دیتی ہے صورت میری
کبھی یکساں نہ رہی ہجر میں حالت میری　　چرخ کی طرح بدلتی رہی رنگت میری
یاد رکھیو مرے قاتل یہ وصیت میری　　اپنے ہی کوچہ میں بنوائیو تربت میری
کیا کروں چرخ ستمگار کا شکوہ اے جان　　تم سے ملنے نہیں دیتی مجھے قسمت میری
قبر میں مرنے کے بھی چھوڑا نہ مرا ساتھ اس نے　　کیسی غمخوار ہے اللہ مصیبت میری
کہیں اے دردِ نہاں چھوڑ نہ جانا مجکو　　ہجر میں تم سے بہلتی ہے طبیعت میری
سیکڑوں تیر نظر کھا کے نہ پہلو بدلا　　او کماندار ذرا دیکھ تو ہمت میری
چین لینے نہ دیا قبر میں بھی ظالم نے　　ٹھوکروں سے وہ ہلا ہی گئے تربت میری
میرے رونے پہ ہنسا کرتا ہے بیدرد ظالم　　اچھے بے رحم پہ آئی ہے طبیعت میری
فیض شہد سے لکھوں گا یونہی اشعار فصیح　　شوخ تا عمر رہے گی یہ طبیعت میری

Scanned with CamScanner

دے اس شوخ کو دل ہو گئے رسوا آخر

۱۸۲ ہائے بیدم نہ سنی تم نے نصیحت میری

فلک اب نہ تیرے ستانے کے قابل ۔ نہ ان کے رہا آزمانے کے قابل

لگائیں تو کیا دل لگائیں کسی سے ۔ رہا ہی نہیں دل لگانے کے قابل

انھیں سے تو اب روز ہوتی ہیں باتیں ۔ نہ تھے پہلے جو منھ لگانے کے قابل

مسل کر مرے دل کو شوخی سے بولے ۔ یہی ہے ہمارے ستانے کے قابل

ترے سامنے کس طرح آئے بیدم

۱۸۳ رہا ہی نہیں منھ دکھانے کے قابل

لے چلا ہے کھینچ کر خود جانب قاتل مجھے

مار ڈالا اضطرابِ نے تری لے دل بے مجھے

آب خنجر سے کر اب سیراب لے قاتل مجھے

یوں نہ رکھ للٰلہ تشنہ لب لب ساحل مجھے

کچھ نہیں معلوم کب جاتے رہے ہوش و حواس

اک جھلک نے اس کی ایسا کر دیا غافل مجھے

بعد مردن پھر ہوا شوق شہادت دیکھئے

پھر لحد میں یاد آیا خنجر قاتل مجھے

طاق ابروئے صنم محراب بیت اللہ ہے

دے اس شوخ کو دل ہوگئے رسوا آخر

۱۸۲ ہائے بیدم نہ سنی تم نے نصیحت میری

فلک اب نہ تیرے ستانے کے قابل | نہ ان کے رہا آزمانے کے قابل
لگائیں تو کیا دل لگائیں کسی سے | رہا ہی نہیں دل لگانے کے قابل
انھیں سے تو اب روز ہوتی ہیں باتیں | نہ تھے پہلے جو منھ لگانے کے قابل
مسل کر مرے دل کو شوخی سے بولے | یہی ہے ہمارے ستانے کے قابل

ترے سامنے کس طرح آئے بیدم

۱۸۳ رہا ہی نہیں منھ دکھانے کے قابل

لے چلا ہے کھینچ کر خود جانب قاتل مجھے

مار ڈالا اضطرابی نے تری اے دل مجھے

آب خنجر سے کر اب سیراب اے قاتل مجھے

یوں نہ رکھ للہ تشنہ لب بر ساحل مجھے

کچھ نہیں معلوم کب جاتے رہے ہوش و حواس

اک جھلک نے اس کی ایسا کر دیا غافل مجھے

بعد مردن پھر ہوا شوق شہادت دیکھئے

پھر لحد میں یاد آیا خنجر قاتل مجھے

طاق ابروئے صنم محراب بیت اللہ ہے

کم نہیں ہے سنگ اسود سے یہ تل بجز تل مجھے

بحرِ غم میں ڈوبتا ہوں المدد اے جذبِ دل
خضر بن کر تو ہی پہونچا دے لبِ ساحل مجھے

مر گیا میں اس کا سر صدقہ گیا اچھا ہوا
قتل کر کے رو رہا ہے کیوں مرا قاتل مجھے

سامنے آنکھیں نہ کیں اسد رجہ پاس شرم تھا
نیچی نظروں سے کیا اس شوخ نے گھائل مجھے

پھر ہوئی ہے اس بُت زہرہ جبیں کی اسکو چاہ
پھر لیے جاتا ہے دل سوئے چہ بابل مجھے

سوزِ فرقت کی حرارت سے جو دق رہتا ہے جی
یہ تپِ کہنہ نہ سمجھو ہو گئی ہے سل مجھے

تھک نہ اے پائے شکستہ جوشِ وحشت کم نہ ہو
طے ابھی کرنی ہے راہ عشق کی منزل مجھے

التجا بیدم کی ہے یہ روز و شب اپنے سوا
دوسرے کا یا خدا کیجو نہ تو سایل مجھے ۱۸۴

تو اپنے دل میں اپنا دلربا دیکھ چھپا ہے مدعی میں مدعا دیکھ
ذرا پھر بے دلوں کو دلربا دیکھ جھکا کر دل اب آنکھیں جھکا دیکھ

میانِ ماد تو پنہاں ہے کوئی — مری جاں کھول کر آنکھیں ذرا دیکھ

جلا کر خاک کر دے گا تجھے چرخ — جو جل جائے گا کوئی دل جلا دیکھ

اٹھا پردہ دوئی کا درمیاں سے — تو خود ہے ابتدا و انتہا دیکھ

قدم اس راہ میں رکھنا سنبھل کر — بہت مشکل ہے تسلیم و رضا دیکھ

ذرا سی دور اور باب اثر ہے — پھری آتی ہے کیوں آہِ رسا دیکھو

ہے پر جلوؤں سے اسکے باغ عالم — تو بلبل اپنے گل کو جا بجا دیکھ

عبث ہے مسجد و مندر میں جانا — خدا کو دل میں اے مرد خدا دیکھ

کسی کی رہگذر میں خاک میری — پڑی رہنے دے اے باد صبا دیکھ

بتان ماہ وش دل چھین لیں گے — نہ جا ان کی طرف بیدمؔ نہ جا دیکھ

بہت تو ہند میں بیدمؔ رہا اب
مدینہ دیکھ چل کر کربلا دیکھ

۱۸۵

ہم تو بھولے سے کبھی کرتے نہ تھے صیاد فغاں
پر کرا لیتی ہے ہم سے تری بیداد فغاں
غیر گو میری طرح کرتے ہیں فریاد فغاں
کب وہ سنتا ہے کسی کی ستم ایجاد فغاں
کر نہ دے سارے چمن کو کہیں برباد فغاں
آج اسیرانِ قفس کرتے ہیں صیاد فغاں

یہ بھی کہتا نہیں سنکر کبھی جلاد فغاں
کون کرتا ہے تہِ خنجر فولاد فغاں

پر مرے کاٹ کے صیاد نے باندھی منقار
تا قفس میں نہ کروں صورت آزاد فغاں

خانہ ویرانی صیاد ہو گئیں برباد!
دیکھنا کیا کیا اٹھائے مری اُفتاد فغاں

پاس پردے کا ہے اس پردہ نشیں کے ہم کو
دیکھ کرنا نہ کہیں او دل ناشاد فغاں

صبح نے چاک گریباں کیا اور گل نے قبا
کی جو بلبل نے قفس میں کبھی فریاد فغاں

تجھ پہ ہوتا ہے اثر آج نہ کل ہوتا ہے
۱۸۶
ہم تو بیدم ہوئے کرکے ستم ایجاد فغاں

آ گیا جب نیر اعظم تمہارے سامنے
چھپ گیا وہ بھی شہ عالم تمہارے سامنے

تم لب اعجاز سے کرتے ہو باتیں وقت نزع
کس طرح نکلے گا میرا دم تمہارے سامنے

اب کسی کے سامنے کس منہ سے پھیلائیں گے ہاتھ
ہاتھ تو پھیلا چکے ہیں ہم تمہارے سامنے

شاد ہو جاتا ہے دل میں رخِ خنداں دیکھ کر
رنج رہتا ہے نہ کوئی غم تمہارے سامنے

تم کبھی تو آؤ کسی کے سامنے اے مہر حسن
کیا ہوا رہتا ہے گو عالم تمہارے سامنے

ایک ہم بدبخت جنکا ذکر تک آتا نہیں
ایک وہ بیٹھتے ہیں جو ہر دم تمہارے سامنے

شکوہ جور و جفائے ہجر کرتے تو مگر
ہو گئے کافور سب اکدم تمہارے سامنے

حال دل جو کچھ ہے سارا آپ پر اظہار ہے

۱۸۷ میرے وارث کیا کہے بیدم تمہارے سامنے

کیوں لے خیال جاناں آنکھوں کے روبرو ہے
دل میں مرے سما جامدت سے آرزو ہے

ہے عید زیر تیغ قاتل مرا گلو ہے
اے دل بر آ رہی ہے جو تیری آرزو ہے

تو آپ ہی سمجھ لے آئینہ روبرو ہے
میں تجھ میں جلوہ گر ہوں اے یار مجھ میں تو ہے

میری تری بدولت ہر جا پہ گفتگو ہے
ہر سمت ذکر میرا ہر سو ترا غلو ہے

منصور بھی بنایا سولی پہ بھی چڑھایا
پھر مجھ سے پوچھتے ہیں کیا تیری آرزو ہے

بدنام ہو گئے ہم تیری میں تو کیا
مشہور عام ظالم تو بھی تو کو بہ کو ہے

ہر گل میں تیری بو ہے ہر بو میں تو بسا ہے
ہر بو میں تو بسا ہے ہر گل میں تیری بو ہے

عشق مجاز سے کیا پیدا نہیں حقیقت
جب کسکی جستجو تھی اب کسکی جستجو ہے

بے سود ہے سراسر ظاہر کی یہ طہارت
ہو خون دل سے بیدم جنکے یہاں وضو ہے

اب کیا رہا ہے بیدم دل بھی تو دے چکے ہم
وہ آن بان پہلی باقی نہ آبرو ہے

دل میں گھر کر گئیں آنکھیں کسی مستانے کی
یاد آتی ہے چھلکتے ہوئے پیمانے کی

ہے ڈھلکنے کی ادا آنکھوں میں پیمانے کی
ان میں کیا خاک لگی ہے در میخانے کی

نہ تو قسمت ہے بلانے کی نہ خود آنے کی — کونسی شکل کریں آپ سے مل جانے کی

قیس دیوانۂ لیلیٰ جسے سب کہتے ہیں — پھر وہ سنتا ہے وہ باتیں ترے دیوانے کی

فرش کی جا پہ بچھا رکھی ہیں ہم نے آنکھیں — جب سے سن لی ہے خبر یار ترے آنے کی

نحن واقرب بھی کہو اور نہ دکھائی دو — خوب آتی ہیں ادائیں تجھے تڑپانے کی

آج آئیں تو تجھیں کچھ سرد ہوائیں دو چار — اڑتی اڑتی سی خبر لیکے بہار آنے کی

سُرمے کی طرح سے آنکھوں میں رکھوں میں اُسکو — خاک ملجائے جو مجھکو ترے کاشانے کی

کرکے خاکستر و بیدم مجھے اے حضرت دل
خوب سوجھی تمھیں پہلو سے نکل جانے کی

۱۸۹

یا تجھے یا ترے جلووں کا تماشا دیکھے — ایک وحشی نزار دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھے

ہوش کچھ بھی ہو تو تیرا رُخ زیبا دیکھے — بےخبر آپ سے جو ہو وہ تجھے کیا دیکھے

دل تو کہتا ہے ترا ناز کرشما دیکھے — آنکھ کہتی ہے نہیں صورت زیبا دیکھے

شکل مجنوں میں کوئی صورت لیلیٰ دیکھے — آنکھ والا ہو تو اک قطرے میں دریا دیکھے

کہنا اس گل سے یہ پیغام صبا بلبل کا — ہم تو محروم رہیں نرگس شہلا دیکھے

جو گیا بس وہ گیا جان سے پھر آنا کیسا — اُسکے کوچے میں نہ مانے تو کوئی جا دیکھے

بت ہرجائی کا اب تک کہیں پایا نہ نشاں — کعبہ و بتکدہ و دیر و کلیسا دیکھے

سیکڑوں مردے کئے جس نے نظر سے زندہ — میری جانب بھی الٰہی وہ مسیحا دیکھے

کہدو مجنوں سے نہ جائے کبھی لیلیٰ کیجانب — محمل دل میں جمال رُخ لیلیٰ دیکھے

بیٹھے بٹھلائے پڑے کوئی نہ اس انجمن میں — بھول کر بھی نہ تری زلف چلیپا دیکھے

دل وہ عرش عرش خدا جسمیں گذر ہو تیرا — آنکھ بینا ہے وہی جو ترا جلوا دیکھے

وہ عطا آنکھ ہو بیدم کو کہ گھر میں بیٹھے — کبھی دیوا کبھی یثرب کبھی بطحا دیکھے

وہ ہی پرتو وہی انداز ہیں سارے بیدم

۱۹۰ جس نے مجنوں کو نہ دیکھا ہو مجھے آ دیکھے

رہائی جس سے نہ ہو ایسے جال کے صدقے — میں زلف یار ترے بال بال کے صدقے

میں ترے یار رخِ بے مثال کے صدقے — ازل سے ہوں ترے حسن و جمال کے صدقے

کہیں پہ حشر بپا کر دیا کہیں فتنے — میں فتنہ گر تری اس چال ڈھال کے صدقے

دکھادے ایک جھلک اپنی گیسوؤں والے — نثار رخ پہ ترے خط و خال کے صدقے

دیا وہ جام کہ پیتے ہی ہوگیا بیہوش — میں اپنے ساقی بے قیل و قال کے صدقے

ملا رہا نہ ملا پاس رہ کے دور رہا — فدا فراق کے ایسے وصال کے صدقے

جو قبر میں بھی نہ دے چین حشر تک بیدم

۱۹۱ میں ایسی یاد کے صدقے خیال کے صدقے

آنکھ ملا کے دلربا سچ تو بتا تو کون ہے — دل لیا اور مکر گیا سچ تو بتا تو کون ہے

موہنی صورت ہے تری بول اٹھا جسنے دیکھ لی — روحی فداک مرحبا سچ تو بتا تو کون ہے

کلمہ ترا ہر اہل دین پڑھتے ہیں کیوں اے نازنیں — بندہ ہے تو کہ یا خدا سچ تو بتا تو کون ہے

ہجر ہے یا وصال تو دید ہے یا جمال تو — ساحر ہے کہ شعبدہ سچ تو بتا تو کون ہے

چھپ نہ لے بہروپیے دھوکا نہ دے سمجھ گئے   منہ سے نقاب اُلٹ ذرا سچ تو بتا تو کون ہے

مار تو یا جلا ہمیں پوچھ ہی لیں گے ہم تو یار   کون ہے تو بتا بتا سچ تو بتا تو کون ہے

تیری ادائے جان ستاں کر گئیں تیدم مجھے

لے مرے درد لا دوا سچ تو بتا تو کون ہے ۱۹۲

تمہیں آ کے بندہ پرور کوئی میرے جی سے پوچھے

جو ہیں نقش میرے دل پر کوئی میرے جی سے پوچھے

کیا کس نے مجھ کو جوگی کہ بنا ہوں میں بروگی

کسے ڈھونڈتا ہوں گھر گھر کوئی میرے جی سے پوچھے

تجھے ہم نشیں خبر کیا کہ اثر ہے کس نظر کا

جو گذر رہی ہے مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے

وہ ہے کون آئینہ رو جسے ڈھونڈتا ہوں ہر سو

کیا کس نے مجھ کو ششدر کوئی میرے جی سے پوچھے

تمہیں بلبلو خبر کیا کہ میں کون اور کیا تھا

جو کٹے تو کیوں کٹے پر کوئی میرے جی سے پوچھے

ترے ناوک ادا نے ترے جور اور جفا نے

جو کئے ہیں وار مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے

ہو بیان اس کا کیونکر جو نہ آسکے زباں پر

تجھے میرے پیارے دلبر کوئی میرے جی سے پوچھے
تمہیں کیا خبر ہے اس کی کہ شب وصال میں بھی
رُکے کیوں نہ دیدۂ تر کوئی میرے جی سے پوچھے
جو سنے نہ تجھے نہ دیکھے وہ دکھائے تماشے
ترے شعبدے قلندر کوئی میرے جی سے پوچھے
کہوں کیا نشے میں تم سے مئے عشق وارثی کے
جو کھلے ہیں راز مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے
وہ تری کٹیلی آنکھیں ہوئیں جب سے دل کی پھانکیں
مرے دل میں کر گئیں گھر کوئی میرے جی سے پوچھے
کیا کس نے مجھ کو بیدم کہ لبوں پر آ گیا دم
۱۹۳
وہ ہے کون سا ستمگر کوئی میرے جی سے پوچھے

لے کے دل کر دیا ہلکان بڑی مشکل ہے
اب بنے بیٹھے ہو انجان بڑی مشکل ہے

وصل کیا دید کا ارمان بڑی مشکل ہے
ہم کو آسان سے آسان بڑی مشکل ہے

تم سے ملنے کا ہے ارمان بڑی مشکل ہے
اور میں بے سر و سامان بڑی مشکل ہے

وصل اُس کا دلِ نادان بڑی مشکل ہے
جس کو تو سمجھا ہے آسان بڑی مشکل ہے

مرض ہجر میں وہ آئیں عیادت کے لیے
یہ بھی چھوٹا سا اک ارمان بڑی مشکل ہے

چھو سکوں حیف نہ جس پردہ نشیں کا دامن
اُس پہ ہوں چاک گریبان بڑی مشکل ہے

یہ عجب لطف ہے مجھ کو تو بلایا گھر میں — آپ ہیں غیر کے مہمان بڑی مشکل ہے
سینہ چیروں تو کھلے حال کہ شکستہ کیا ہو — دل ہے پہلو میں کہ پیکان بڑی مشکل ہے
جان جاتی ہے جب الفت میں مزا آتا ہو — اسکا ملنا نہیں آسان بڑی مشکل ہے
دم تو جانے کو ہے اور انکے ہو آنیکی خبر — نکل آئے کہ رہے جان بڑی مشکل ہے

منزل عشق ہے بیدم رہ دشوار گذار ۱۹۴
جی تو چلتا ہے پہ نادان بڑی مشکل ہے

نہ دیکھ پائے رخ گلعذار جھگڑے میں — نہ ہونے پائی نظر اس سے چار جھگڑے میں
فراق یار میں جیتا ہوں میں نہ مرتا ہوں — پڑی ہوئی ہے مری جان زار جھگڑے میں
چلے نہ جائیں کہیں عرض مدعا کر لے — پڑا ہے کیوں دل امیدوار جھگڑے میں
یہ پند وعظ و نصیحت ہے شیخ جی بیکار — پھنسے ہیں اور نہ پڑیں بادہ خوار جھگڑے میں
کبھی اسیر ہوا اور کبھی کٹے پر و بال — گذر گئی مری فصل بہار جھگڑے میں
نہ ایکدم بھی کٹی چین سے ہماری عمر — بسر ہوئے یوں ہی لیل و نہار جھگڑے میں

نہ یار آیا نہ آئی قضا مجھے بیدم ۱۹۵
پڑا رہا میں شب انتظار جھگڑے میں

یہ مانا خلد کی آب و ہوا کچھ اور کہتی ہے — مگر اس جان کے کوچے کی فضا کچھ اور کہتی ہے
چمن میں بلبل نغمہ سرا کچھ اور کہتی ہے — سر شمشاد قمری کی صدا کچھ اور کہتی ہے
مرا پیغام بیتابی صبا کچھ اور کہتی ہے — سنو بھی تو مرے گلگوں قبا کچھ اور کہتی ہے

Scanned with CamScanner

ادھر غیروں سے انکا بانکپن کچھ اور کہتا ہے
ادھر ہم سے نگاہِ فتنہ زا کچھ اور کہتی ہے

عجائب کشمکش میں تیرا بیمار محبت ہے
شفا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے

کیا ہے اسقدر بیخود تو یدِ وصلِ جاناں نے
کہیں کچھ اور سنتا ہوں صبا کچھ اور کہتی ہے

ادھر مسجد میں واعظ کہہ رہا ہے سے توبہ کر
ادھر آ کے ساون کی گھٹا کچھ اور کہتی ہے

غضب میں جان ہے اللہ کیسی مصیبت ہے
یہاں کچھ اور وہاں جا کر صبا کچھ اور کہتی ہے

یہ کیوں ناداں بنتا ہے جو کہتا ہے انا نیلے
خبر ہے قیس لیلیٰ کی رضا کچھ اور کہتی ہے

کیا بیدم مجھے اور مار بن کر ڈس لیا دل کو
بتا ظالم تری زلف دوتا کچھ اور کہتی ہے

۱۹۶

جا کہیو ان سے نسیم سحر مرا چین گیا مری نیند گئی
تمھیں میری نہ مجھ کو تمھاری خبر مرا چین گیا مری نیند گئی

اے بادشہ خوبانِ جہاں تری موہنی صورت پہ قرباں
کہا اس نے پڑی تری جس پہ نظر مرا چین گیا مری نیند گئی

تمے وعدۂ وصل کا رشک قمر لیا مول ہمیں نے تو درد جگر
ہوا جلوہ فگن تو تو غیروں کے گھر مرا چین گیا مری نیند گئی

ہوئی بادِ بہاری چمن میں عیاں گل و غنچے پہ باقی رہی نہ خزاں
مری شاخ امید نہ لائی ثمر مرا چین گیا مری نیند گئی

نہ حرم میں ہے یار تمھارا پتہ نہ سراغ کلیسا میں ہے ملتا

Scanned with CamScanner

کہاں دیکھوں بتاؤں میں جاؤں کدھر مرا چین گیا مری نیند گئی

اے برق تجلی بہر خدا نہ جلا مجھے ہجر میں شمع آسا

مری زیست ہے مثل چراغ سحر مرا چین گیا مری نیند گئی

یہی کہتا تھا بیدم خستہ جگر مری آہ رسا میں ہوا نہ اثر

تری ہجر میں موت نہ آئی مگر مرا چین گیا مری نیند گئی ۱۹۷

ہوا کے جھونکے نے ان کے رخ رکھا جو بیدم نقاب آدھا

نظر پڑی جبیں کی وہ یہ سمجھا گہن میں ہے ماہتاب آدھا

تری ہی تیغ ادا نے قاتل کیا ہے دریا کو نیم بسمل

اس آڑھی ترچھی کی ضرب سے ہے ہر ایک کٹ کر حباب آدھا

کمال بیتاب پہلے دل تھا اداسکی فرقت میں مضمحل تھا

لکھا جو آنے کو اس نے خط میں تو رہ گیا اضطراب آدھا

جو آیا مرقد پہ میرے ظالم اٹھایا اک ہاتھ فاتحہ کو

یہی تھی اس بے وفا کی مرضی کہ اسکو پہونچے ثواب آدھا

ہے سرخ غصہ میں شکل آنکی ہنسی ہے کچھ لب پہ تھوڑی تھوڑی

ترحم آدھا جو اس طرف ہے تو اس طرف ہے عتاب آدھا

وہ یار پہلو میں سوتے سوتے چلا گیا نیم شب کو پہلے

نصیب جاگا مرا ادھورا رہا لا آنکھوں میں خواب آدھا

خدا کا بندہ تھا گو کہ بیدم مگر وہ مفتون تھا ایک بُت پر
۱۹۸
اسی سبب سے ملا لحد میں عذاب آدھا ثواب آدھا

خود بے نشان ہو کر تو نے نشان والے　　بے خانماں کیے ہیں لاکھوں مکان والے
سینہ سپر ہیں ہم بھی او آن بان والے　　اک تیر تیرے قرباں میرے مکان والے
تیرے خیال رُخ میں حیراں ہے اک زمانہ　　بیٹھے ہیں بے زباں سے گویا زبان والے
تجھ پر فدا ہوں یا میں نیرنگیوں پہ تیری　　اے ترک شوخ دیدہ تیرے طرفہ شان والے
خورشید ماہ و اختر افلاک پر چمک کر　　سب تجھ کو ڈھونڈھتے ہیں یہ آسمان والے
علم الحجاب اکبر جاری ہے عالموں پر　　سمجھے نہ راز پنہاں دید اور گمان والے

کیوں کر بچیں گے ان کی نظروں سے دین والیاں
۱۹۹
بیدم ہیں ایک کافر ہندوستان والے

یہ ان بتوں کے نہیں ناوک ادا کے لیے　　رکھا ہے پہلو میں دل بھی دلربا کیلئے
دلوں کا لینا تو آتا ہے خوب ظالم کو　　ہزاروں دل یونہی باتیں بنا بنا کے لئے
خیال یار نہ جانا کہیں نگاہوں سے　　تجھے رکھا ہے تپ ہجر کی دوا کے لیے
شا مجھے مگر اتنا ہے خیال تجھے　　فنا ہوا ہوں تری ذات میں بقا کے لیے

تو جس کا بندہ ہے بندہ اسی کا بن بیدم
۲۰۰
بتوں کو چھوڑ بھی مرد خدا خدا کے لیے

ارے مجنوں وہ لیلےٰ وش اسی محمل میں رہتے ہیں

جنھیں تو ڈھونڈتا پھرتا ہے تیرے دل میں رہتے ہیں
سنا ہے ان کو جانبازوں سے اکثر دل میں رہتے ہیں
اسی منزل میں رہتے ہیں اسی منزل میں رہتے ہیں
جنھیں ارمان کہتے ہیں یہی دشمن ہیں عاشق کے
کہ بن کر مدعا یہ مدعی ہر دل میں رہتے ہیں
بظاہر دور ہیں نظروں سے لیکن پاس ہیں دل سے
تمھاری انجمن میں ہیں کسی محفل میں رہتے ہیں
ہمارے حضرت دل کا پتہ چلتا نہیں بیدم
خدا جانے کہاں بستے ہیں کس منزل میں رہتے ہیں

۲۰۱

رونق بزم کن فکاں ہوں میں | مسند آرائے لامکاں میں ہوں
آپ حامد ہوں آپ ہوں محمود | خود مدح خود ہی مدح خواں ہوں میں
خود ہی گلچیں ہوں غنچہ و گل ہوں | خود ہی بلبل ہوں باغباں ہوں میں
کیسے سجدہ کروں تجھے اے بت | ہائے مسجود قدسیاں ہوں میں
گالیاں دے رہے ہو میں چپ ہوں | سچ تو یہ ہے کہ بے زباں ہوں میں
غیر کے پاس جائے تیری بلا | درد دل تیرا قدرداں ہوں میں
دو قدم بھی چلا نہیں جاتا | اس قدر زار و ناتواں ہوں میں
پھر بھی مارتے ہیں سر مجھ سے | کیا ترا سنگ آستاں ہوں میں

سب کے وردِ زباں ہوں اے بیدم
کیا مزے دار داستاں ہوں میں

۲۰۴

حریم کعبۂ دل کے مکیں ہیں — چھپیں کیوں ہاں یہیں ہیں ہاں یہیں ہیں
یہیں پردہ یہیں پردہ نشیں ہیں — یہیں وہ ہیں کہ ہیں اور پھر نہیں ہیں
یہیں ہم ہیں ہمارا ڈھونڈنا کیا — یہیں دیکھو رگِ جاں سے قریں ہیں
کبھی مجنوں بنے لیلےٰ کی خاطر — کبھی دیکھا کہ خود محمل نشیں ہیں
ابھی فرما رہے تھے تو ہی تو ہے — ابھی کہنے لگے تو کیا ہمیں ہیں
کبھی موسیٰ سے بولے لن ترانی — کبھی بولے جہاں دیکھو وہیں ہیں
نظر بازوں نے در پردہ بھی تاکا — نہ اب کہنا کہ ہم پردہ نشیں ہیں
نشاں ہم بے نشانوں کا نہ پوچھو — تمھارے پاس رہتے ہیں کہیں ہیں
ترے تیرِ نظر او ناوک افگن — ہمارے خاتمِ دل کے نگیں ہیں
مٹانے سے نہیں مٹتے کسی کے — جو حرفِ کاتبِ لوحِ جبیں ہیں
تمہارے دیکھنے کے منتظر ہیں — فنا کے بعد بھی آنکھیں کھلیں ہیں
کسی لیلےٰ کی خاطر نجدِ غم میں — بجائے قیس سجادہ نشیں ہیں
کسی کو راہ ظلمت کی دکھائی — کسی کے رہبرِ راہِ یقیں ہیں
یہیں دل اور یہیں دلبر ہیں بیدم — صدف ہیں اور ہمیں دُرِ ثمیں ہیں
بنے گا خوب اب یارانہ ان سے — میں بیدم ناتواں وہ نازنیں ہیں

عشق اسد جو بڑھائے دردِ دل ۲۰۳ مجھ کو سر تا پا نبھائے دردِ دل

جس گھڑی طوفاں اٹھائے دردِ دل حشر برپا کر دکھائے دردِ دل

دل سے گر پردہ اٹھائے دردِ دل جو نہ دیکھا ہو دکھائے دردِ دل

ہو اگر شایق تڑپنے کے مرے اور اک دل دو برائے دردِ دل

کون پھر فرقت میں میری بے خبر جب نہ تو ہی کام آئے دردِ دل

خوش مزاجوں کو غضب ہے ہجر میں خون آنکھوں سے رلائے دردِ دل

خود یہاں آ کر مری جاں دیکھ لو

۲۰۴ کس جگہ بیدم بتائے دردِ دل

دیکھ کر صورت ہی جب تم نے نہ پہچانا مزاج پوچھتے کیا ہو ہمارا ہم سے جانانا مزاج

دل مرا ہمراز ہے اور دل کا میں ہمراز ہوں پوچھتا ہوں خوب دیوانے کا دیوانا مزاج

سامنے آنے میں تو پرتو کے مارے جل گئے کیسے پوچھے شمع کا بیچارہ پروانا مزاج

صدقے ایسی بیخودی کے پیتے ہی اک جام کے پوچھتا ہے جھوم کر ساقی کا مستانا مزاج

دولتِ الفقر فخری سے بڑھے ہیں حوصلے

ہے فقیری میں بھی بیدم اپنا شاہانہ مزاج

اک جھلک حسن کی دکھا کے مجھے خوب چمپت ہوئے ستا کے مجھے

کیوں میاں خاک میں ملا کے مجھے کیا ملا آپ کو ستا کے مجھے

باتوں باتوں ہی میں رجھا کے مجھے اب کدھر چھپ گئے لبھا کے مجھے

Scanned with CamScanner

امتحاں کر چکے وفا میں مرا　　آپ قایل ہیں آزما کے مجھے
تم باذنی سنا کے چھپتے ہیں　　مارتے ہیں جلا جلا کے مجھے
خرمنِ دل پہ پھر گیا دو برق　　پھر ادھر دیکھو مسکرا کے مجھے

کرکے ذی روح کر دیا بیدم
۲۰۶
یوں بگاڑا بنا بنا کے مجھے

ہوئے ہیں بدگماں احباب اکثر رازداں ہو کر
زمیں کبھی ہم کو چکر دے رہی ہے آسماں ہو کر

رہو گے کب تک اے سرکار پردوں میں نہاں ہو کر
کبھی تو سامنے آؤ گے نظروں کے عیاں ہو کر

ہمارے حسرت و ارماں ہمیں کو کھائے جاتے ہیں
یہ ایذا دے رہے ہیں مہرباں نامہرباں ہو کر

مشبّک کرتے ہیں سینہ کو اور فرماتے جاتے ہیں
یہ راہیں کھل گئیں ارمان نکلیں گے یہاں ہو کر

اگر جوشِ جنوں یوں ہی رہا کچھ اور مدت تک
اتر جائے گا اک دن جامۂ تن دھجیاں ہو کر

یہ حیرت ہے کہ میں تو رہ گیا تکتا ہوا صورت
چلے آئے وہ میرے خانۂ دل میں کہاں ہو کر

Scanned with CamScanner

نہ جھڑکو میں تو مجنوں ہوں تمھارا لے مری لیلےٰ
چلوں گا ساتھ ناقے کے تمھارا ساربان ہو کر

مٹا ہے نام پر گل کے نظارہ اور بھی کر لے
صبا یہ خاک بلبل ہے تو لے چل بوستاں ہو کر

غضب ہے یوں عدو رشک و حسد سے ہم سے چڑھ بیٹھے
ہمیں کو جھڑکیاں دیوے تمھارا پاسباں ہو کر

یہ ڈر ہے خاک بیدم کی نہ دامن گیر ہو جائے
۲۰۷ جھٹک دیتے ہیں دامن کو گذرتے ہیں جہاں ہو کر

خوب پہچان لیا تجھ نے کہ ہاں ہاں ہے یہی
اب نہ بھولیں گے اسے صورتِ جاناں ہے یہی

عشق میں راہبر منزلِ جاناں ہے یہی
شوق کہتے ہیں اسے مرشدِ پاکاں ہے یہی

کون کہتا ہے کہ مقتل ہے یہ جانبازوں کا
لالہ جس باغ میں کھلتا ہے گلستاں ہے یہی

غمزہ و ناز و ادا شوخی و اندازِ خرام
تیغ کیا ہوگی مرے قتل کا ساماں ہے یہی

کلمۂ کفر پڑھا جاتا ہے مسلمانوں سے
عشق کہتے ہیں اسے دشمنِ ایماں ہے یہی

نہ اُدھر جا کہ اِدھر شیخ کی مسجد ہے قریب
آ اِدھر پیرِ مغاں محفلِ رنداں ہے یہی

جس نے آئینہ کو حیران بنا رکھا تھا
دیکھ کر آپ کو آئینہ میں حیراں ہے یہی

دیکھے دل تم نے سہیں جور و جفائیں بیدم
۲۰۸ کیا تعجب ہے وفاداروں کے شایاں ہے یہی

ہر جگہ ہوتا ہے دیدار کوئی دیکھے تو　　ہیں ہر اک شکل میں سرکار کوئی دیکھے تو
دل ہی ہے جلوہ گہِ یار کوئی دیکھے تو　　آنکھیں ہیں روزنِ دیوار کوئی دیکھے تو
کھل گیا پردۂ اسرار کوئی دیکھے تو　　نظر آنے لگا دلدار کوئی دیکھے تو
پھر ترے کاکلِ پیچاں کا خریدے سودا　　پہلے بک کر سرِ بازار کوئی دیکھے تو
نحن واقرب ہی پہ موقوف نہیں دیدِ تری　　تو تو ہر جا ہے نمودار کوئی دیکھے تو
سن کے نالے مرے فرماتے ہیں خاموش کرو　　کون رویا پسِ دیوار کوئی دیکھے تو
پردۂ محملِ جاناں کا مزا آتا ہے　　تھام کر دامنِ کہسار کوئی دیکھے تو
حرم و دیر میں روپوش جو تھا پردہ نشیں　　پھر رہا ہے سرِ بازار کوئی دیکھے تو
نگہِ مست نے ساقی تری بے شیشہ و جام　　کر دیا ہے ہمیں سرشار کوئی دیکھے تو
ثم وجہ اللہ پڑھا جب تو ہوا یہ معلوم　　کہ ہے ہر سو رخِ دلدار کوئی دیکھے تو
ہر طرف کعبۂ عشاق ہے سجدے کیلئے　　ہے ہر اک در درِ دلدار کوئی دیکھے تو

بامِ دلدار کا زینہ ہے یہ دار اے بیدم
۲۰۹ دیکھے سر چڑھ کے سردار کوئی دیکھے تو

میں وہ دیوانہ ترا اے رشکِ لیلیٰ ہو گیا　　شکل پر میری صورت کا دھوکا ہو گیا
آئینہ خانہ میں جاتے جاتے یہ کیا ہو گیا　　آپ اپنی شکل کا ہم کو تماشا ہو گیا
نام تھا مینا، جس کا بن گیا ساقی وہی　　جب مئے پُر کیف سے لبریز مینا ہو گیا
کیا ستم ہے دید مشکل ہو گئی مجھ کو مری　　میں ہی اپنے حسن کا خود آپ پردا ہو گیا

Scanned with CamScanner

بنکے معشوق آپ کی عالم میں شہرت ہوگئی
آپ کا عاشق کہا کریں تو رسوا ہوگیا

طعنے دیتے ہیں ہمیں ہنس ہنس کے ترا دیکھ کر
تم ہنسا کرتے تھے اوروں پر تمہیں کیا ہوگیا

خودنمائی ہوتے ہوتے جب بڑھی زینت لئے
آئینہ دیکھا تو پھر اک اور پیدا ہوگیا

تیرے چھپنے میں بھی اے پردہ نشیں اک لطف ہے
دیر تھا جو گھر ترے چھپنے سے کعبا ہوگیا

تم اکیلے اور کتنے کھیل کھیلے دیکھئے
ایک نقطہ کُن کہا اور کُن سے کیا کیا ہوگیا

سخت حیراں ہوں کہ کیوں تھے جا بسے بے ہوش ہیں
دیکھتے ہی دیکھتے صورت مجھے کیا ہوگیا

ہنس کے فرماتے ہیں کس کی زلف پر مفتوں ہوئے
کیا نصیب دشمناں پھر تم کو سودا ہوگیا

ہوگیا بیدم مریض غم تو آکر قبر پر
ہنس کے فرمانے لگے عیسیٰ کہ اچھا ہوگیا

فتنہ گر کی چال کا کیا حال بتلاؤں تجھے
دو قدم چلنے میں بیدم حشر برپا ہوگیا

۲۱۰

اے نور چشم عارفاں مشتاق دیدار تو ام
اے روح جاناں عاشقاں مشتاق دیدار تو ام

جلوہ فرما جا بجا دیر و حرم میں دلربا
گہہ ظاہر اور گاہے نہاں مشتاق دیدار تو ام

ہو خانۂ دل میں نہاں ڈھونڈھا تجھے جاکر کہاں
ملجا تو خود ہی جان جاں مشتاق دیدار تو ام

ہوں بے طرح بیتاب میں آ دیکھ جا اک نظر بھی
ہر روز و شب ورد زباں مشتاق دیدار تو ام

پیغام بیتابی ذرا بیدم ہوں کہہ دیجو صبا
اک درد ہے دل میں نہاں مشتاق دیدار تو ام

۲۱۱

دست وحشت مددے چاک گریباں مددے
آبلہ پا مددے خار بیاباں مددے

اب تو گھبرا گیا میں اے غمِ ہجراں مددے — المدد المدد اے جان کے خواہاں مددے

آؤ بچھڑا ہوں رہِ عشق میں بھولا بھٹکا — ہادیٔ و رہبر و خضرِ رہِ عرفاں مددے

مدتیں ہو گئیں ویران پڑے خانۂ دل — یاس و حرمان و قلق حسرتِ ارماں مددے

دم گھٹا جاتا ہے بیدم کا غمِ عصیاں میں

شاہ وارث مددے اے شہِ خوباں مددے

۲۱۲

دل آوارہ سوئے کاکلِ پیچاں نظرے — نظرے کن سوئے سنبل و ریحاں نظرے

تیرے بیماروں کو دے کون شفا تیرے سوا — چشمِ بیمار صنم سوئے مریضاں نظرے

کیا عجب ہو کہ لگے شیشہ و ساغر کو نظر — زاہدا کر نہ سوئے محفلِ رنداں نظرے

جی اٹھیں یار وہ مردے جو نہ عیسیٰ سے جئے — ہاں ذرا آکے سوئے گورِ غریباں نظرے

بڑھ گئے حد سے گنہگار تو کیا اے زاہد — کن سوئے وارثم و وسعتِ داماں نظرے

سیرِ گلشن کو جو وہ آئے تو کہنا اے گل — اب تو صیاد سوئے قیدیٔ زنداں نظرے

چاک تقدیر کا تدبیر سے کب ہوگا رفو — ہاں بکن سوئے من چاک گریباں نظرے

ہو سیہ نامۂ اعمال سے خائف نہ کبھی — او گنہگار سوئے رحمتِ یزداں نظرے

زخم پھر از سرِ نو ہوں شہدا کے آلے — میرے قاتل تو سوئے گنجِ شہیداں نظرے

توڑ دے رشتۂ ناموسِ خرد اے بیدم

عشق مژگاں ہے سوئے خارِ مغیلاں نظرے

غزل بہ زبانِ فارسی

۲۱۲

اے بادشاہ حسن کہ زیبندہ دلبری — درخوبیٔ جمال ز عالم تو دیگری
یارا ے مدحتِ تو کرا اے وحید عصر — شانِ تو برتر است کہ آلِ پیمبری
عبد ذلیل و خوار و حقیر جہاں منم — برمن نگاہِ لطف و کرم کن کہ سروری
حسن عمل ندارم و از پا فتادہ ام — دستم بگیر از کرم و بندہ پروری
للہ شاہ وارث عالم نواز کن — برحالِ زار ما نظرِ لطف سرسری
ما را رساں بہ منزلِ مقصود از کرم — گمراہ راہ راستم اے خضر رہبری
آئینہ وارث شدہ حیران و مضطرم — بنمائے شکل خویش تو در شکلِ سکندری
اے رہ نوردِ منزلِ خاصانِ کبریا — بہتر ز بہتری و تو برتر ز برتری

بیدم فتادہ رہِ امید را ببیں
اے شاہِ حسن از نظرِ لطف سرمدی

کلام زبان بھاشا

غزل

۲۱۳

تلپت تلپت ہاری برہن یا سید ناشہ وارث علی
واہے دیو درس اب کا ہو جتن یا سید ناشہ وارث علی
چیپ رت ہی بنے نہ کہت ہی بنے جب تیغ نین سنے پھر کون بنے

میں کا سے کہوں یہ بروگ بھجن یا سید ناشہ وارث علی

بھون ساگر پریم میں آن پھنسی نیا مجدھار میں بوڑ چلی

اب آکے ابھار و کا ہو جتن یا سید ناشہ وارث علی

دیوے میں بہت تو باس کیا اب کہی تو ہماری کرو

آجاؤ کبھو ہمرے آنگن یا سید ناشہ وارث علی

کرپا کی نظر بیدم پہ کرو دو بدھا اور سنکٹ بیر ہرو

اب آن پڑو ہے تھاری سرن یا سید ناشہ وارث علی

بھجن

۲۱۵

کیسے بلب اب ہوئی ہے سکھی گے چھائے دو مدھ بن جا کے

بن کے جوگنیاں میں لاج گنوئی ہونا | انگ بھبوت رمائے کے

سوگن کریوں میں آری سکھی رے | لائی ہوں پیا کا منائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

دو دو جگت کو من ہر لینو | پریم کی مرلی بجائے کے

روم روم میں آموے بند ھجا | نینوں میں رہیو سمائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بیّاں پکڑ موے چیری بنایو | آنند روپ دکھلائے کے

جھلک دکھا کے کت گئے سجناں | جیارا میں آگ لگائے کے

Scanned with CamScanner

کیسے بلب اب ہوئی ہے

پنگھٹ سے سانجھات چلی ہیں — مدھ بھری گگرا اُٹھائے کے
اُن بن پیا میر وتکسوجات ہے — ہے کوئی لائے منائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

ہر ہر گھٹ میں آپ براجو — پر گھٹ روپ دکھائے کے
دیوے نیچ اتار لیو ہے — وارث ناؤں دھرائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بیدم اپن تجا کھو پیا ہے — چرنن سیس نوائے کے
متواری کر موے مُحلر دا — پریم کو مدھوا پلائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بھجن

۲۱۶

کعبہ کاشی اکاس پرتھوی ڈھونڈ پھری میں باوریا
پر گھٹ روپ گھٹ ہی میں پایو دیکھ لیو توے سانوریا
نین سلونے چتر بچج مورت مدھری بول سندر مکھڑا
سنکھ دس دئی موے ہر نے کھ سے اوات کے کانوریا
کہو محمد نجو محی الدین کہوں مرشد نبو من مو ہنا
میم کے گھونگھٹ میں موہے مارو تینے مون دین سنجریا

اگم اتھاہ ندیا میں پیری پانچ نہ پیری جائے رے

اوگھٹ گھاٹ میں کانپت ٹھاری نا بیڑا نا نوریا

بیدم کہت سنو بھائی گیانی انتو بھید ملو گرُ سے

ہر من میں واکو مندر بنو ہے پریم دیس واکی نگریا

ایضاً

۱۱۷

جن کارن ہم لاج گنوائی　　ان ہمری ہو سدھ ہو بسرائی　　جن کارن

سنت رہی کچھ سمجھ نہ پائی　　تم نت اچرت بات تبائی　　جن کارن

وارث کارن جوگ لیو ہم　　باٹے جوبنوا میں آگ لگائی　　جن کارن

درس بھکارن ہو پیا وارث　　دیو درس موے آج دکھائی　　جن کارن

بھنا آئے بیٹھ گیو انگنا　　پیا کے ملن کی نا بات تبائی　　جن کارن

بیدم چھن بھر ہر کا نہ سمرو

بیس اکھارت کرکے گنوائی

بھجن

۲۱۸

دینیال گرور گردھاری　　موہنی صورت چال متواری

بن مدھوا کے کینی متواری　　اے رے کلروا تو پے میں بلہاری

جگ بن موہا کرشن مراری　　ڈوبت گہہ لینی بانہہ ہماری

پیاں پڑوں ہا ہا کھاوں تمھاری　　اب موپے کرپا کرو بنواری

اور کو رنگ مورے من نہ سہاوے　　ایسی رنگی چوندر موری ساری

اب کا کے آگے میں ہاتھ پساروں　　کھلا کے پیا چیری تمہاری

چندر بدن پر تہمد سوہے

بیدم جائے واپے بلہاری

ایضاً

تمینے ساری بیس گنوائی　۲۱۹　سادھو اب لگ سمجھ نہ آئی

پریم کی ندیا اگم بہت ہے　　جہ کا پار نہ پائی　　سادہو

متواری کر دینی نگمروا　　مدھوا کھوب پلائی　　سادھو

بیدم گیان لیو جب گور سے

ہر میں ہر کا پائی

ایضاً

جنبیاں گنوائی میں نے نہیں پس کے　۲۲۰　مات پتا کے پریم میں پھنس کے

بن گورو گو بند گھاٹ کیسے پاؤں　　اگم اتھاہ پاتال میں دھنس کے

گورچرن کے سو آنند نہ پایو　　برسوں نگایوں نے چندن گھس کے

لوگرہ بدل بیٹھے ڈولیا میں　　پیا گھر چلی گوریا سج دھج کے

بیدم کہت سنو بھائی گیانی

کھیو گیان کی بات سمجھ کے

Scanned with CamScanner

بسنت

۳۲۱ چلوری سکھی سنگ سب بسنت مناؤں | پہیر رنگ کی باندھے کے ساری | چلوری
سیاں بسنت وارث کو نہ دجائیں | گہت پھرت گھر گھر نر ناری | چلوری
جت چتو وا وت پیہر پیہر | کیسر رنگ رنگی ہیں کیاری | چلوری
امبا بورے سرسوں پھولی | باگ باگ پھولی پھلواری | چلوری

بلہاری وا انجر کے بیدم
جن کرے موے متواری

ہولی

۲۲۲ سکھی ری میکا رہت ہے پیہ بن کلیس | ہولی آئی پیا پردیس | سکھی ری
کھان پان موے بس اسیولا گے | چھوٹے رہت نت کیس | سکھی ری
گوکل ڈھونڈی بندرابن ڈھونڈی | کھوج پھری پورے دیس | سکھی ری
گھٹ ہی میں وارث بسے ہیں باوی | ڈول نہ دیس بدیس | سکھی ری
میلی چوبز رنگ چوکھا نہ چڑھئی | بیدم یہی اندیس | سکھی ری

ایضاً

۲۲۳ چلوری گوئیاں دیکھیں میں دیکھیں بہار | جہاں کھلی ہیں بھاگ سنگار | چلوری
آل نبی اولادِ علی ہیں | نڈو حگ کے تم کھتار | چلوری
لاکھن آگر بیچ میں بیگن | راکھن پت کرتار | چلوری

بانکے برج میں ہولی کھیلوں گی   جائے جہاں نثار   چلوری
سگرین سکھی پیا کے رنگ راچیں   تلپے جیارا ہمار   چلوری
بیدم بیگ چلو رنگو ائی   چٹکی جو ندیا ہمار   چلوری

ایضاً

پنیاں بھرن جن جیوری گوری [۲۲۴] پنگھٹ روکے کھڑو ہے مراری   پنیاں بھرن
چھب چھیل تورے نین رسیلے   بابھاری بلہاری بہاری   پنیاں بھرن
گلن گلن پیا رنگت بھرت ہیں   موٹھے گلال ہاتھ پچکاری   پنیاں بھرن
جہت کا رنگت وہ ہی کہت جات ہے   جگ جگ جیو تم لے بنواری   پنیاں بھرن

چنوت چنوت رنگ گیو بیدم
وارث پیا کی بھر پچکاری

ایضاً

آج ہوری مچی برج بیچ سکھی   [۲۲۵] کانا گھیر گھیر رنگ ڈارے   دیکھو
دیکھو ڈھٹائی کہے سے نہ مانے   بھر بھر پچکاری مورے مارے   دیکھو
بارا جوری رنگری ہے سکھی ری   جن جیو گنیاں جو پکارے   دیکھو

بیدم کرشن بد سورہ میں چھائے
میں تو بیٹھی ہوں اب من مار دیکھو

ایضاً

۲۲۶

Scanned with CamScanner

وارث پیا گھر ہو رہی مچی ہے   پریم کے رنگ میں رنگت ہے چُنریا
دردوں کو ابیر گلال بنا لیو   نیہہ کے رنگ میں بھریں ہیں گگریا
دیکھت ہی متوار بھئی ہوں   مدھ میں بھری واکی ترچھی نجریا
دیوے نگر میں پھاگ رچو ہے   دھوم پڑی کیسی سگری نگریا

پاپ کے بھنور میں بوڑ بچاے
رنگ میں بھری بیدم کی نوریا

مانڈ

سکھی وارث جگ اوتار نا من بھاوے لاگے جی   ۲۷ میکا خواجگان کی جا جنا من بھاوے لاگے جی
پیہر تہہ برن پر سوہے ات اُت لٹ گھنگھور   محمد اتے تورے نین رسیلے چت چنچل من چور

میں تو دیکھ بھیو متوار نا من بھاوے لاگے جی

پریتم تورے پیّاں لاگوں موسے مُندر یا آ   مکھ سے گھونگٹ اٹ کے شکھ درس دکھا

تورے بل بل جاؤں رے ساجنا من بھاوے لاگے جی

کہا ہوں کیسے کہوں کچھو کہی نہ جائے   سیس پہ مکٹ نور کو راجے بیدم انگ سوہائے

ایسو روپ سروپ سہاونا من بھاوے لاگے جی

ٹھمری

۲۸ سجنی چھوڑ نیہر چل پیا گھر کاہے کو جوبنیا گنوائے   سجنی چھوڑ
رنگ نہ جائے رنگ ایسی رنگر جو اچا ہے چونر پھٹ جائے   سجنی چھوڑ

پیا بن چھتیاں درک رہی ہیں۔ جیارا نکسو جائے ——— سبھی چھوڑ

مات پتا تورے کام نہ آئیں ہیں۔ انکو تو کام پسپائے ——— سبھی چھوڑ

بیدم اب ہیں ملیں پیا وارث

جو دُبدھا مت جائے۔ سبھی چھوڑ

ٹھمری سرکار پسند

کسک ہوت مورے رام ۲۲۹ جیارا رے تن تھر تھر کانپے

ایک تو پریم کی بھولی ڈگر یا ——— دُجے ٹھکانی تیجے بھئی دُشام ——— کسک ہوت

تمرے کارن میں بھئی رے جوگنیا ——— کہت پھری شیام شیام ——— کسک ہوت

بیدم عرج کرت جو لو دم ہے ——— جپت رہوں تیرو نام

ٹھمری ۲۳۰

ادمر گھومر بدرا چھائے چوُن اور ——— ادمر گھومر

ایک تو پیا مورے گھر نہیں دوجے ——— داور مچاوے شور ——— ادمر گھومر

بیدم پاپن کرم جلی کو ——— سنگ میں دین پیا اور ——— ادمر گھومر

ٹھمری

اے ری سکھی بن پیا مورے من کو ۲۳۱ نیکی نہ لاگے سونی سیجریا

ایسے ہتی بھئے ات موہن ——— جب سے گئے موری لی نہ خبریا

برہا کی اگن نے ادھک جرایو ——— ہوک اٹھت مورے رہ رہ سنوریا

کیسے کروں مورا جیرا نہ مانے　　پریم نگر کی لاگی بجریا

دھڑ دھڑ واکے بول ہیں بیدم
سنیو سکھی کہوں باجی بسریا

ٹھمری

۲۴۲

وارث ہم زگن تم گونیاں　　ہم اوچھے تم پورن　　وارث ہم
دن بھر ڈگر تکون پیا توری　　کٹے نہ بیرن رتیاں　　وارث ہم
ایسی بجائی پیا تین بسریا　　موہ لئین سنگ سکھیاں　　وارث ہم

چنچل چت میرو من ہر لینو
بیدم کر گئیں انکھیاں　　وارث ہم

ٹھمری

۲۴۳

وارث پیا آج بھر دے گگریا　　کلپ کلپ موری بیتی عمریا
ات کو نہارو سندر سانوریا　　اوڑھ لئی کاہے کاری کنوریا
جاد سوامیں جیا گھبرا ہے　　بیگ بولائے لیو اپنی نگریا

بیدم کہت وارث پیا پیارے
کاہے تجی تین مورے سیجریا

دادرہ

جب سے لاگیں نہ لاگیں موری انکھیاں　۲۴۴　رکھیں ڈرس بنا دن رتیاں

رام کرے بیری کیوں نہ ہو دیں — تمرے بنا جو بھئیں موری گتیاں

ساس نند نت دیت او ہنا — جیرا رچے پیا کی سن بتیاں

جت جت جت اوت موہ لیت ہو — جادو بھری ہیں وارث توری انکھیاں

بیدم کو کوا و سنگ نہ ساتے

دیس بدیس پیا تورے سکھیاں

دادرہ

۱۳۵

جبر وارہت ہمار ملیں — توری بچھرنے کا کر دین

اتنی میں تین کھیل گنوائی — اب مورکھ ہر چین

چھوڑکے بیت کٹھور بنے پیا — ان کری تم کین

پریم نگر میں آکے بیدم

دہر رہو نا دین

دادرہ

۲۳۶

چل چل گوریا جیرا بے چین جہاں پریم کی لاگی باجریا

تلپت ہوں نیندن لے ری سکھی بن جل کے جیسے ماچھریا

موہے انتر بھید بتاوے وارث دیدرجا مورے من کی کشا دوارث

موہے موہنی صورت دکھاوے وارث تنی آکٹ کے مکھ سی کا نوریا

نت نینن نیر بہاوت ہوں سنگ ٹیں میں پون ہی گنواوت ہو

پیا یاتی پٹھائین نہ آئین اپ موری پہلون مہکے سیجریا

ندیا گہری پگ دھرت ڈروں دبدھا من کی ہیں کاسے کہوں

ٹھاڑی اوگھٹ گھاٹ تھر تھر کانپوں کہوں ڈوب نہ جاؤ ں سانوریا

کہوں احد تنوں کہوں احمد بنو کہوں بنو محی الدین

من موہ لیو میرو من موہن مکھ میم کی اوڑھکے چادریا

توری رین رچی ہے کسم ٹپکے موکرم ہیں کو جیا للچے

نا رنگ نہ روپ نہ بھیپ مویں کہو کا ہے رنگاوں میں چنریا

تیرو برھا لشن گن گاوت ہیں نت ناروں من گھر آوت ہیں

تین نہ دولی ولین کو ولی من موہن وارث سانوریا

دیے باپ کی پون نے ات جھونکا موہے پریم ندیا میں بیچ دھار

وارث توری کرپا سے بچی موری ڈوبت ڈوبت ناوریا

اچرج بن میں میں ہے سانجھ بھئی اب پریم دیس کیسے پہونچوں

بیدم کہوں کاسے بپتا اپنی میں تو بھولی پھرت ہوں ڈاگریا

دادرہ

۲۳۷

سادھو سادھو نگرات بھاری	وارث پیاں پرت ہوں تمھاری	سادھو سادھو
مانگو چل دیو مدھوا نگر میں	جھوم گئی پنہاری	سادھو سادھو
پریم کی بسیا کون بجائے	موہ لئیں سکھی ساری	سادھو سادھو

پنگھٹ پہ موسے کو ہو نہ چھیڑے	میں برج کی پنہاری	سادھو
پریم نگر کی راہ نیاری	چلت چلت گوئیاں ہاری	سادھو
ہرے کنوئیں کا پنگھٹ نیارو	ات سندر پنہاری	سادھو
چندر بدن تیرو دیکھے وارث	بیدم گیو بلہاری	سادھو

دادرہ

چھاپ تلک سب چھینے موسے نیناں ملا کے	۲۲۸ اکتھ کتھا کہہ دینی	موسے نیناں ملا کے
میں دیکھت کی دیکھت رہ گئی	بیر گنی کر دینی	موسے نیناں ملا کے
بل بل جاؤں تورے رنگ رجوا	اپنی سی رنگ لینی	موسے نیناں ملا کے
بن مدھوا کے پلائے کلروا	متواری کر دینی	موسے نیناں ملا کے
اپنے پیر پہ میں تن من واروں	من کی بیر ہر لینی	موسے نیناں ملا کے
آپ تو وارث بنے من موہن	موہے بیدم کر دینی	موسے نیناں ملا کے

دادرہ تہ بند

اپنے سیدنا کو تہ بند بندھاؤں	۲۲۹ تہ بند بندھاؤں میں تہ بند بندھاؤں
نیہا کو عطر گلاب بسا کے	پریم کے رنگ میں میں بیگ رنگاؤں
جگ جگ جئیں میرے وارث کنہیا	ایسے کنہیا کے بل بل جاؤں
گورے بدن پر تہ بند سوہے	کا مکھ سے واکو برن سناؤں
بیدم عرج کرت نت وارث	تورے چرن پہ میں سیس نواؤں

Scanned with CamScanner

وادرہ

اوڑھے چادریا میں تو لائی تمرے کارنا ۲۴۰ لائی تمرے کارنا میں لائی تمرے کارنا

پریم کے رنگ میں رنگ کے لائی نیہا عطر بسا کے — چندبدن گورے بدنا پر اوڑھو مورے ساجنا

چن چن کلیاں گوندھ لائی لائی تمرے دوارنا — سنگ سکھیاں گائیں بدھائیں اور بجے سر باجنا

اندروپ موے نت دکھلاوے نین سے نین ملاکے — بیرگنی موے پیا بنائی آپ بنو بیراگنا

پاپ کی پون چلے چودوں اور ابتیدم جو نکلا کھائے سے

مدھ کی لگڑی چھلک سجاوے سادھو موے خو اجنا

وادرہ

۲۴۱

کرھیاں نہ ٹوٹے ہمار دیکھو ہو بالما

شب وصال نہ غفلت میں ٹالیے صاحب — جو کچھ ہوں آپکے ارماں نکالیے صاحب

جو پی ہے مے تو طبیعت سنبھالیے صاحب — ہمارے ہاتھ نہ گردن میں ڈالیے صاحب

میرو ٹوٹے نہ بیلا کو ہار دیکھو ہو بالما

نہ بحر ہجر میں طوفان غم اٹھایئے گا — ہماری کشتئ دل کو نہ یوں ڈبایئے گا

خدا کے واسطے صورت ذرا دکھایئے گا — مثال شمع سحر یوں نہ لو بجھایئے گا

بیتی جات عمریا ہمار دیکھو ہو بالما

کبھی جو بوئے محبوب گل اے صبا کہیں — کرے نہ خوں حضور یہ رنگ حنا کہیں

تیرے خرام ناز سے اے مہ لقا کہیں — ڈر ہے پسے نہ عاشق بیدست و پا کہیں

Scanned with CamScanner

۱۴۳

بگ راکھو سدھار سدھار دیکھیو ہو بالما

غیروں کو ہم پہ پیار جتاتے ہو بزم میں　　بجلی ہمارے دل پہ گراتے ہو بزم میں
انداز حسن سب کو دکھاتے ہو بزم میں　　کیوں مثل شمع مجکو جلاتے ہو بزم میں

تنی موری لاگ ہو کر نہار دیکھیو ہو بالما

نہ تم سے ملتے نہ سرکار ایسے ہو جاتے　　نہ دل حضور کو دیتے نہ جان سے جاتے
نہ وعدہ بد کی ہم اسطرح ٹھوکریں کھاتے　　نہ ایسا کرتے نہ اسطرح کی سزا پاتے

تورے کاجے تجو گھر بار دیکھیو ہو بالما

عوض میں آپنے پکڑ مجھے عذاب دیا　　بہت ہی چھ کے جو دل تمکو لے خراب کیا
حضور رنج مجھے تم نے بے حساب دیا　　نہ آئے آپ نہ نامہ کا کچھ جواب دیا

میں نے پاتی پٹھائیں ہجار دیکھیو ہو بالما

شب وصال جو آیا وہ گل بصد اعزاز　　تو بولا دیکھ لے جی بھر کے آج سب انداز
مزے سے ہونے لگی گفتگوئے راز و نیاز　　کہا کہ جاتے ہیں مرغ سحر نے دی آواز

زمویا نے واڑھی پکار دیکھیو ہو بالما

پھنسا بحر محبت میں وہ بارا وارث　　غوطے کھانے لگے سوا اب نہیں چارا وارث
اب بجز آپکے ہے کس کا سہارا وارث　　ساد ھیو بیدم خستہ کو خدارا وارث

ڈوبو منجدھار میں تیس او بچار دیکھیو ہو بالما

ایضاً

۲۴۴

گوری آؤ مورے انگنا میں جھلوا جھلاؤں

جھلوا جھلاؤں میں جھلوا جھلاؤں۔ گوری

ہو جو منظورِ نظر جانِ جہاں سیرِ چمن
تو ذرا اپنی دریچے کی اٹھا دو چلمن

اور جو یہ بھی نہ پسند آئے تو اے غنچہ دہن
مجھ سے کہدو تو میں گھر ہی میں بنا دوں گلشن

تورے کارن میں بگیا لگا دوں

بیلا گلاب چنبیلی لے آؤں ۔ گوری

غیر سے ملنے لگے ہم سے جدائی کر لی
کی کدورت ادھر اس سمت صفائی کر لی

بے سمجھ بوجھے جو کچھ دل میں سمائی کر لی
بے سبب پیار کی باتوں پہ لڑائی کر لی

آپ راز کی آپ رسائی

کون جتن کر توہکا مناؤں ۔ گوری

یا خدا وصل کی شب دے وہ مجھے استقلال
نہ ہو بیگانے کا خوف اور نہ یگانے کا خیال

غلبۂ شوق میں اس درجہ ہو مرا بیحال
سامنے اسکو بٹھا کر یہ کہوں محو جمال

آپ تو جوگی بنو رے بروگی

اور توہکا میں جوگنیاں بناؤں

دے رہا ہے مجھے خود میرا مقدر چکر
میری بربادی پہ اب چرخ نے باندھی ہے کمر

اب بجز تیرے پکاروں میں کسے اے داور
کر دے مشکل کو مری حل بطفیل حیدر

رین اندھیری ڈگر بھلانی
کیسی کروں بیدم کت جاؤں

مورے ساون ہوئیں نہ کھوٹے　　　من موہن وارث آجا

مورے ساون ہوئیں نہ کھوٹے　　　من موہن وارث آجا

تورے من میں پالنا جھلاؤں　　　مورے گھٹ کے انگنوا میں آجا

مورے سنکھ وِرس دکھا کے　　　پیا روم روم میں سما جا

توری ہا ہا کھاؤں پیّاں لاگوں　　　اب جن رس کر پیا آجا

ہم بیدم آپ کہاے

کہوں وارث پیا کہوں خواجا

ساون

سئیاں توہارے پورب بان میں چھپیا　　　تجھکے نگر ہار　　　سیاں توہارے

سونی اٹریا رین اندھریا　　　جے جیر ہار　　　سیاں توہارے

بدری چمکے بدرا گرجے　　　رم جھم برت پھوہار　　　سیاں توہارے

کہ کارن میں منہدیار چاؤں　　　کا پہ کروں رے سنگھار　　　سیاں توہارے

پی پی کر جیرا جیاوے　　　ننڈل پپیہا کو مار　　　سیاں توہارے

کاسے منگاؤں میں دیسم رسری　　　کا سنگ گاؤں ملار　　　سیاں توہارے

کو لو مورے من موہن مل ہیں　　　جمنا پوچھتی بچار　　　سیاں توہارے

انکھ گنبھیرے روپ پیا کے　　　ہاری نہار نہار　　　سیاں توہارے

نینن تیر بھر بھر آویں　　　کسی کروں کرتار　　　سیاں توہارے

تم بن کہہ کا پکاروں گوسیّاں   ڈوبت کہن منجدھار   سیاں تو ہمارے
وارث بیدم کی سدھ لیجو   جگت کے تارن ہار   سیاں تو ہمارے

ملار

ساون آئے سکھی پیاں نہ آئے   کیسے جیا سمجھاؤں رے
کا کو جھولاؤں ہنڈلوا میں گئیاں   کا سنگ جھولن جاؤں رے
ساون آئے سکھی پیاں نہ آئے

ان بن جیا مو ونکسو جات ہے   کا دیس ڈھونڈن جاؤں رے
سنگ کی سہیلی سب جھلوا ہے جھولیں   میں برہن للچاؤں رے
ساون آئے

پوتھی کھول موہے بنا بتا دے   پتیاں پڑوں ہا ہا کھاؤں رے
وارث پیا من موہن میرے   بلم رہے کا ٹھاؤں رے
ساون آئے

برہا کی اگن پتون پیا کو لگ   کو لو میں نیر بہاؤں رے
من موہن موہے سپردے نسبت ہیں   ان ڈھونڈن کت جاؤں رے
ساون آئے

چٹھی لکھی کر ایسی چترائی   مین پیا سے مل جاؤں رے
آپ کو بھولوں پہ تہ کو نہ بھولوں   جو لوں جیون گن گاؤں رے

ساون آئے

دھرتی میں ہوئے پاتال بسیروں اور اکاس لو دھاؤں رے
پپیہا بنکے میں پیا پیا گھروں پنکھ لگائے اوڑجاؤں رے
ساون آئے

جوگن بنکے میں جوگیا کے کارن انگ بھبھوت رماؤں رے
ساتوں سنگھار تجوں اور بیدم چنری میں آگ لگاؤں رے
ساون آئے

سرکار وارث کے مختصر سوانح حیات

از:- افقر موہانی وارثی

تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں ارضِ مقدس دیویٰ (بارہ بنکی اودھ) میں ایک ایسی منبع الصفات ذات عالم ظہور میں آئی جس کا وجود بلا تفریق مذہب یکساں طور پر برگزیدۂ عالم قبول و تسلیم کر لیا گیا۔ اسلام نے امام ولایت مانا۔ اہل ہنود نے اوتار سمجھا۔ یہود و نصاریٰ نے مذہبی مبشر و پیشوا گردانا اور دیگر ملل و مذاہب نے اپنے واسطے ہادیٔ برحق بہرحال خیال کیا۔ یہ تمام انتساب قیاسی ہی نہ تھے بلکہ عملاً فرقہ وار رونما ہوتے رہے چنانچہ اطراف و جوانب عالم میں جس طرف اس ہادیٔ برحق نے قدم رکھا خواہ وہ سرزمین عرب ہو یا عجم۔ چین ہو یا روس۔ ہند ہو یا مجمع الجزائر اس کے زائرین و عقیدت مند غائبانہ پروانہ وار پیدا ہوتے گئے حتیٰ کہ ۵۰ سال کی عمر میں ۵۰ ہزار کیا ۵۰ لاکھ سے بھی زائد اس مقدس ذات کی تقدیس و تصدیق کرنے والے پیدا ہو گئے اور یہ سلسلہ رشد و ہدایت اس کی ظاہری اور جسمانی حیات ہی پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ یہ وہ سراج العارفین تھا جس کی لو سے ہزارہا ایسے چراغ روشن ہو گئے جن سے تا قیامِ قیامت بزمِ عالم و عالمیان میں چراغاں رہے گا۔

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا!
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا!

وہ ذاتِ مقدس۔ مجمع صفات ملکوتی منبع کمالات انسانی۔ سرچشمۂ حقائق و معارف ربانی اعلیٰحضرت امام الاولیا قبلۂ عالم و عالمیان مرشدنا حاجی سید وارث علی شاہ آیۃ من آیات اللہ و اعلی اللہ مقامہ و برد اللہ مضجعہ کی ذات بابرکات تھی

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

Scanned with CamScanner

نسب نامہ

آپ کا سلسلہ نسب مندرجہ ذیل واسطوں سے حضور سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصلاً وصحیحاً وابستہ ہے ملاحظہ ہو:۔

(مرشدنا حاجی سید وارث علی بن مولانا سید قربان علی بن سید سلامت علی بن سید کرم اللہ بن سید میراں احمد بن سید عبدالاحد بن سید عمر وز بن سید زین العابدین بن سید عمر شاہ بن سید عبدالواحد بن سید عبدالآد بن سید مخدوم علاءالدین اعلیٰ بزرگ بن سید عزالدین بن سید اشرف ابی طالب شرف الدین بن سید محروق بن سید ابوالقاسم بن سید علی عسکری بن سید ابومحمد بن سید محمد جعفر بن سید مہدی بن سید علی رضا بن قاسم حمزہ بن سید امام موسیٰ کاظم بن سید امام محمد جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سیدنا امام ثالث ابی عبداللہ الحسین بن سیدنا ومولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ زوج بتول بنت رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ولادت باسعادت

اعلیٰ حضرت قدر قدرت ملک رفعت خورشید منزلت حضرت الحضرات سیدی ومولائی امام الاولیا مرشدی وآقائی حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ عالم وعالمیان اعلی اللہ ومقامہ ماہ صفر وبروایت دیگر اور رمضان المبارک ۱۲۳۳ھ صلعم میں عالم ظہور میں رونق افروز ہوئے وہ کرامات وبرکات جو ایک ایسے برگزیدہ اور حقائق ومعارف آگاہ کی ذات مستجمع الصفات سے بروقت ولادت جلوہ افروز ہوئیں ان کا اعادہ کرنا اور صورت شرح میں لانا بجائے خود ایک طولانی تصنیف کا کام ہے۔ قصبہ دیوئی شریف کا ذرہ ذرہ اپنی ہستی پر جسقدر نازاں ہو وہ کم ہے جس کی سرزمین سے ایسا آفتاب عالمتاب مطلع انوار قدسیہ ومنبع اسرار الٰہیہ جلوہ فگن ہوا جس کی اس مٹی ہوئی اور تباہ شدہ دنیا کو ایک مدت سے اشد ضرورت تھی۔

حضور کا ولی مادرزاد ہونا

دلائل مختلفہ جو بالاتفاق ایک ہی نصاب پر آکر قرار پکڑتی ہے اس امر پر صاف روشنی ڈال رہی ہیں کہ حضور پرنور کی ذات مبارک ولی مادرزاد تھی جن پر وہ اسناد ویقینی دلائل ہیں جو

Scanned with CamScanner

بوقت پیدائش ونیز بعد زمانہ ولادت وقتاً فوقتاً اور تدریج ظاہر ہوتی گئیں

مثلاً (۱) رمضان المبارک میں حضور کا دن کو دودھ نہ پینا (۲) مثل دیگر کوچہ گرد اطفال کے حضور کا کھیل کود میں مشغول نہ ہونا (۳) عالم طفلی میں کبھی بھول کر جھوٹ نہ بولنا (۴) بظاہر کسی علم کا بصورت تکمیل حاصل نہ کرنا اور ہمہ داں ہونا وغیرہ یہی دلائل اور اسناد ہیں جن کو پڑھ کر ایک بچہ بھی بہت کچھ حضور کے ولی مادرزاد ہونے کی بابتہ معنی اخذ کر سکتا ہے اور یہی وہ دلائل ہیں جو اثبات کے واسطے لازمی اور لابدی ہیں۔ حقائق بین وغیب دان نگاہیں ان دلائل کی بھی محتاج نہیں وہ ہر وقت اور ہر حال میں حضور کی ذات کو جو کچھ سمجھتی ہیں اس کا مزہ اور لطف تا عمر حاصل کرتی رہیں گی۔

تعلیم و تربیت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں یتیم لقب بن کر جلوہ فرما ہونا جس حد تک ارباب نظر کے نزدیک مستحسن اور موجب برکات تھا اس کی تقلید اور اتباع کی تجدید باری تعالیٰ نے سرکار وارث کی ذات اقدس سے بدیں جہت فرمائی کہ اول تو آپ آلِ رسول سے تھے دوم اپنے زمانہ کے قطب بھی تھے آپ کا زمانۂ طفولیت یتیمی میں گزرا آپ کی پرورش علیا حضرت آپ کی ہمشیرہ صاحبہ مخدومہ اور حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز (آپ کے بہنوئی) کے یہاں ہوئی۔

ایک تو بنفس نفیس حضور کا ولی مادرزاد ہونا دوسرے ایسے بزرگوں کی عاطفت وحضوری اور چار چاند لگ گئے جو بات برسوں میں ہونے والی تھی وہ مہینوں اور دنوں میں تکمیل کو پہونچ گئی علوم ظاہری کی تعلیم کے لیے ایک مولوی صاحب مقرر ہوگئے جو آپ کو دینیات کی تعلیم فرماتے تھے۔

بیعت و دستار بندی

مخدوم حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعمر ۶۲ سال ۱۴ ماہ صفر ۱۲۵۳ھ بروز دوشنبہ بعد نماز فجر وصال فرمایا۔ یہ واقعہ آپ کے مکان واقع مسجد بساطیان چوک کے متصل ہوا

اور آپ گولہ گنج کے تکیہ میں جہاں اب کرسچین کالج ہے دفن ہوئے بعد فراغت تجہیز و تکفین و تدفین علمائے فرنگی محل نیز سید محمد اکبر شاہ مدنی و سید محمود محقق (جو حضرت غوث گوالیاری کی اولاد سے تھے) نے بالاتفاق رسم دستار بندی بحق امام اولیا حضرت وارث پاک ادا فرمائی اس وقت سن شریف حضور کا ۱۴ سال کچھ ماہ کا تھا حضرت مخدوم حاجی سید خادم علی شاہ نے اپنے وصال کے ۳ روز بیشتر آپ کو شرف بیعت سے بھی مشرف فرمایا تھا اور اس طرح آپ صاحب رشد و ہدایت منجانب پیر طریقت قرار پائے نیز دستار بندی کے وقت بیشتر نذریں خادمان آستانہ کی طرف سے گذریں اور بہت سے حلقہ بگوش داخل بیعت ہوئے جس کا سلسلہ برابر ۹ ماہ تک لکھنؤ میں جاری رہا اور اس طرح ہزار ہا کی تعداد مریدین کی ہو گئی جو نہایت ترقی پذیر رفتار کے ساتھ اطراف و جوانب میں پھیلتی گئی۔ دستار بندی کے ۹ ماہ بعد آپ نے ارادہ حج بیت اللہ شریف کا کیا۔

سفر حج

پہلی بار آپ نے پاپیادہ سفر حج اختیار فرمایا جو براہ خشکی طے کیا۔ یہ سفر آخر ۱۲۵۳ھ میں ہندوستان سے ہوا بعد فراغت حج بیت اللہ شریف دیگر ممالک عرب اور ماوراالنہر عجم و جزائر کی سیاحت فرماتے ہوئے آپ ۷۰۶ سال کے بعد واپس وطن ہوئے اور اس مدت سفر میں تین مرتبہ حج ادا کیا۔ اسی طرح متعدد بار ہندوستان سے آپ نے پیادہ پا سفر حج کیا اور چار چار پانچ پانچ سال کے وقفہ سے واپس ہوتے رہے اس مدت میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان کے باہر دیگر ممالک میں آپکے خادموں اور مریدوں کی تعداد میں غیر محدود اضافہ ہوتا گیا جس کا صحیح اندازہ ناممکن ہے اکثر اولیائے کرام اور مشائخ عظام سے فیوض روحانی حاصل کئے مقامات مقدسہ کی زیارت اور فتوحات روحانی سے بیشتر فیض یاب ہوئے کوئی مقام جس کا کچھ بھی تعلق اسلامی دنیا سے تھا آپ نے ترک نہیں فرمایا اور متعدد بار زیارت حاصل کی جس کی تفصیل بیان کرنا ایک طولانی کتاب ترتیب دینا ہے۔ ممالک غیر کے بڑے سے بڑے مقامات سیستان، ماژندران، طہران، دمشق، مصر، رے، کوفہ، قسطنطنیہ، حضر موت، یروشلم، قندھار، غزنین، طبقان، یونان،

سراندیپ، پل آدم وغیرہ کی سیاحت فرمائی۔ اور وہاں ہزاروں کی تعداد میں مرید کیئے حرم محترم کعبہ وسرزمین مدینہ منورہ کربلائے معلی و نجف اشرف بغداد خراسان میں آپکے مریدین اور زائرین کی یہ کثرت ہوگئی کہ آپ کو ایک وقت میں چھ چھ جگہ مدعو کیا جاتا تھا پھر بھی اکثر مشتاقان زیارت محروم رہ جاتے۔ صحیح تعداد حج کی کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ آپ نے اکثر حج دوران سفر میں کیئے جنکا علم یہاں کسی کو بھی نہیں ہوسکا۔ بحیثیت مجموعی یہ تعداد ۶۰ سے زائد بتائی جاتی ہے ابتدائے سفر جس میں دس بارہ حج شامل ہیں براہ خشکی ہوا مگر آخر کے سفر اور حج آپ کے براہ سمندر ہوئے جو کسی طرح دلچسپی اور برکات سے خالی نہ تھے۔

عام حالات زندگی

آخری پچیس تیس سال کا زمانہ مستقل طور سے وطن و اطراف وطن میں ختم ہوا اس مدت میں لاکھوں کی تعداد میں زائرین حاضر ہوئے اور شرف بیعت ہوئے۔ سب کے ساتھ یکساں محبت اور رواداری کا برتاؤ تھا ہر شخص یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ سرکار ہم سے زیادہ کسی سے نہیں محبت فرماتے۔ مرد، عورت، بچے عام طریق پر آپ سے شرف بیعت حاصل کرتے بلکہ آخر وقت میں یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب مریدوں اور خادموں کی تعداد میں غیر معمولی ہجوم ہونے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمکو صرف دیکھ لیا وہ ہمارا مرید ہے جس نے ہماری چلتی ہوئی گاڑی کی زیارت کی وہ ہمارا مرید ہوگیا۔ تہبند کا گوشہ اگر پچاس آدمیوں نے ایک ساتھ چھو لیا وہ سب مرید ہوگئے حتیٰ کہ جسنے ہمارا نام لیا اور محبت کی اگرچہ اس نے نہ کبھی دیکھا وہ بھی مرید ہے پس اگر یہ تعداد شامل بیعت کی جائے اور جس کے نہ شامل کیے جانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی تو حضور کے مریدین اور خادموں کی تعداد اور اعداد و شمار کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا اور یہ سلسلۂ محبت قیامت تک ختم نہیں ہوسکتا آج پہ کیا منحصر ہے آئندہ کی نسلیں ہمیشہ اپنی محبت وعقیدت کے صلے میں برابر داخل و شامل بیعت ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ بعد وصال سے آج تک تقریباً ۶۰ برس کی مدت میں کم از کم کئی ہزار کی تعداد ایسی نظر

آتی ہے جو محض اپنی عقیدت و محبت سے اپنے کو وارث کہتی ہے اور آستانہ مووارثی سے فیض یاب ہو رہی ہے حضور کے ارشاد کے مطابق یہ جماعت حضور کی ویسی ہی مرید و خادم ہے جس طرح آپ کی حیات ظاہری دیکھنے والی جماعتیں تھیں۔ آپ کا اخلاق، کرم اور سلوک عام تھا جس سے ہر کوئی یکساں مستفید و مستفیض ہوتا کبھی آپ نے تشخص کی رواداری نہیں فرمائی۔ آپکو مہمان بہت عزیز ہوتا تھا، بغیر کھانا کھلائے کوئی مہمان واپس نہ آتا۔ سفر میں بھی آپ کے ہمراہ آپ کے مہمانوں کی کافی تعداد رہتی تھی لہجہ نہایت صاف مختصر، شیریں اور دلکش تھا۔ کوئی بات بلاضرورت اور خلاف حقیقت زبان مبارک سے کبھی نہ سنی گئی۔ آپ اپنے مریدوں اور خادموں کی بیحد داشت فرماتے اور ان سے خاص انس و محبت رکھتے۔ سب کو مثل اپنی اولاد کے سمجھتے اور ان کی تمام تکالیف کا ازالہ فرماتے۔ غیر مریدین و عام زائرین سے بھی آپ کا برتاؤ ایسا ہر دلعزیز تھا کہ اسکی نظیر نہیں نظر آتی۔ محبت کا سبق آپ کی تعلیم تھی جو شخص حاضر ہوتا آپ اس کو اللہ رسولؐ اور اپنے شیخ سے محبت کرنے کی ہدایت فرماتے۔ علماء مشائخ اور صوفیائے کرام کا بیحد احترام فرماتے اور ان کی حقیقی تعظیم کرنے کی دوسروں کو بھی ہدایت کرتے۔ بجز خدا رسولؐ کی محبت اور اس کے استغراق کے کوئی اور شغل آپ کا ایسا نہ تھا جو آپ کے حالات زندگی میں قابل تذکرہ سمجھا جائے جو بات تھی خدا رسولؐ کی رضاجوئی کی طالب جو فعل تھا مشیت ایزدی کے مطابق غرض کہ آپ کی جمیع حل و حرکت امر الٰہی کے تابع تھی۔ آخری ۴۔۵ سال کی مدت استغراق اور سُکر کی کیفیت میں گذری۔ زیادہ تر آپ خاموش اور تہمد سے منہ لپیٹے رہتے تھے بعض اوقات خادموں کے بار بار یاد دلانے سے بھی کوئی بات نہ یاد آتی۔ سُکر کی حالت اور محویت سے بہت کم بیدار ہوتے۔

لیکن اس حالت میں بھی جب وقت خبرداری ہوتی تو اپنے مریدوں و خادموں کو نام بنام یاد فرماتے رہتے اس سے اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح

کسی نبی یا رسول کو اپنی امت عزیز ہوتی تھی بعینہٖ اسی طرح آپ کو اپنے خدام اور مریدین عزیز تھے اور حضور کا یہ خاصۂ فطرت مطابق حدیث قدسی کے تھا کہ

اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالْاَنْبِیَآءِ فِی اُمَّتِہٖ

بعض ارشادات عالیہ وارثیہ

(۱) فرمایا مقام عشق میں کوئی سجادہ نشین نہیں ہو سکتا اور ہماری منزل عشق ہے۔

(۲) فرمایا مقام عشق علم و تعلیم سے بالاتر ہے۔

(۳) فرمایا معرفت وہی ہے جو حاصل کرنے سے نہیں آتی۔

(۴) فرمایا تصوف کی ابتدا علم سے ہوتی ہے۔ وسط اس کا عمل ہے اور خاتمہ عطیۂ حق

(۵) فرمایا محبت معرفت حق کی کنجی ہے۔ بغیر محبت قفل معرفت نہیں کھل سکتا۔

(۶) فرمایا جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ یقیناً ہمارا ہے۔

(۷) فرمایا جس کی ایک سانس یاد حق سے خالی گئی وہ مردہ ہے۔

(۸) فرمایا محبت میں ادب و ترک ادب کا لحاظ نہیں رہتا۔

(۹) فرمایا فقیر کو سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی سوال نہ کرے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔

(۱۰) فرمایا عارف وہ ہے جو سب کو اپنی جگہ پر دیکھے اور سب اس کو اپنی جگہ پر دیکھیں

(۱۱) فرمایا محبت میں کفر اور اسلام کا فرق مٹ جاتا ہے۔

(۱۲) فرمایا محبت کے کسب سے بہتر کوئی کسب نہیں۔

(۱۳) فرمایا توحید آسان ہے مگر تصدیق مشکل ہے۔

(۱۴) فرمایا عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔

(۱۵) فرمایا صوفی وہ ہے جس کے لباس میں دونوں جہان کی وسعت ہو۔

(۱۶) فرمایا دنیا کے اچھا بُرا کہنے کا خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ سے اپنا حساب صاف

Scanned with CamScanner

وصال مبارک

آپ کا تمام زمانۂ حیات عالم تجرد میں گذرا جس کی بظاہر وجہ یہی بیان کی جا سکتی ہے کہ آپ یتیم تھے جب سن بلوغ کو پہونچے تو بظاہر اب کوئی مربی وسرپرست خاندان کا نہ تھا جو اس رسم کو ادا کرتا آپ فطرتاً محو باللہ بنے خود بھی خیال نہ فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۸۰ سال کی عمر مجردرہ کر گزاردی اور اس طرح محتاط زندگی بسر کی کہ ایک متاہل بھی نہیں بسر کر سکتا۔ اللہ اللہ۔

تجرد زندگی کے وہ امراض جن کا تعلق طب سے ہے ان میں مثانہ، تقاطر ذیابطیس، سلسل بول۔ احتراق وغیرہ سب شامل ہیں، مثانہ کی شکایت حضور کو اکثر رہتی تھی اور بظاہر یہ شکایت جزو حیات تھی۔ ۱۸، محرم ۱۳۴۳ھ کو آپ بعارضۂ تپ علیل ہوئے۔ تپ شدید ہوتی گئی اور اسی سلسلہ میں پیشاب بھی بہت تکلیف سے ہوتا تھا۔ علاج پر علاج ہوئے کوئی دقیقہ رفع مرض کا اٹھا نہیں رکھا گیا مگر وقت موعودہ آگیا تھا تمام مساعی نا مشکور ہوئے خلاصہ یہ کہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کا دن گذار کر شب جمعہ بوقت صبح ۴ بجکر ۴۱ منٹ پر یعنی یکم صفر المظفر ۱۳۴۳ھ کو آپ نے اس خاکدان آب وگل سے عالم ارواح کو مراجعت فرمائی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

آپ کی حیات ومات طالبان محبت ومعرفت کے لیے یکساں خیر وبرکات کا حکم رکھتی ہے۔ بمصداق حدیث نبوی

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

البتہ محبت خلوص، عقیدت، تصدیق، ایقان اور اقرار کی شرط بالالتزام لازم ہے۔ فقط

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

Scanned with CamScanner

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

شجرہ ہائے وارثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم
بحق من قال کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء

یاخدا مجھ کو مصطفٰےؐ کے طفیل — بخشدے جملہ انبیاء کے طفیل
یا خدا آل مجتبٰےؐ کے طفیل — اور اصحاب با صفا کے طفیل
شرم رکھنا مری قیامت میں — اتقیا اور اصفیا کے طفیل
راہ بھولوں نہ میں طریقت کی — کل شہیدان کربلا کے طفیل
دے کھلا غنچۂ مراد مرا — باغ یثرب کی اس فضا کے طفیل
جسکا طالب تھا تو شب اسرا — اسی مطلوب مصطفٰےؐ کے طفیل
اے حبیب خدا دوئی کر دور — اپنی توحید کی قبا کے طفیل
گور کی مشکلیں ہوں حل یارب — شیر حق صاحب لوا کے طفیل
یاخدا حاجتیں مری بر لا — باعث تاج ہل اتا کے طفیل
غم عقبٰی سے کر رہا مجکو — اور حسن ابن مرتضٰی کے طفیل
تشنگی ہو نہ روز محشر میں — تشنہ لب شاہ کربلا کے طفیل
یا خدا قید غم سے کر آزاد — عابد خستہ جبنوا کے طفیل

دے صفا قلب کو مرے یارب   باقرِ پاک باصفا کے طفیل
یا خدا کر شگفتہ نخلِ مراد   جعفر و کاظم و رضا کے طفیل
پئے معروف کرخی یا اللہ   سرِ سقطی پیشوا کے طفیل
ہوں گنہگار بخش بہرِ جنید   اور شبلی رہنما کے طفیل
بہرِ عبد العزیز رحم و کرم   عبد واحد کی ہر ادا کے طفیل
فیض سے بو الفرح کے بخش مجھے   بوالحسن صاحب حیا کے طفیل
یا خدا بو سعید کے صدقے   بخشیو پیر باصفا کے طفیل
ہو نہ مرقد میں میرے تاریکی   غوث الاعظم کی ضیا کے طفیل
شاہ جیلاں کے ہیں جو نورِ نظر   عبد الرزاق حق نما کے طفیل
دیدہ و دل کو دے ضیا یارب   محی الدین صالح پر ضیا کے طفیل
نزع کے وقت سید احمد بھی   آئیں تسکین کو مصطفیٰ کے طفیل
میر سید علی کے صدقے میں   چشمِ دل کھول مجتبیٰ کے طفیل
شیخ موسیٰ کے فیض سے یارب   نفس زائل ہو مرتضیٰ کے طفیل
بخش سید حسن کے صدقے میں   گلِ گلزار مصطفیٰ کے طفیل
اپنی ہی ذات میں فنا کر دے   ابو العباس اصفیا کے طفیل
بہرِ سید بالخیر خاتمہ میرا   بہاء الدین باوفا کے طفیل
بہرِ سید محمد اے اللہ   اور جلال مرد پارسا کے طفیل
پئے خاطر فرید بھکرؔ پاک   صاحبِ علم باحیا کے طفیل
بہرِ ملتانی ابراہیم مجھے   بخش دے فخرِ انبیا کے طفیل
صوفی پاک بھکرؔ ابراہیم   پیر بے مثل باصفا کے طفیل
پئے خاطر شہ امان اللہ   شاہ حسنین حق نما کے طفیل
مجھ کو صدقہ شہ ہدایت کا   کر عطا جملہ اولیا کے طفیل
بہرِ عبد الصمد خداوندا   عبد الرزاق مقتدا کے طفیل

کر عطا عشق بہر اسمٰعیل | شاکر اللہ پیشوا کے طفیل
ہادی دیں شہ نجات اللہ | میرے حامی ہوں مرتضیٰ کے طفیل
بڑے خادم علی خطا میری | بخشدے جملہ پیشوا کے طفیل
مجھ کو دکھلا جمال ختم رسل | میرے وارث علی نما کے طفیل
اپنی ہی راہ میں مٹا مجکو | شاہ وارث کے نقش پا کے طفیل
گوہر طبع کو عطا کر آب | وارث پاک انبیا کے طفیل
ملتجی تجھ سے ہے غلام حسین | بخشدے شاہ کربلا کے طفیل

ازانجا حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ را از دو سر کار دولا مدار نعمتہا عطا گردید و سلسلہ دیگر این شجر کشید

یا خدا اولیا کے طفیل | اسد اللہ لافتی کے طفیل
لائے خاطر حسن بصری | اور حبیب عجمی پیشوا کے طفیل
بہر داؤد طائی یا اللہ | رہبر راہ اصطفا کے طفیل
پے معروف کرخی شیخ زمن | پیر مخلوق حق نما کے طفیل

ہٰذہ الشجرۃ چشتیہ نظامیہ وارثیہ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُہَا فِی السَّمَاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہم صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلِ محمدٍ وکُلِّ ذرۃٍ مِّائۃ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃ

یا خدا حضرت محمد مصطفےٰ کے واسطے | سرور عالم شہ ہر دو سرا کے واسطے
مشکلیں حل کر مری مشکلکشا کے واسطے | شیر حق یعنی علی مرتضیٰ کے واسطے

خواجگان چشت کا سر پر مرے سایہ رہے — دونوں عالم میں علی صاحب لوا کے واسطے
از برائے خاطر خواجہ حسن بصری مجھے — بخش عبد الواحد نور خدا کے واسطے
حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض پاکباز — اور ابراہیم بلخی باحیا کے واسطے
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی — اور امین الدین ہبیرہ باصفا کے واسطے
خواجۂ ممشاد حضرت فیض بخش باصفا — اور ابو الاسحاق شامی رہنما کے واسطے
حضرت شاہ و ابی احمد فرشا فہ ولی — خواجۂ ناصر محمد مقتدا کے واسطے

سایۂ ذات مقدس رکھ مرے سر پر مدام — احمد محبوب حق ظل خدا کے واسطے
ناصر الدین باصفا خواجہ ابو یوسف لقب — قطب دیں مودود یوسف رہنما کے واسطے
خواجۂ حاجی شریف زندنی روشن ضمیر — آسمان مطلع نور خدا کے واسطے
خواجۂ عثمان ہارونی کی خاطر سے مجھے — بخش دے یارب محمد مصطفیٰ کے واسطے
خواجۂ کل خواجگان حضرت معین الدین چشت — پادشاہ ہند مقبول خدا کے واسطے
مست کر یارب مجھے دیکر شراب معرفت — قطب دین بختیار کاکی باصفا کے واسطے
از پئے خاطر فرید الدین لقب گنج شکر — ہو میرا خیر میں سخن وصف و ثنا کے واسطے
ہے لقب جنکا زری زر بخت عالی مرتبت — شہ نظام الدین محبوب خدا کے واسطے
حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی — اور کمال الدین شاہ اصفیا کے واسطے
از پئے شاہ سراج الدین سراج الاصفیا — اور علیم الدین باعلم و حیا کے واسطے
خاتم علم الٰہی معدن جود و سخا — حضرت محمود راجن مقتدا کے واسطے
حضرت شاہ جمال اللہ معروف جمن — شیخ محمود حسن مرد خدا کے واسطے
بے خبر کر دے مجھے دنیا و دیں سے یا خدا — حضرت خواجہ محمد مقتدا کے واسطے

از طفیل خواجۂ یحییٰ مدنی ہے دعا — اللہ پیران رہ صدق و صفا کے واسطے
یا خدا یاس و ہراس و حسرت و حرمان و غم — دور کر دل سے مرے مشکلکشا کے واسطے
حضرت شاہ کلیم اللہ سردار جہاں — اور نظام الدین ثانی پیشوا کے واسطے

کر نگاہ لطف مجھ پر پیر فخر الدین فخر
شاہ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے

یا شق روئے بنی حافظ جمال اللہ شاہ
اور عباد اللہ رشد ولی اہل صفا کے واسطے

ہوں مرے حامی جناب حضرت شاہ بلند
خوف نا مجکو نہو روز جزا کے واسطے

جام وحدت دیکے مستانہ بنا دے ساقیا
حاجی خادم علی ابر سخا کے واسطے

حاجی الحرمین حافظ مرشدؒ مولائے من
سید وارث علی پیر ہدا کے واسطے

آرزو محمد سیدم خستہ کی بر لا یا خدا
دے رہا ہوں خواجگان چشتیا کے واسطے

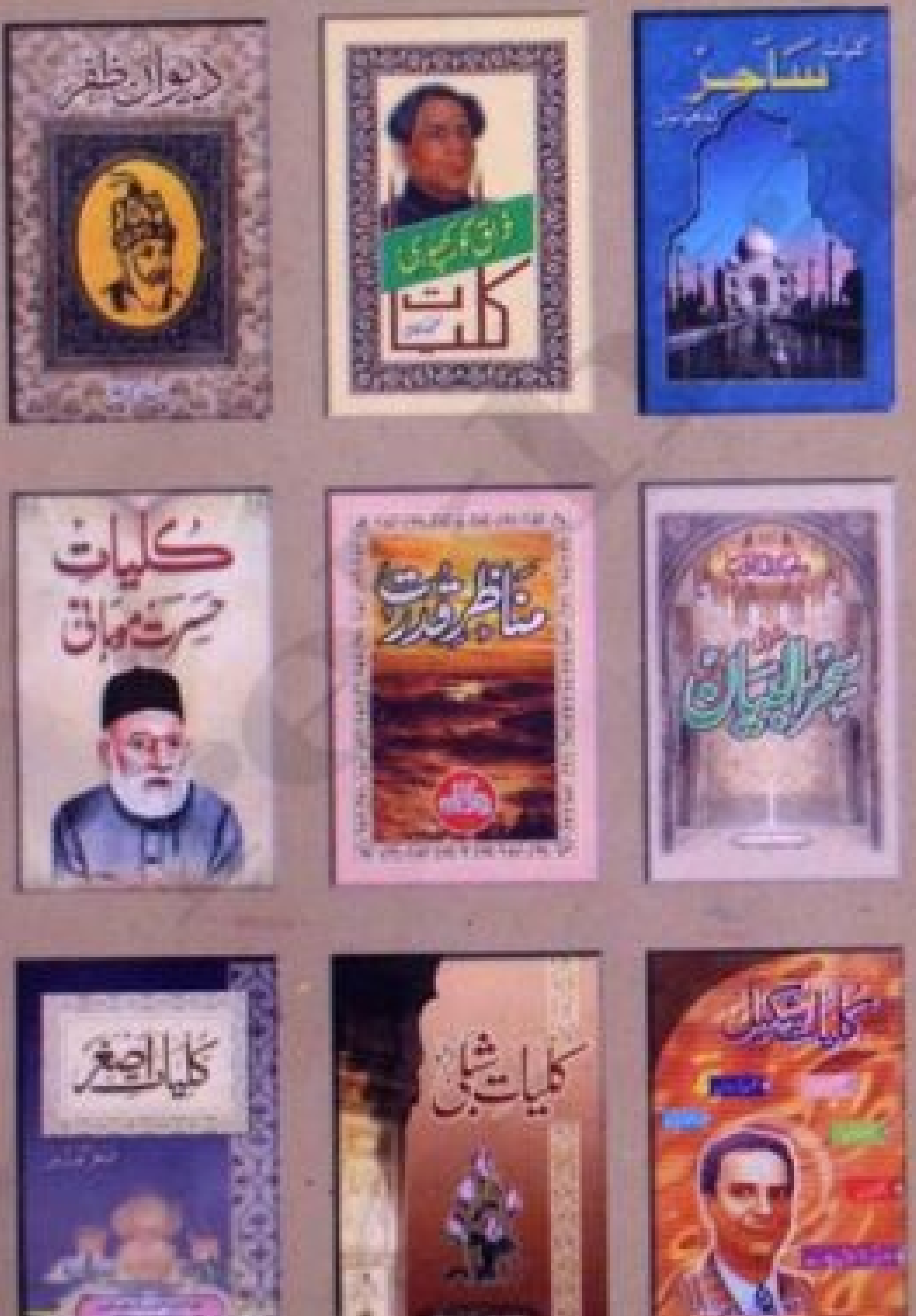

Rs.30/-

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi - 2
Phones : 23289786, 23289159 Fax : 23279998 Res.: 23262486
E-mail : farid@ndf.vsnl.net.in Websites : faridexport.com faridbook.com

Scanned with CamScanner